عنایت سرمدی ہے کہ وہ ہادی دین سالک مسالک شرع متین خاتم المرسلین ہے خورشید سپہر
یثرب و بطحا شکنندہ قصر قیصر و طاق کسرے شاہراہ شرع گمراہونپر کھولکے باب ضلالت بند کیا تیرہ باطنونکو
شمع ہدایت دکھائی نصیحت کی پند کیا بحکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندھی ہوائے ظفر پیکر بلند کرکے پرچم نصرت
کھولا لشکر یزہ چپ نیز ہا نبوت کی گواہی مین اشہد ان محمدا رسول اللہ بولا اور وصی رسول خدا کا مقبول
پیمبر کا بھائی برگزیدہ کبریائی کرار غیر فرار صاحب ذوالفقار آیۂ رحمت خداہی حامی دین قاتل مشرکین دست خدا
قوت بازوے مصطفے کیا کہون کہ کیا ہے اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ وسلم اور مدح سلطان زمان خدیو گیہان
شاہ شاہان تاج بخش باج ستان یوسف طلعت جم شوکت حاتم ہمت نوشیروان معدلت فریدون منزلت
زینت وہ اریکہ جہانبانی رونق بوستان سلطنت ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان
ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ پادشاہ عادل قیصر زمان **سلطان عالم محمد واجد علی شاہ**
خلد اللہ ملکہ دست و زبان کا مقدور نہین جو تحریر کر سکے تقوی ذات اقدس سے تقویت رکھتا ہے زہد و
ورع کو بصد نیاز ناز ہے عین شباب مین سلطان عالم مقید روزہ و نماز ہے اس نوشاہ کے جلوہ حسن
عالم افروز سے عروس نورانی نقاب چرخ چارم چادر شفق مین بصد حجاب روپوش ہے اور عندلیب
خوش صدا نظارہ جمال پر جاہ و جلال سے سدا گلشن در آغوش ہے وہ سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
گل گلزار دولت ہے کہ قمری و بلبل بشوق زیارت قدبالا حلقہ اطاعت در گردن آوارہ چمن فاختہ وار
کوکوکنان گم کردہ آشیانہ ہے اور شمع محفل افروز چرخ اطلسی ہولے ضیائے رخسار تابان مین غیرت پروانہ
ہے اور بار حلم و وقار سے کمر فلک کوزہ پشت دوتا ہے قدمبوس کو سر جھکاتا ہے زمین خوف تزلزل سے
امان پاکے سرگاو ثری پر پایہ جاہ ہے قضا مطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبرداری نکرے آسمان کے
با این عظم و شان دھومین اڈرین جو خدمتگاری نکرے بیک چشم خشم زمین چکر کرنے لگے آسمان
تھم جائے بہتا ہوا دریا شیشہ ملب آسا جمجائے صاحبان کرسی عقلائے فرنگ مین ہر شے کی کیفیت
مین تبدیل ہو فتور ہو مہین اوڑنے مین تیزی کرنے لگین سد راہ کا فور ہو ناخن سرپنجہ عطار رشتہ
امید کا سردست گرہ کشا ہے ہمت حاتم کا مرتبہ طے کیا وہ حاجت روا ہے اور رعب عدالت کا حسن جا

مذکور آئے فتنہ خفتہ فساد بیدار چونک کے وہاں سے بھاگ جائے غم لاغر گرگ دریدہ دہن سے منھ چھپا کے
وہ آنکھ چرانے لگے باز کبوتر کا ہمراز ہو دمسازی سے خوف کھانے لگے نالہ عندلیب شیدا کے عوض پہلو سے
گل مین خلش خار ہو مشاطہ بہار سور و عتاب ہے اور دست برد خزان سے چمن قمری لونڈے کے حباب مین سرو فر
خراب ہے گلچین سر شاخ گل تر بلبل کا گھر بناتا ہے صیاد بندہ بے دام ہو جائے لگے بدلے سر راہ آنکھین بچھاتا ہے
صدائے مرغ سحر سے جو کوئی خستہ جگر چونکے تو یہ حرکت اوسکے حق مین بُری ہو فوراً گلا ہو آور چھری ہو اور دم
برزم ہیبت شمشیر برق دم سے اعدا کا لہو خشک دل جو سنگ خارا کی سل وہ نیم ہوتا ہے رستم بیر زال
کی صورت کانپے اسفندیار ہو تو پردۂ قاف سے منہ ڈھانپے ایسا حال سقیم ہوتا ہے وہ راست جم منزل رسان
ملک عدم چلکر سر اسد چرخ پر جھکے قدم گاو زمین تک ہنر کے چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہے جو سرکش ہمہ
چڑھا اولٹا گرا دم مین تن و سر جدا ہے جوہر وہ جو نہ اصفہانی مین سنا نہ خراسانی مین ہے تشنہ خون اعدا رہتی
ہے حاسد جلکر کہتے ہین خدا جانے بجھی کس پانی مین ہے مرنیکے بعد بھی زخمی کا دل تہ و بالا رہتا ہے اوسنے
سی صنعت یہ ہے کہ حشر تک زخم آلا رہتا ہے الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمہ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان
جاہ سریر سلطنت پر با جاہ و حشم کامران رہے دست بستہ دورۂ دوران رہے در دولت پر عیش
و طرب کی دہوم جان نثار تر تیغ خواہونکا ہجوم رہے جبتک کہ یہ طلسمی نثر نگاری ہے چشمۂ فیض جاری ہے کج مج
زبان ہیچمدان خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آرایان بزم سخندانی سراپا غلط ہمہ تن قصور رجب علی
سرور کہ گردش بخت واژون اور نیرنگی سپہر بوقلمون سے سالہائے دراز سرگشتہ کوی ناکامی خستہ تن
گرفتار رنج مبتلائے محن رہا کوئی پرسان حال نہوا نہ میری سنی نہ اوسنے کچھ کہا جب یہ شاہ جمجاہ والا نژاد
زیب سریر سلطنت ہوا جلوس فرمایا ہر نا کام کامیاب ہوا عالم کا مطلب آیا تاریخ جلوس میمنت مانوس کہی للمولفہ

بہار جوش مین ہے اور نئی ہے کیفیت
جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر

سرور سب کو ہے کہتے ہین متقی و رند
ہوا ہے سال جلوس اس لیے چراغ ہند
۱۲۶۳ھ

اس تاریخ کو قطب الدولہ مفتاح الملک مونس دلپذیر محمد قطب علیخان بہادر مستقیم جنگ
مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ نے پیشکش کیا یہ نامور ستودہ افعال ہمشیال ہر حلد

دعالم و سخن کا قدر دان خود صاحب جوہر باکمال ہے مرد میدان جان نثار و شیدائی سلطان زمان ہے اس عصر مین
جو نظم و نثر کا چرچا پایا کسی کمال کی قدر پایا تو قدر صاحب جوہر شعر کی ہے تو اسکی فاستغفر خندہ صفاتے دگر تقصیر معاف میدان صاف ہے
غرضکہ جسدم قبلہ عالم و عالمیان افصح فصحائے زمان نکتہ سنج معانی شناس باریک بین سلطان دوران نے ملاحظہ فرمایا اس خاک
افتادہ کو آسمان پر پہنچایا ملازمون کے زمرے مین آبرو بخشی سرفراز کیا خواہش برائی تمنا سے بے نیاز کیا بعد چندے کہ سن ہجری
بارہ سے چونسٹھ ۱۲۶۴ تھے حکم قضا نسیم صادر ہوا کہ شمشیرخانی زبان اردو مین لکھ لیکن حصول نہوتا قاری سامع ملول ہوا اگرچہ تقصیر کو
یہ لیاقت نتھی مگر فیض ارشاد ہدایت بنیاد سلطان العالم حامی مددگار ہوا یہ نسخہ تیار ہوا رنگینی و انشا یہ نسخہ شاور فقیر عاری ہے
خلاصہ مقصود اور مطلب نگارش رہی ہے جو کچھ فردوسی سخندان نے نظم کیا ہے وہی مضمون شمشیرخانی ہے لیکن اس تحریر مین مقدمہ
ثانی ہے کہ حسب و نسب شاہان نامدار مین تحقیق کیطرف طبیعت متوجہ نہین ہوئی فقط شاعری کی طاقت سے فرق بنایا ہے مصرع تصویر
تحریر کر کے دکھایا لہذا کتب تواریخ معتبر سے کہ اونکا نام موقع اور محل پر آجائیگا دیکھکے لکھا کہ ناظرین کے نزدیک اسکا غور وقاعدہ
شک باقی نہ رہے نسخہ ذی اعتبار ہو امید خالق لیل و نہار سے یہ ہے کہ سلطان عالم کو پسند ہو تو خاص و عالم کو مقبول ہو
جان نثار کی محنت و مشقت بیکار بجائے ناموری حصول ہو جسدم تمام یہ ترجمہ شمشیرخانی ہوا نام اسکا شمشیر سلطانی ہوا
جا علم مقصد حضرت مین بطحا خانہ بے نیاز کے باعث سمت سجدہ و نماز ہوئی کیا شرف حاصل ہوا کسقدر ممتاز ہوئی اور
تیرہ مین خاصہ رب کا مسکن ہوا اوسمین مدفن ہوا اسلام کا رواج ہوا پیغمبر قدیر کا نزول ہوا کلام خدا حصول ہوا نبی ہمارا اصحاب
معراج ہوا بندگان خدا ایکطرف سر جھکاتے ہین دوسری جانب زیارت کو جاتے ہین اور مملکت ہندوستان کہ سواد اعظم
چار دانگ عالم مشہور ہوا اگر بنظر غور دیکھو تو یہ بھی مد نظر رب غفور ہے یہ مقدمہ صریح ہوگا اور ملکو نسبت اسکو ترجیح ہے اسواسطے
کہ خلیفہ رب کے زمین جنت سے تشریف جولانے خطہ ہند مین آئے علم ادب کے یہین سے رواج پایا نظم و نثر سلطنت ہوا
بادشاہون نے خراج پایا ہندسہ اور نجوم کو دیکھو سند تو کار ہے اونکی عبادتکی رسوم کو دیکھو موسیقی کا کمال ہنود کے کان جنہین
وہ دیوتا کہتے ہین جیسے وہی راگ لائے عبادت سمجھکے کیا کیا نہ گائے حقیقت مین اس زمین کی بڑی قدر و منزلت نہایت
پایا ہے کہ اسکی خاک مخزن الماس ہے پتھر اونکا پہلے یہ حال تھا کہ سینہ اونکا مونگا لال تھا سردی یا گرمی خواہ برسات ہر
ہر فصل اعتدال کے ساتھ ہی نسیم سحر کا کر و فر کیفیت صبا و شمال دیکھکے یہانکی راحت کا حال دیکھیے کہ کیسی زر ریز ہے
کوہ و صحرا کو غور کر و ہر تختہ گلخیز ہے چاندیکا دریا سونے کے پہاڑ شہر طلائی سبزہ زار بختونکے مکان سونے کے مثلاً سقف

مٹھہ اور دریا مین چاندی کی ریت پانی مین عکس کا کھیت ہاتھی دکنی بیل فلک جنکے رو برو پست ہاتھو تیز بانیک بچہ چالی
مشبہ بر فیلبان نظر آئے ایسے سربلند بجھول شبکر رفتار مین مستی مین ہوشیار تیغ ہندی کی آبداری اوسکا کاٹ اوبلا ہوا جم
مرکش مین بے نظیر کھتی سے پہلے تک اجل کا گھاٹ دکھلائے گرانبہا زربفت گجرات کا ڈھاکے اور بنارس کا ہیرہ نادر تحفہ خلق
ت دمر و ہمت و جرات مرد و نکے آب و گل مین رحم اور خوف خدا دلمین رنڈیان کہ خلقت اونکی کہہ ہی بیوفا ناآشنا مشہور ہین
اونکے حصے مین شرم و حیا عصمت عفت از سرتا پا مہر و وفا اور نشاہ غیرت مین ایسے چور ہین مصرعہ گزر بائے مردہ سوزد زندہ
جان خویش را تماکساران ہند اور بنگالہ کے متقی ہیلنکے رند فرمانرواؤنکی شوکت جبروت شان عدالت سخاوت امارت کے
ساز و سامان سپاہ تیرانداز سرفروش فن سپہ گری مین نادر روزگار اور سرزمین ہند کی اب لکھنؤ جان ہے
جہان کا فرمان روا سلطان عالم سا خسرو ذیشان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہے

شروع داستان نادربیان

راویان اخبار عجائب بیان آثار متفق ہین کہ پہلے جسنے گلزار بے ثبات مین روش سلطنت نکالی تخت و تاج کی بنا ڈالی
عدل و داد کو رواج دیا محصول خراج لیا وہ کیومرث تھا الا بود و باش کو کوہ دنیا باوندی اور پشاک پوست حیوانکی
بیٹا اوسکا سیامک نام تھا اوسکو عبادت کے سوا اور نہ کچھ کام تھا دیو نے اوسکو مارا کیومرث کو بہت قلق ہوا ہوشنگ
سیامک بیٹا تھا اوسنے باپکے خونکا بدلا لیا دیو کو قتل کیا تیس برس کیومرث نے سلطنت کی پہر دار فانی سے
رحلت کی یہ قول فردوسی ہے اس نام کی تحقیق مین کیومرث کاف فارسی ایر تا فوقانی ور ائمہ اخبار نے اختلاف
کیا ہے امام غزالی نے ابن خزادی سے رقم کیا ہے بزرگ ہین اولاد صلبی آدم ع لکھا ہے بعضے کہتے ہین ولیم بن
لاود بن سام بن نوح ہے اور مصنف روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ یافث بن نوح کا بیٹا ہے عرب اوسکو علیم عجم کیومرث
کہتے ہین اور علمائے مجوس آدم اسی کو جانتے ہین کلشاہ کہکے مانتے ہین ہزار برس کا سن اوسکا تھا چالیس برس سلطنت
کے دن **ہوشنگ کا حال** بعد ہوشنگ تخت پر بیٹھا پتھر سے آگ نکالی آتش پرستی کی بنا ڈالی اوسنے سنگدل
نے ڈالی جشن سدہ اوسی آگ کے جشن کا نام ہے یہ جو گبر و مین ترس نہین باہم لاگ ہے اس آتش افروزی کا باعث وہی
آگ موجد آہنگری ہوا چشمہ خوشگوار پہاڑ سے شہر کیطرف وسہ نامدار لایا سمور و قاقم بہم پہونچایا اوسی آنے زمین مین
دانہ ریزی کی زراعت ہونے لگی پھل اور ریتو نکی غذا موقوف ہوئی چالیس برس حکومت کی پہر دنیا سے چلنے کے

طلعت روح کو دیکھکے ایلچیون کے ہوش و حواس گئے بید کی طرح کانپنے لگے دم چڑھگیا ہانپنے لگے بہزار دقت و لکنت سلم و تور کا پیام عرض کیا فریدون نے فرمایا ارنسے فقرا کا کام ہوا کہ بعد مرگ بھی نہ ہوگیا اور تخم فساد جو ادنہون نے بویا ہے قریب اوسکا گل ہوگا اور منوچہر کا جو ادنکو اشتیاق ہے اسکو بھی یہان رہنا شاق ہے تمہارے بعد روانہ ہوگا یہ کہکے خلعتہاے فاخرہ زر و جواہر ادنکی لیاقت سے زیادہ مرحمت کرکے رخصت کیا ایلچیون نے وہان پہونچکے منوچہر کا جاہ و حشم فوج جرار کا خشم و جسم اسطرح بیان کیا کہ سلم و تور کا جی چھوٹ گیا امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا مجبور ناچار پیادہ و سوار جمع کرکے اجل کے منہ میں چلے اسطرف شاہزادہ منوچہر سے تر (نظم)

بفرمود تا قارن رزم خواہ | بر شیب تند آورد مہر و سپاہ
سراپردہ و فرش بیرون برد | درفش ہمایون ہمایون برند
بحکم شہنشاہ گردون شکوہ | بجوشید لشکر چو دریا و کوہ

جب لشکرون مین مسافت کم رہی صف کارزار آراستہ ہونے لگی دلاورون نے شمشیر گرز و خنجر کو دیکھا بھالا کمانین چڑہائین ترکش دیکھے تیرون کو سنبھالا عرصۂ جنگ مین قدم نکالا نامرد بھاگنے کی راہ سوچنے لگے گھبرا کر منہ نوچنے لگے دلاوران نبرد آزما بہادران خشمگین ہر ایک بسا گرز و سنان شمشیر و خنجر جان ستان لیکے غٹ پٹ ہوگئے تلوار سے لہو جیسے ابر سے باران ہر سو برسنے لگا کشتون کے دشت مین پشتے ہوگئے صفحۂ صحرا کا یہ حال ہوا کہ فنفس کو گذر محال ہوا لاشون سے مردان مبارز کی اور اجساد سے سواران دلاور کے ہامون اور اگر دون کو حکم تساوی تھا تھوڑی دیر مین لشکر سلم و تور پامال فتنہ و فتور ہوا بہ دونون مر گئے سے فرار سرگشتہ وادی ادبار ہوے مگر قباد اور قارن نے تعاقب کرکے حدود بلاد شرقی مین پایا پھر لڑائی سر و تن کی جدائی ہونے لگی منوچہر بنفس نفیس مانند شیر ژیان و ببر دمان کے حملہ کرتا تھا روح سے پیکر خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا القصہ مطلع فلق سے مقطع شفق تک داروگیر کی صدا بلند رہی جسوقت پیر فلک نے سلم و تور کے ماتم مین چادر سیاہ شب رنگ اوڑہی اور روشنی خورشید نہ رہی بچے ہوے لشکر سلم و تور کے مجبور لاشون مین چھپے بامید صبح ستارہ شماری لوز رد و جراحت سے گریہ و زاری کرنے لگے (نظم)

ہمہ شب خستگان تیغ بیداد | ز ہر سو نالہ میکردند و فریاد
الا ای شب کہ روز رستخیزی | چرا آخر بسحر بر نخیزی

دوسرے روز سفینہ صبح لجہ تیرگی شب سے ساحل افق پر آیا چھپی ہوئی سپاہ نے عذر خواہ ہو کے حلقہ اطاعت منوچہر کان مین ڈالا سر سے بلاے اجل کو ٹالا تور نے چاہا کہ عذر مجہول باتین نامعقول پیش کر کے کبر سن اور قرابت قریبہ کے وسیلے سے سپر عذر و مکر مین پناہ لیں عین گفتگو مین ضرب تیغ منوچہر جنگجو سے تور کا سر مغرور جسم دور ہو کے گھوڑے کے پانون کے پاس آیا اور قارن رزم زن نے سلم کو تنگہ تنگ مین پھنسایا غلغلہ فتح و ظفر گوش چرخ اختر تک پہونچا غازیان نصرت نصیب پہلوانان حبیب نے مال و اسباب اتنا پایا کہ اوس لشکر کا ہزار ہا اطفال خرد سال لونڈیان پری تمثال لوگون کے ہاتھ آئین بعد فتح عظیم اور قتل غنیم منوچہر بصد کر و فر فریدون کے پاس آیا مطلب دلی بر آیا خلق خدا کے ساتھ با عدل و احسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پری طلعتون مین سحر کی اور بعض تواریخ مین نظر سے یہ گذرا کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق نور چشم مین نور چشم فریدون نے نذر گریہ کیا گوشہ تنہائی مین بیٹھ رہا وہ جو ایرج کی حرم حاملہ تھی خوف سے بھاگ کے ایک پہاڑ پر پہونچی اوس کوہ کو مانوشان اور مانوشہران سب کہتے تھے جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکو بھی مانوش اور مانوچہر کہنے لگے کثرت استعمال سے مانوچہر منوچہر ہوا جب وہ سن تمیز کو پہونچا تین سے تیس مرد میدان نبرد پہلوانی مین یکتا فرد منوچہر ہمراہ لیکر سلم و تور پر شبخون لایا دونکو گرفتار کر کے قتل کیا باپ کا بدلا لیا اسکے بعد فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا باعث بے بصری پوچھا تو کون ہے اوسنے جواب دیا ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدون نے فرمایا اگر تو سچا ہے دست راست میری آنکھ پر لگا تجھے ضیائے چشم ہو تو مالک جاہ و حشم ہو منوچہر نے ہاتھ رکھا پردہ ہی تو تھا فوراً پروردگار نے بینائی عطا فرمائی نیرنگی لیل و نہار نظر آئی ذکر پہلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سمن فام کا کراہیت کرنا کوہ البرز پر چھوڑنا پرورش سیمرغ کی سام بعد نریمان صاحب صمصام ہوا اوسکو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب حسن و جمال مگر تمام جسم مین سفید بال سام اوسکو دیکھکے آلام مین گھرا

ہمہ موی اندام او ہمچو قار | قدش سرو ست چون رخ چون بہار

الغرض نام اوسکا زال ہوا لوگون کے نزدیک بد فال ہوا اسلیے بدیمن جو کہا سام نے کوہ البرز مین اوسکو رکھوا دیا وہان سیمرغ رہتا تھا اوسنے لڑکا تنہا پڑا جو پایا پرورش کنندہ عالم نے محبت اوسکے دل مین پیدا کی اوٹھا لایا اپنے

آیا لشکر نے رفاقت سے منہ پھیرا ایک شب تاریک میں وہ بخت سیاہ مسلح ہو کر بقصد شبخون چلا کہ سوتے میں کام
تمام کیجیے نصیب کو جگائیے طالع کو آزمائیے فریدون کا کام تمام کیجیے محل کی دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ مسند شاہی پر
فریدون محو خواب ناز ہے جلیس شہزادی ارنواز ہے غیرت کی آگ میں جل کے اوس سیاہ رو نے ایوان پر کمند
پھینکی چڑھ آیا یہاں طالع بیدار شاہ ذی اقتدار نے ہوشیار کیا خبردار کیا پاسبان شبانہ اجل اوس مغرور کے
سر پر پہونچی دی گرز لگایا ہر چند اوس نے دم دبالی مگر کاسہ سر سے اوس خودسر کے صدا آیا پاش پاش آئی دوسری
ضرب لگنے کے عزم میں غیب سے ندا آئی حالا باش آئی کہ ابھی اسکی اجل موعود میں تاخیر ہے لازم اسکی تدبیر یہ
کہ قید کرکے پہاڑ کی طرف بھیجیے تا بدترین عذاب سے معذب ہو اسکے یہ جان نثار حسب حکم موافق خواب ضحاک
اوسکی پیٹھ سے تسمہ کھینچکے باندھا اور کوہ دماوند کے غار میں اوسکے نصیب و اژدر کی طرح اولٹا لٹکایا
آپ بے دغدغہ بغیر سلطنت کرنے لگا ستم رسیدوں نے رنج و الم دور ہوا سب کو راحت ملی ایک عالم نے
دعا خیر دی جتنا ملک آل ضحاک کا تھا اوس سے بہت زیادہ فریدون کے قبضہ تصرف میں آیا شہر ویرانوں کو آباد کیا
رعیت کو دلشاد کیا بیان تینوں بیٹوں کی شادی اور ملک تقسیم کرکے بعد نوبت زمانہ
برباد دی باہم کی لڑائی لکھا ہے کہ فریدون کے تین فرزند تھے سلم اور تور اور ایرج ایرج
سب سے چھوٹا تھا وہی بڑا لیاقتدار خوش اطوار شایان تخت سلطنت قابل ریاست حکومت تھا ایک شخص
جندل نام تھا فریدون نے اوس سے فرمایا کہ جس بادشاہ کے تین بیٹیاں ہوں اوسکو تلاش کر کے انکی شادی
ایک جا کر دوں جندل نے حسب ارشاد بڑے دردسر سے دریافت کیا کہ عالم میں سرو نام ہے اوسکے
تین بیٹیاں ہیں ہر ایک شمشاد قامت لالہ رخسار گلندام ہے القصہ یمن میں جا کر اوسکو راضی کیا پھر فریدون
سے یہ حال کہا شاہ والا جاہ نے بیٹوں کو با ساز و سامان اعلیٰ کارگزار جان نثاروں کے ہاں روانہ کیا اپنے
جانے میں تخلل امورات سلطنت کا بہانہ کیا سلطان یمن نے بعد فراغ رسم شادی بہت سا مال و اسباب
نقد و جنس کنیزان حور پیکر غلامان زریں کمر جہیز میں دیکر اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی
جب فریدون کے پاس بیٹے آئے اوسنے تمام ملک فرزندوں کو تقسیم کر دی روم و خاور زمین
سلم پسر کلاں کو دی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والا شان کو ایران دیا آپ خالق کی عبادت

یزدان پرستی کو گوشہ تنہائی لیا رشک وحسد نے ہزارون فساد اوٹھائے ہین لاکھون گھر بنا کر بگاڑے ہین
سلطنت کے نقشے مٹائے ہین بہت سے سر بے افسر تاج ہوے صدہا صاحب ایوان و محل گور گڑہے
کو محتاج ہوے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوا نے بغض و عداوت کی آگ کو
بھڑکایا تور کو خط لکھا بایں مضمون کہ پدر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو سبز حاصل ملک و پایۂ شہرہای ایران
پرخوف و خطر جگہ کا ہمکو حاکم کیا اوسکو دز رات شغل سیر و شکار ہے خطہ ایران باغ و بہار ہے ہم ہر دم حیران
پریشان رہتے ہین ہمسر ونکے جو رہتے ہین روز معرکہ جنگ و جدال ہے گرم بازاری عرصہ قتال ہے
ہر گھڑی خون کی ندی بہتی ہے خلق خدا ہمکو مفسد آزاردہ کہتی ہے جب قاصد مکتوب فساد اسلوب لیکے
تور کے پاس پہونچا اور اوسنے ابتدا سے انتہا تک حرف حرف پڑہا باعث تنگ ظرفی بادۂ نخوت ابل چلا
چھوٹے بھائی کے قتل پر آمادہ ہوا جواب لکھا کہ پہلے پدر نا مہربان کو اس حال سے مطلع کر لو جو زمین
ایران ہین وہین تو خیر نہین شعلہ شر آسمان تک پہونچا اوسلم نے اوسی ایلچی کو فریدون کی خدمت مین روانہ
کیا سن رسیدہ باپ کو ہدف آلام بنایا سہام ستم وجور کا نشانہ کیا مطلع ہونا فریدون کا کید
سلم و تور سے جسدم فریدون بیہودہ عزم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار مدنظر کرنے سے
سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلیل سمجھایا کہ تشنہ خون تیرے دونون بھائی ہین آمادہ فساد و
بھائی ہین صلاح وقت یہ ہے کہ تو اونسے آشتی و نرمی کر اور فتنہ و شر سے درگذر اور نامہ لکھکے ایرج کو
دیا مضمون اوسکا یہ تھا کہ یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے تمکو بزرگ بجائے پدر جانتا ہے بجز اطاعت اور تمہاری
رضامندی کے نہ تمنائے تخت ہے اسکو نہ خواہش تاج ہے تمہاری خوشنودی خاطر کا محتاج ہے تمکو لازم ہے
کہ مرآت سینہ زنگ کدورت و کینے سے صاف کرو اگر سہواً کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف بزرگانہ مقتضی
ہے کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھکے قصور معاف کرو باپ کا دل محزون تم سے شاد ہو ایسا
نکرنا کہ ملک ویران ہوکے برباد ہوجانا ایرج کا ترکستان مین اور سر کا آنا ایران مین ایرج
با مردم چند جسے چھڑی سواری کہتے ہین ترکستان کیطرف چلا وہان وہ دونون مغرور یعنی سلم و تور لشکر کو
لعزم فتور فوج سے معمور کرتے تھے خبر رسان ہرکارون نے عرض کی کہ ایرج محزون نامہ فریدون

دست

لیکھے آتا ہے یہ دونون واسطے ناصے کی پیشوائی کے نہ لینے کو غریب دیار جیالی کے مع فوج
باجاہ وحشم باہم چلے تھوڑی دور سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے یا اسباب ظاہر
تشفی کی خاطرداری کی در پردہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان رعنا سہی قامت سرو بالا
کو دیکھا سبکا میلان اوس کم سن جوان کیطرف ہوا جب یہ خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور یعنے سلم
و تور آگاہ ہوے خوف سے سینے مین دل دہڑکا رشک کا شعلا اور بھڑکا دوسرے روز حیلے سے
اوس سرو نوخیز بوستان سلطنت کا سر قلم کرکے فریدون کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ آج اسکو
ملک کا مالک سمجھیے یا تخت عاج دیجیے خواہ افسر و تاج دیجیے جو ہونا تھا ہو چکا لکھا ہے کہ جب
اوس بیگناہ پسر کا مطیع فرمان پدر کا بوڑھے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجب بنایا تمام شہر
کو سیاہ پوش کیا اپنا گریبان پھاڑا سر کو در و دیوار پر دے دے مارا اسکو رنج و غم سے ہم آغوش کیا
کئی روز تمام خلقت نے نہ تکیہ کیا نہ بیا آہ و نالے سے عرش اعظم کو ہلا ہلا دیا آخر کار اوس نونہال
بوستان سلطنت صاحب افسر کا سر از تن جدا الصد گریہ و بکا باغ میں دفن کردیا مگر فریدون کی نظر مین زمانہ
سیاہ خلش خار الم سے غنچہ دل پژمردہ بہت حال تباہ پنجہ غم گریبان کے بدلے سینہ چاک کرنے
مین مشغول ہوا اور تاج پھینکنے کے عوض سر پٹکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام خون دلبند تھی
ایسی نیت سے مرگ پسند تھی ایک روز بہجت افروز معلوم ہوا کہ مخدرات عصمت ایرج مین ایک گلفام
ماہ آفرید نام اوس بدر کامل سے حاملہ ہے یہ مژدہ فرحت افزا سنکے فریدون اس مرتبہ مسرور ہوا
کہ حزن ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سحر پروردگار سے یہ دعا تھی ہر شام خالق لیل و
نہار سے یہ التجا تھی کہ وہ بلند اختر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو نابود کرے اتفاقات زمانہ جب
وضع حمل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی دادا نے یہ امر خداداد سمجھکر اوس مہ روشن کا پریچہر نام رکھا پرورش سے
کام رکھا حد بلوغ کو جو پہونچی پشنگ سے نامزد ہوئی چند مدت مین وہ نخل نوخیز گلستان شہریاری
بارمراد لائی لڑکا پیدا ہونے کی باری آئی فریدون نے جو اوسکو گود مین لیا مشابہ کیسا بعینہ ایرج
نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چین آیا جی کو آرام ہوا ہر دم اوسکے دیکھنے بھالنے سے

کام تھا ہر ساعت پرورش میں اہتمام تھا صاحب نصیبون کے زبردست مقسوم ہوتے ہیں تھوڑے
کے پاؤن پلنے لینے میں پالنے والونکو معلوم ہوتے ہیں ہنوز سن تمیز کو نہ پہونچا تھا کہ علم و ہنر کسب و فن
سپہ گری میں کامل ہوا زور خداداد سے پہلوانون میں شامل ہوا فریدون نے سریر سلطنت پر
اوسکو جلوہ افروز فرماکے انتقام ایرج پر عازم کیا سلم و تور کا قتل اوسپر لازم کیا یہ خبر وحشت اثر سلم و
تور کو پہونچی کہ عنایت منتقم حقیقی سے خون ایرج کا انتقام لینے والا پیدا ہوا ہے صاحب حسن و جمال
آہو چشم ہزبر خشم ایسا ہے کہ فوج در عیبت کا دل و سپہر شیدا ہوا ہے وہ دن قریب ہے کہ بالشکر جرار و
فوج بیشمار اس طرف آئے تیر ربخت کی شام تم انجام ہمکو دکھلائے غرض کہ بعد مشورہ و گفتگو وہ غدار
مکار حیلہ جو یہ فریب سوچے کہ ایلچی چرب زبان لسان باتحفہا و تحفہ فراوان اور بہت سا نقد و جنس
گوہر نشے ہمسر صد ہاتھی کوہ پیکر بطریق ہدیہ دیکر روانہ کیے اور عرضداشت فریدون کو لکھی کہ وسوسہ
شیطانی اور حرص جاہ نے ہمیں دنیا میں روسیاہ رسوا و خراب کیا عقبی میں بیشتر ذلیل اور معذب ایرج ہوا
کیا امید عاطفت شاہانہ الطاف خسروانہ سے یہ ہے کہ شاہنشاہ قصور ہمارا معاف کرے دل صفا
منزل ہمسے صاف کرے اور منوچہر کہ یادگار ایرج نامور ہمارا لخت جگر نور بصر ہے اوسکو ادہر
روانہ فرمائے کہ ہم شرط خدمت بجا لائیں تخت و تاج اوسکو نذر گزرانیں آپ غلامی سمجھائیں ناحق ہماری دور
ہو جائے جب سلم فریدون کے روبرو وہ اسباب و مال آیا خون ایرج نے جوش کیا غیظ و غضب کمال آیا ایلچیونسے کلمہ فرمایا

سپہر بہار آستانم مبا کنون تا ابر فتنہ کہ دشمن بچند پور تا بہ زندہ در سپہر	سزا از تخم آزرم منم اژدہا بر زمین شاخے بر آمد بلند از زمین کین نتحماہد کشادن کم	درختیکہ از کین ایرج برست بیاید کنون چون ہژبر دمان	بخون برگ و بارش بخواہم بکین پدر تنگ بستم میان

قاصد بے حصول مطلب مایوس پہرے سلم و تور کو
مفصل حال سنایا ناچار لشکر بیکران مثل جیحون مور و ملخ سے کثرت میں افزون ہمراہ لیکے روانہ ہوے
جب سرحد قریب پہونچے فریدون دیگرخون کو اطلاع ہوئی اور منوچہر کو خبر پہونچی اوس جرار نے
پیچ و تاب کھایا حرف رخصت بازبان لایا فریدون نے جوانان تہمتن پہلوانان لشکر شکن ہمراہ کرکے خدا کو سونپا

دلیران یک یک چو شیر ژیان	ہمہ بستہ بر کین ایرج میان	بہ پیش اندرون کاویانی درفش	بچنگ اندرون تیغہای بنفش

دل مین آیا کہ اوسکے بیٹے کو چھوڑ دیا پھر اوس سے مخاطب ہوکے کہا مین تیرے فرزند کے
قتل سے درگذرا اب تو اس محضر پر اپنی مہر ثبت کر کاوہ نے محضر اپنے ہاتھ مین لیکر پارہ پارہ
کیا بیٹے کو ساتھ لیکے چلنے کا اشارہ کیا دکان پر آیا اپنی قوم کو بلایا اور چرم آہنگری یعنے وہ چمڑا جو کام
کرنے کے وقت کمر مین لپیٹتا تھا بانس مین باندھا نشان کیا بلوے کا سامان کیا فردوسی

خروشان ہمی برسر نیزہ بدست	کہ ای نامداران یزدان پرست	کسی کو ہوای فریدون کند	سر از بند ضحاک بیرون کند

القصہ ہجوم خلقت کثیر آمادہ جنگ مستعد پرخاش اوسکے ہمراہ فریدون کی تلاش مین شہر سے نکلے
اور ضحاک سے خاک تدبیر نہو سکی اون لوگون نے بہت خاک چھانی کو بکوجستجو کی بعد مدت فریدون سے
ملاقات ہوئی فریدون ان سبکی اطاعت اور یاری عنایت باری سمجھا اور وہ نشان جسپر چمڑا بندھا تھا
علامت فتح آیت نصرت جان کر زر و جواہر سے درخشندہ کرکے درفش کاویانی اوسکا نام رکھا اور یہ
رسم کیا شہ مین جاری ہوئی کہ جس بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیبا و شجر زر و جواہر درفش پر بڑہانے
سے کام رکھا جب اہل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے مین آیا ان صاحبون نے اسکا جواہر
بڑہایا غرضکہ کاوہ فریدون کو لیکے بعزم قتل ضحاک ناپاک کوہ ہامون جلد و جیحون طے کرتا روانہ ہوا ایکروز
فریدون نے لوہار طلب کرکے مینڈہے کا چہرہ آہنی بنوایا اوسمین دستہ لگا گرز اوسکا نام کیا بزدلونکی
سرکوبی کا سرانجام کیا از بسکہ طبیعت کے زور سے نئی ضرب کا ایجاد ہوا اس تحفے سے فریدون بہت
شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز مزار خدا پرستان مین اس لشکر قلیل کا گذار ہوا جا بیرفضا جو
نظر آئی وہین مقام کیا راہ کی کسل سے آرام کیا شبکو عین خواب مین نظر توجہ سے کسی بزرگ نے
فریدون کو دعا بتائی فرمایا اسکو یاد رکھنا رنج مین دلکو شاد رکھنا کڑی مین آرہی آیکی تیر بلائی سپر بنکے جان
بچائیگی بعضون نے لکھا ہے جن جن سے تاریخ کا چرچا ہے وہ کہتے ہین کوئی پری آ کے افسونگری
بتا گئی القصہ ہر روز بفر و تمکین سفر دشت و قریہ مین گذر ہوتا تھا اور دو بھائی فریدون کے اوس سے
سن مین زیادہ ہمراہ تھے عزم سلطنت سے آگاہ تھے مرتبے مین دونون اس سے ذلیل تھے مگر یادگار
قابیل تھے اونکو آتش رشک نے حسد سے جلایا فریدون کے قتل پر آمادہ کیا الا وقت کے منتظر ہو رہتے

کسی سے حال کچھ نہ کہتے تھے اتفاقاً ایک روز فریدون کسل راہ سے بہاڑ کے دامن میں سو گیا
برادران گرگ خصال بون افعال نے موقع پایا بڑا سا پتھر اون سنگدلوں نے فریدون کے اوپر لڑھکایا
مگر یہ سب نہ سمجھے بیت

اگر تیغ عالم بجنبد ز جای	نبرد رگی تا نخواہد خدای

پتھر کی کھڑکھڑاہٹ کے
لڑھکنے کی آہٹ سے فریدون کی آنکھ کھل گئی سنگ گرانکو اپنے اوپر آتے دیکھا وہیں دعا پڑھی پتھر اوسی جا جم گیا
آتا تھا یا تھم گیا پروردگار کو اسطرح بچنے بچاتے دیکھا فریدون پر کھل گیا کہ یہ عداوت پوشیدہ بھائیوں کی تھی
ہر چند دیکھا بھالا بات کو ٹالا الغرض کا وہ سپہ سالار اوس نہنگ بحر شجاعت کو کوہستان کی راہ
سے بر سر دجلہ بغداد لایا ملاحوں کو بلایا اونہوں نے کشتی لانے سے کنارہ کیا یکایک شہریار ستودہ
اطوار کو غصے میں یہ لہر آئی کہ کمر ہمت چست کی بسم اللہ مجریہا و مرسیہا زبان پر لایا مع گھوڑے دریا میں در آیا
جو ہمراہ تھے لطمۂ غضب سلطانی سے آشنا تھے آگاہ تھے سینہ تیر پر کا تکایک سنبھالی وہ گھوڑے
سب پار فیاض بحر زخار میں ڈالے پروردگار مددگار اور طالع یاور تھا چشم زدن میں وہ بیڑا پار ہوا بیت المقدس میں آیا
اوسکی بنا ضحاک سے عجب شہر وسیع عالیشان وہ زمین پر مہر آسمان بنایا تھا اور جو کچھ نقد و جنس زر و جواہر اوسکے
پاس تھا طلسم بناکے اوسمیں چھپایا تھا اور اوس مکان کے نگہبان دیو قوی ہیکل اژدر شعلہ فشاں تھے
فریدون نے وہی دعا دم کرکے دم میں نام و نشان سب کا مٹایا پھر تخت پر جلوس کیا ماہ طلعتوں سے
کنار و بوس کیا محل کی رنڈیاں طلب ہوئیں شہریار اور زر نواز بھی آئین فرمائی ترقی دولت و حشمت بان ہو
اونہیں کے لیے اژدہا پیکر کی قید سے ایکدم میں چھڑایا اپنا سکہ الوند کھایا فریدون تو یہاں ضحاک تخت نشین
ہوا کل بغداد زیر نگین ہوا ایک شخص کندرو نام اوس طلسم کا مہتمم تھا اوس نے تار تار گریبان چاک منہ [illegible] آلودہ
ضحاک کے پاس پہونچا اور کہا فردوسی

زنان جہ ملک گفتہ اندر میان	بیالا و سرو بچہ ہر و کیان
بیاید بر تخت کی بر نشست	ہمہ شہر یکسر تو را مردیست
چو [illegible] بدرید کشت جان	ہمہ شہر با او [illegible]

سر مرد را ارز ناید بشکری	بیابند دوان از دگر کشوری
نگہ کرد دادو بیک لخت کوہ	ہمی باند اندر میان گروہ
بران گہ بکش بند اندر الوان تو	زمردان و گردان الوان تو

ضحاک کچھ پیام قضا ہو کچا جان مفت کی ملک الموت
پہونچایا [illegible] سوار ہوا جانب بیت المقدس میں

زده بر کشید از میان سپاه | منوچهر چون شیر در قلبگاه
سپهدار قارن مبارز چو سام | سپه تیغها بر کشید از نیام

طرفین سے مقابلہ ہوا اور مرو زتو گفتگو زبانی رہی تا شام نوبت بگرز و خنجر و سام نہ آئی دوسرے دن صبح وقت سلطان خاور بالباس گلنار نیزہ شعاعی بر دست تخت زنگاری پر جلوہ گر ہوا نقیب دونوں طرف سے نکلے ترکیوں سے نے گرز کا شروع کیا جانبین سے لشکر آیا اور شور و شر ہوا فردوسی

بیابان و دریا ز خون در دمید شد دست | تو گفتی ز رود زمین لالہ رست
چنان شیر زار کشتہ گان رود رود | گرہ بندہ را راہ شور گشت

سپاہ توران کو ہزیمت ہوئی تور نے شبخون کی تجویز کی مگر جس طرف سے آیا سب کو ہشیار پایا باز گشت کی راہ نہ ملی لڑائی ہونے لگی منوچہر نے چستی تمام نیزہ تور پر لگایا خنجر ہاتھ سے لے اوسکے جھٹکے زمین پر آیا اوسی گرم جوشی مین ہاتھ کو کمر بند مین ڈالکر اوس بد افعال کو گھوڑے سے اوٹھا کے سر سے بلند کیا زمین پر ٹپکدیا وہ سر زنجیر در بدر ہوا اپنی خود سری سے بہر انتقام تاج شاہی جس پر بجہ ہر انتہا تیغ نا ہموار سے کاٹا خنجر جو اوسکے خون کا پیاسا تھا اوسنے لہو پیا چیل کوؤں کے کھلانیکو جنگل مین جسم ایرج کا بھیجا اور دادا کی نذر کیو اسطے سر بھیجا کا بھیجا جب تور نے جان دی سلم تاب جنگ نہ لایا بھاگ کے قلعے مین پناہ لی منوچہر نے اوسکے قتل سے منہ نہ پھیرا مثل خطا بر کار قلعے کو گھیر الکا کوہیلوان بڑی شوکت شان سے غرق دریا سے آہن ہو کر آئے للکارا ایرج نوجوان نے اوسکو بھی مار اظلم غافل اس سے کہ کلتم فی بروج مشیدہ قلعے سے باہر آیا دفعتہ طعمہ شہباز اجل ہوا اور منوچہر کا کل ممالکت مین عمل ہوا ایمر و ہالے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر وفت

چو آمد بنزدیک شاہ و سپاہ | فریدون پیادہ آمد براہ

منوچہر بھی گھوڑے سے کود کر شرط قدم بوس بجا لایا فریدون نے مثل جان برین لیا چھاتی سے لگایا برابر تخت پر بٹھایا تھوڑے دنون کے بعد فریدون کو پیام اجل آیا ہوش حواس مین خلل آیا منوچہر کو سام و نریمان کے سپرد کیا اور کہا فردوسی

سپردم بہ ہم این نبیرہ بتو | کہ من رفتنی گشتم ای نیکخو
فریدون بشد نام ازو ماندہ باز | برآمد برین روزگار دراز
بدست خودش تاج بر سر نہاد | بسے پند و اندرز ہا کرد یاد

منوچہر نے بعد فریدون بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل داد کی نوبت بجادی خلق خدا کو آسائش ہوئی کوئی شخص محتاج نہ رہا بجز یزدان پرستی کسی بت پرستی و ملت کا رواج نہ رہا بسبب قول فردوسی اور مضمون تمثیر خالی تھا یہان سے

اور مورخ جنکے قول کو تحریر کیا نام اونکا لکھنا یا مورخان حکایات کہن تحریران صاحب سخن
لکھتے ہین کہ ضحاک جمشید کا بھانجا تھا اور ایک فرقے نے یہ فرق نکالا ہے کہ اولاد سیامک سے ہے
اور مجوس جیسی پشت اسکی کیومرث تک پہونچاتے ہین اور عجم وہ اگ کہتے ہین اگ بمعنی آفت عیب دس
عیب اوسمین بتاتے ہین کہ بد منظر قامت مین قصر قامت حیا نخوت کا زور شور احمق اور بدخو ظالم بد زبان
جلد باز نامرد نطفہ شیطان عرب نے وہ اگ کو معرب کرکے ضحاک کہا اور اوسکے باپ کا نام عرب نے
علوان عجم والون نے مرداش لکھا ابتدا مین ضحاک سحر سیکھتا تھا مرداش دیندار پرست تھا مطلع
ہوا اوسنے یہ حال اپنے اوستاد سے کہا وہ شاگرد ہاروت ماروت بادہ نخوت سے مبہوت قتل پدر
پر اوس سادہ کو اوسنے آمادہ کیا القصہ وہ پدر کش باپ کو مار کے تخت نشین ساکن اسفل السافلین
ہوا اساس ظلم و جور برپا کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا ایسا تجربہ گذرے اس عرصے مین
کوئی دقیقہ بدعت اور تخریب آزاری کا اوٹھا نرکھا آخرکار رسید الحذر در وقت سحر نالہ مظلوم کند * بجدا کہ اثر
خنجر مسموم کند تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ بسبب اختلاط شیطان شانون پر سانپ نکلے اور مغز
انسان اونکی دوا تجویز ہوئی پہلے تو قیدیون نے زندان جسم سے رہائی پائی پھر اہل شہر کی باری
آئی خوان سالار ایک آدمی کو بچاتے تھے بکری کا بھیجا اوسکے بدلے دیتے تھے غرضکہ کاوہ آہنگر اصفہانی کے
دو بیٹے قتل ہوئے اوسنے در دکان بند کرکے باب فتنہ کھولا اور اصفہانیونکو جو آزادی کہتے
ہین اپنا شریک کیا پھر بانس مین چمڑا باندھکے نشان بنایا پہلے داروغہ اصفہان کو مار ڈالا اور اسلحہ
اوسکا اوسکے ہاتھ آیا جوانان جرار کو ہتھیار دیا اور سامان حرب سبکو بانٹا پھر اہواز پر لشکرکشی کی
وہان بگماشتہ کشتی کی ضحاک کا گماشتہ تھا اوسکو مار اغرق اور فارس کے ملکون مین عمل کیا اپنا دخل کیا
اس عرصے مین جب ضحاک کی فوج لڑنے کو آئی کاوہ سے شکست ہو گئی جن دنون ضحاک
طبرستان مین تھا کاوہ ری مین آیا اور تجویز کیا کہ کوئی شخص کیانیون مین سے اگر ہاتھ آئے مقدمہ ہمارا
سربراہ ہو جائے اوسکو تخت پر بٹھا کر حاکم بنا کر ضحاک کو ذلیل و خوار گرفتار کیجے یہ سنکے ساکنان ری
نے کہا اولاد جمشید سے فریدون نام بخوف ضحاک دربیابانی کے باعث پوشیدہ ہے یہ خبر

یعنی سلم و تور نے پائی تاج کی میراث سے یا تاج و نگین ایران و جنت کی غیرت عظمائے فارس سے تھی
اوس سے ایرج پیدا ہوا اوسکی دختر تھی یعنی کہ ایک جہان اسکا شیدا ہوا مقدمہ لکھا ہے کہ جب
نوذر کی ذلت و خواری یعنے گرفتاری سے غیرت کو فرصت ملی اگاوہ اصفہانی کو روم کرساسف
اور نریمان کو ترکستان بڑی دہوم سے بھیجا جیسا قبل تحریر ہو چکا اور قارن بن کاوہ کو چین وہان
ایک بڑا زبردست پہلوان نام فیل دندان تھا اوسکا کان پکڑ کے قارن حضور شاہ لایا اور نریمان نے
مازندران سے کروص شاہ کو کہ دم نخوت و عصیان بھرتا تھا ادبار دولت دکھایا پھر ہندوستان میں آکے
راے ہندو انکی بیٹی کو مہر کیف رام کیا روم میں چلکے بت پرستوں کا خاندان بالکل حرام کیا پھر سارسکا [illegible] کو
تہ و بالا کیا ایک دن عالم خواب میں دشمن اپنے نے موقع پا کے بڑا سا پتھر اوٹھا کے الیاس پر پہینکا پھر نیند سے
نہ جوبکا اور مہراج شاہ نے فریدون سے جو بیٹیا ہی نام کو چرا لیا [illegible] کو بانٹا فوج کو
چھپاتا اور ماجرا سے قتل ایرج میں اتفاق ہے اس سے مگر یہ لکھا منوچہر کا حال روضۃ الاخبار اور
مروج الذہب میں لکھا ہے کہ منوچہر پسر صلبی ایرج بطن ماہ آفرید سے ہے جب بلوغ کو پہونچا تو کوئی علم
و ہنر ایسا نتھا کہ جسمین یہ کامل نتھا اور عدل و داد عطا و امداد میں فریدون سے بھی چل نکلا امرائے سپاہ
اعیان مملکت تیغ خواہ سب جان نثار تھے اوسکے پسینے پر اپنا خون بہانے کو ہر زمانے سے تیار تھے اوس وقت منوچہر
نے فوج کا جائزہ لیا تیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم و تور کو پہونچی خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے
منفعل سر در گریبان ہوے مصلحت اسی میں دیکھی کہ بہت سا زر و جواہر اور ایلچیان طرار سخنور بھیجے کہ زبانی
تقریر میں کام نکالیں لڑائی کا انجام شکست ہے اوسکی طرح نڈالیں القصہ رسولان سخن سنج جواہر اور
رنج لیکے منوچہر کے پاس پہونچے اوسنے حکم دیا کہ دم سحر بعد کرد و فرما را خیمہ صحرا [illegible] دشت
لالہ زار میں [illegible] صبح کو فریدون بالا جاہ منوچہر کجکلاہ رونق افروز تھے چار ہزار غلام ترک قبچاقی با شمشیرہاے
جوہر دار قبضے مطلا از زر نگار مرصع پوش و دوش بدوش گرداگرد چشم و گوش ایا اور اشارے پر کھڑے آمد و رفت کی
راہ بند دست بقبضہ تلوار میں تھے لاکھ سپاہ تمام سپاہ صف ور وبہ باندھے خود و مغفر سر پر زرہ و جوشن تن پر

تو گفتی اختران لشکر کشیدند	زماہی تا بمہ صف بر کشیدند	جسم پر سامان درست ہوا قاصدونکو طلب کیا فوج

دریافت کرے کاوہ لشاش ہوا سرگرم تلاش ہوا فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے
بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کرکے کوہ دماوند مین لٹکا دیا سب کا غم کا شادیا اور اوس
دنکا نام فریدون نے مہرجان رکھا اور مروج الذہب مین لکھا ہے کہ کوڑے لگانے دار پر کھینچنا ایجاد
اوس ستمگر ضحاک کا ہے ہزار برس زمانہ رہا اور جناب خلیل الرحمن اوسی ملعنہ شیطان کے زمانے مین
مبعوث ہوئے فریدون کا حال اور فریدون کو بالاتفاق ائمہ اخبار نے جمشید کا پوتا لکھا ہے
کہ صاحب جوذی شوکت وصولت مالک جاہ وحشمت تھا ضبط وسیاست کا کمال عقل وکیاست کا
جمال جمع رکھتا تھا اوسکے عہد مین بذل واحسان نے خوب رواج پایا اونسے بھی خاطر خواہ رعیت سے
محصول اور گردنکشان دہر سے خراج پایا نظم

فریدون فرخ فرشته نبود | ز مشک و ز عنبر سرشته نبود
بداد و دہش یافت آن نیکوئی | تو داد و دہش کن فریدون توئی

جب ضحاک کو قید کرکے سریر سلطنت پر جلوہ فرما
ہوا تو کاوہ اصفہانی کو سپہ سالار کرکے روم مین بھیجا اور کرساسف جد رستم کو ترکستان کاوہ کئی
برس پھرا جس ملک کو گھیرا جبتک عمل نکیا منہ نہ پھیرا اور جس ملک سے لڑا فتح پائی اس کارگزاری
حکومت عراق واصفہان تا حد آذربایجان ہاتھ آئی دس سال بفر واقبال خوب نیکنامی سے حکومت
کی پھر سرای فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی فریدون کو نہایت الم ہوا اعیان ملک شرفائے قوم
سپاہ کے سردارونکو ہمراہ لیکے صاحب ماتم ہوا نوکر ایسا چاہیے کہ جب وہ مرے خاوند عزیز سے
زیادہ ماتم کرے پھر سب مال واسباب اوسکے وارثون کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح ونصرت کی
نشانی سمجھکے آپ منگوالیا زر وجواہر بہت سا اوسپر نصب کیا اور یہی رسم کیانیونمین جاری ہوئی
کہ جسکی سلطنت کی باری ہوئی وہ سامان نشان بڑہاتا گیا جب قادسیہ کی فتح ہوئی اہل اسلام کے
ہاتھ آیا مسلمانون نے اوسکا جواہر اور اسباب بٹ جایا غازیون کے حصے مین آیا پھر فریدون نے
قارن اور قباد پسران کاوہ کو پاس بلاکے مقرب بارگاہ بنایا ابن المقفع کہ راوی اخبار ملوک عجم ہے
تحریر اوسکی بیش نہ کم ہے لکھتا ہے کہ پچاس برس بعد ضحاک فریدون نے سلطنت جسکی تو ضحاک کی
بیٹی سے اوسوقت عقد کیا دو برس مین سلم وتور اوس سے پیدا ہوئے مگر جبتکی بری خصلتین ضحاک کی تین

بجوئی بجان میان را ببند ۔ برو تا زیان تا بکوه سپند

رستم سے یہ ماجرا سنکے بے تردد روانہ ہوا یہ خبر سام کو پہونچی پریشان اور بے چیرہ ہو کے اپنی لڑائی موقوف رکھی رستم کی مدد کو چلا زمانہ دراز قلعے کو گھیرا مایوس ہو کے ناکام پھر بازندران کو سنہ پھیرا اور رستم کو رخصت کیا انکے جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کھلا لوگ آنے جانے لگے رستم نمک اونٹون پر لادکے اون شور بختون مین گیا فردوسی

شتر چند شد رستم تیز چنگ ۔ بر آراست با لشکر ایران بجنگ
چو آمد شده کوتوال حصار ۔ بر آویخت با رستم نامدار
شب تیره از تیغ رخشان شده ۔ زمین همچو لعل بدخشان شده
سوی حمله آورد رویی ۔ بپس چشم کی لیران ره چاشتی
تهمتن بگیتے گرز زد بر سرش ۔ که با زمین شد سر و مغفرش

تمام رات رستم لڑا کشتون کے انبار ہوئے آدمی کیا دیو فرار ہوکے دم سحر سردار کا سر اوتار اور چو ستہ چڑھا اور سب مارا ف

بدر در نمانده تنی زان گروه ۔ چه کشته چه از رزم رسیده ستوه

غرضکہ وہان مکانات عجیب غریب نظر آئے سنگ خارا کے مکان عالی شان ایک طرف گرد دیوار فولادی بیچ مین گنبد طلائے شدادی جواہر اور موتی آبدار لولوے شاہوار جڑے فردوسی

فرو ماند رستم چو زان گونه دید ۔ ز راه شگفتی لب اندر گزید
ہمانا که خروار پانصد ہزار ۔ بود نقره ناب زر عیار
چنین گفت با نامور سرکشان ۔ بدینگونه هر گز که دارد نشان

پھر رستم نے فتحنامہ زال کے پاس بھیجا نامہ دیکھتے ہی پہلوان کہن سال نوجوان ہو گیا بیٹے کا امتحان ہو گیا جواب مین بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسمار کرو اور قطار در قطار شتران باربردار آتے ہین اسباب و مال بھیجو رستم نے موافق تحریر پدر آخر شہر کو جلایا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس روانہ بجیساب کیا اور اس سے پہلے عرضداشت سام کو روانہ کی تھی اسباب زر و جواہر کا ہزار ہا شتر پر بار آیا جہان پہلوان پھولا نہ سمایا مکرر کہا بہادر ونکے بہادر بیٹے پیدا ہوتے ہین کیا اچھے ہی ہاتھ بیٹے ہیں

جهان کرد یکباره شد یکسره ۔ ز رستم زمین شاد بر سا بره

اور مولف تحفۃ الصفا نے لکھا ہے کہ بعد قتل سلم و تور فریدون نے منوچہر کو صاحب تاج و تخت کیا مملکت کا مالک یک لخت کیا اون دنون مدار مملکت عمدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جہان پہلوان لقب تھا سفید و سیاہ مین اختیار تھا سب دولت مین مردانہ کیا سب مین فرزانہ سام عالیمقام نزدیک و دور مشہور تھا شب و روز بدل و جان بکمر بستہ منوچہر کی خدمتگاری مین رہتا تھا اور ہر ساعت وہ پہلوان دست دعا کشادہ بدرگاہ بخشندہ

بے منت تضرع و زاری مین کہتا تھا کہ فرزند رشید خلف سعید وہ مجھے عطا کر جو نیک سیرت فرخندہ فال ہو
اور بعد میرے گھر کا وارث ہو مالک ملک و مال ہو القصہ بعد چندے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا
یعنی سام کو لال مگر تمام جسم مین سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کسی نے نہ دیکھا تھا اس سے سام دلگیر
کیا کیا خیال آئے خاطر شگفتہ پژمردہ ہوئی رنج و ملال آئے سیمرغ نام زاہد عالیمقام ایک کوہ مین تنہا بحکم خلقت
سے جدا رہتا تھا خدا کے سوا کسی بندے سے کچھ نہ کہتا تھا سام نے با یحتاج اور اپنا لڑکا اوسکو سونپا
کہ جیسے مادرے گمراہ او سکو پرورش کرے القصہ جب وہ سات برس کا ہوا الفت پدری نے جوش کیا سام
اوسکو لے آیا وہ خرد سال بنام زال مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اوسکی
متانت اور فطانت سے ایک عالم ماہر ہوا سو جب کہ خبر پہونچی شاہ جہان نے جہان پہلوان کو تہنیت نامہ
لکھا اور اشارہ یہ بھی ہوا کہ جب اجرام بارگاہ فلک اشتباہ مانند ہو کہ شاہزادہ پیشانی وہ اختر تابان فرزند
نوجوان ہمراہ ہو تا فیض تربیت شاہانہ عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین اوسکو حصول ہو بندگان
خاص مین شمول ہو بمجرد ورود فرمان وہ فرمان بردار شہریار بحر و بر زال سے جوان بخت پسر کو ہمراہ لیکر
حاضر ہوا بعد حصول تشرف آستان بوس زال خوشخصال مقبول طبع شاہ فرخ فال ہوا اور تشریفات
فاخرہ سے مالامال ہوا بہر تاکید تربیت زال سام کو فرما کے رخصت کیا سام وطن مالوف مین آیا بعد
چندگاہ ہند کو چلا نیمروز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل اور احسانکی تاکید کی سام کے بعد
زال باعث زور و شور جوانی کبھی مجلس بزم کی تدبیر کرتا گاہ دشت و صحرا مین فکر صید و نخچیر کرتا ایکبار عین موسم
بہار کہ پہاڑ اور جنگل گلزار تھا سجستان سے کابلستان مین آیا محراب نامے اوس نواح کا حاکم سام
کا خراج گزار تھا اوسنے تحفہای لائق پیشکش کرکے عرض کی بہت ہمای اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد پر زال خلاف مذہب سمجھکے اوسکے گھر نگیا کہ یہ اہل توحید محراب بندہ
اصنام پلید تھا مگر نوازش و احسان بمرتبہ فراوان کیا محراب نے اپنے گھر مین جاکے بولدای تکرزال
شمہ فضائل اور خوبی شکل و شمائل بھی بیان کی محراب کی بیٹی رودابہ صورت و سیرت مین یادگار روزگار
تھی باپ کی تقریر سے نادیدہ عاشق زال ہوگئی اپنی لونڈیونکو بھیلہ گلچینی قریب لشکر زال کے بہانہ گیا زال

سے لونڈیاں صاحب جمال دیکھکے حال پوچھا لونڈیاں دام دار طائر مطلب سب تھیں اور پیام رسانیمیں
مشاق لسّانی میں شہرۂ آفاق جو کتنی کتب تھیں آئین خوبصورتی سے اپنی بی بی کا حسن و جمال مرتبے اور
شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال لوٹ پوٹ ہوگیا غرضکہ پھنسا لیا انہیں کے وسیلے سے رودابہ تک
رسائی شناسائی ہوئی بعد استحکام شرائط محبت وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی پھر وزیں پھر آیا مگر تمام روز
بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سہنے لگا مدت کے بعد شفاعت سام اور معائنہ خرابی حال زال سے
منوچہر دونوں کے وصال پر راضی ہوا سام نے کابلستان میں جا کے زال کا نکاح رودابہ سے
کیا مشتاقوں کو ملا دیا اور رستم دستان جسکی صفت فردوسی تحریر کیا نہیں ہے اوس سے پیدا ہوا

ذکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی

اسکی گرفتاری فردوسی نے لکھا ہے کہ جب منوچہر ایک سو بیس برس سلطنت کر چکا کاہن اور
نجومیوں نے آمد مرگ سے اوسکو مطلع کیا فردوسی

بفر منوچہر نوذر آمد بپیش ۔ درا پند ہا داد ز اندازہ بیش

دل ابر سو بست شد سالیان ۔ ببرج نو بسختی ببستیم میان

اور یہ سمجھایا کہ میں خدا پرست تھا نت رجاہ سے
مست ہونا سلسلۂ یزدان پرستی ہاتھ سے نکھونا اور موسیٰ بیشک پیغمبر خدا ہے فرعون جرم نافرمانی سے
غرق دریای غضب ہو چکا ہے میری آبرو نہ ڈبونا اور پشنگ کا پور تجسے ضرور لڑنے کو آوے گا روز سیاہ
دکھلاوے گا تو سام اور زال سے مدد چاہنا اور پسر زال خردسال بڑا پہلوان زبردست صاحب اقبال
ہوگا اوسکی توقیر کرنا جو کام کرنا سمجھکے اور قتل و قصاص میں تاخیر کرنا غرضکہ اور بہت سی نصیحتیں کرکے
راہی ملک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹھا فرمانروا ہوا چندے پند پدر پر بر کار بند رہا جھوٹا آخر سنڈ ہا
بنیاد ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی راہ نکالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہوگئے رعیت
جور دیدہ فراری ہوئی بے انتظامی بڑی کار ہوئی اوسوقت بدحواس ہو کر نامہ سام کو بھیجا طلب کیا
سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تھا کف افسوس ملکے سردھن چکا تھا فوراً روانہ ہوا قریب پہونچا
تو اعیان سلطنت و سامی مملکت استقبال کو گئے ملاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے ملتمس ہوئے
تہمتن نامدار نے انکار کیا اور کہا نمک حرامی حلال زادونکا کام نہیں ہے عبادت سام نہیں اگر منوچہر کی بیٹی ہوتی

تو یہ حرکت نکرتا اور سکی بھی اطاعت کا دم بھرتا مگر اوسکو نصیحت کرونگا حرکت بیجا طریق جور و جفا سے باز رکھونگا فرشنگ سام نے از سر تو سکو مطیع اور فرمانبردار کیا نوذر نے ظلم و ستم سے انکار کیا سرکشونکو دبایا سلطنت کو سیدھا کیا خبر سلطنت کی برہمی کی توران مین جو پہونچی پشنگ نام تور کی نسل سے تخت نشین توران زمین تھا اوس نے افراسیاب اپنے بیٹے کو پاس بلا کے سمجھایا کہ جبتک منوچہر والی ملک تھا ہمکو اوس سے لڑنے کی طاقت نتھی اب نوذر سے انتقام خون سلم و تور لینا ضرور ہے لکھا ہے کہ افراسیاب پہلوان بڑا زبردست جوان تھا اور فن سپہ گری مین سر رشتہ رزم مین اولوالعزم یکتا تھا حسب ایما پدر کمر بستہ ہو

بر ایشان چو شد گشادہ زبان | دل آگندہ از کین کمر بر میان
کز ایشان بجنگ شیران خشم | هم آورد و سالار ایران منم

لیکن منوچہر کا ہمسر گو نوذر نہین الا جوانان تہمتن خون آشام مثل قارن و سام اور کس کس کا نام لون یہ سب ہمراہ ہین بارہا لڑے بھڑے ہین ہزارون سے نہین تھمے ہین طریقہ رزم سے خوب آگاہ ہین ہمارے پہلوان انکے مقابلے کی تاب لا ینگے منہ چھپا کے پیٹھ دکھا ینگے اگرچند روز اور وقفہ ملے تو عین مصلحت ہے پشنگ نے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد کار از دست رفتہ کا ملال ہوگا پچھتائیگا افراسیاب نے باپ کو اسقدر آمادہ دیکھا حکم سے منہ نہ پھیرا سپاہ فزون از شمار پہلوانان جنگ آزمودہ خنجر گزار ہمراہ لیکر روانہ ہوا صحرانوردی اختیار کی نشیب بنا پائی نیا و اوس ہوا اور شماساس وترمان کہ یہ غلاون نامی پہلوان تھے انکو سپہ سالار کیا بری حمک کا لشکر تیار کیا راہ مین خبر مرگ سام جہ سنی جان تازہ پائی جسدم نوذر نے سنا کہ پسر پشنگ مثل نہنگ فوج جرار پہلوانان نامدار لیکے آ پہونچا یہ بھی ایک سے چالیس ہزار سوار کار آزمودہ انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد رزم نکلا جب لشکرونکا مقابلہ ہوا صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی پہلے افراسیاب نے بر سر میدان بارمان کو بھیجا ادہر سے قباد غرق دریائے فولاد پسر کاوہ گھوڑے کو کاوہ دیتا آیا بارمان کو للکارا باہم لڑائی ہوئی بارمان نے قباد کو مارا قارن قباد کا بھائی تھا تاب نلایا گھوڑا اٹھایا دونون طرف کی فوج ملگئی تلوار چلنے لگی فردوسی

ز آواز اسپان و گرد سپاہ | نہ خورشید پیدا نہ تابندہ ماہ

تا شام خون کے دریا بہگئے لاشون کے انبار لگگئے رات کو طرفین کے پہلوانون نے آرام کیا دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کیا نوذر نے دیکھا چہرہ ہا

بچون سکے پاس کھایا پلنے لگا بچون کو بھی صحبتی ہمجنسی سے رغبت ہوگئی تھوڑے دنوںمین بہت محبت ہوگئی قدرت کے کارخانے عجیب و غریب ہین جسکو وہ پالتا ہے تو دشمن کے دل مین دوستی ڈالتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے گھر سے سر نکالا موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو فرعون نے پالا فردوسی

خداوند جسکی سیمرغ داد	نگرداند بخوردن ازان جوردیاد

جب زال جوان ہوا اور دم کو گذر کاروان ہوا وہ اوسکو لیچلے اوسی شب سام نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تونے اپنے فرزند کے سفید بال دیکھکے نفرت کی اپنی داڑھی کی خبر نہ لی یہ خواب دیکھا آنکھین ملتا کوہ البرز پر گیا نالہ وزاری بیقراری کرنے لگا چارہ بیچارہ درماندگان نے اوسکے حال پر رحم فرمایا سیمرغ قریب آیا زال کا حال سب کہدیا سوداگرون کے لیجانے کا حال سنکے سیمرغ کی منت کرنے لگا القصہ سیمرغ نے خود کاروانیون سے زال کو لاکے سام کے سپرد کیا اور کچھ اپنے پر دیے کہ عند الضرورۃ انکو آگ پر رکھنا مین آؤنگا تسکین و راحت ہوگا سام فرزند خوش انجام کو ساتھ لیکے شہر کیطرف روانہ ہوا قریب جب آیا خبر دارون نے یہ سانحہ منوچہر کو سنایا نوذر کو حکم ہوا کہ مع نوبت و نشان سب پہلوان ہائین سام کا استقبال کرکے حضور مین لائین جسدم منوچہر کے روبرو سام آیا آداب شاہانہ بجالایا گرز زرین کلاہ و کمر سے سرافراز ہوا ہمسرون مین ممتاز ہوا آخر شناسون نے شاہ ذی جاہ نے زال کا حال پوچھا سب نے عرض کی اسکے طالع سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلوانی مین لاثانی و اولوالعزم صف شکن باعث ترقی سلطنت کیانی ہو منوچہر نے یہ سنکے اوسیدم سند حکومت کابل و زابل سام کو دی اور منہ کی خدمت بھی عنایت ہوئی سام نے زابل مین پہونچکے جتنے علم و ہنر اور سپہ گری کے فن ہین زال کو تعلیم کرولائے اور سلطنت زابل کی سپرد کی آپ حسب فرمان سلطان گرگسار کو روانہ ہوا مہراب نام نسل ضحاک سے وہان کا حاکم تھا بیٹی اوسکی پری چہرہ رودابہ تھی زال نے اوس سے عقد کیا آرام چین سے بسر کرنے لگا کچھ دنونکے بعد وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت آیا دائیان تھک گئین ہمت ہاری کوئی ترکیب اور عیاری بجا نہ چلی لڑکا عجب صورت کا زبردست اور تیار تھا کہ نکلنا اوسکا دشوار تھا رودابہ ہلاکت کے قریب تھی بچے کی صورت دیکھنی نصیب نہ تھی زال نے مضطر ہوکے سیمرغ کا پر آگ پر رکھا وہ طائر قوی بال تھمد کا سچا فوراً آموجود ہوا یہ حال دیکھا ماجرا سنا خوش ہوکے کہا یہ لڑکا

پیدا ہوگا جو دنیا مین بمثل لاجواب ہوگا گردنکشان دہر کو زبردستی سے زیر کریگا اسکے دیکھنے سے
پہلوانون کا زہرہ آب ہوگا یہ کہکے اوڑ گیا تھوڑی گہاس لیکے زال کے پاس آیا کہا پہلو
اسکا چاک کر واس پہلو سے لڑکے کو نکال کے بجائے مرہم یہ گہاس پیسکے لگا فردوسی

بیاییکی موبد چرب دست — چنان گر بدیش بسوزن آورید
دران ماہرخ را بکی کرد مست — اگر کس در جہان زان شگفتی ندید
تگافید بیرنج پہلوی ماہ — شگفتی اندران مانند سر زنان
نتابید مر بچہ را سر زراہ — کہ آمد کہ بچہ پیل تن

منجمون نے بچہ دیکھ بہالکے رستم اوسکا نام رکھا زال نے بیٹے کی تصویر کھینچ کے اپنے باپ کے پاس بھیجی وہ
مازندران مین لڑتا تھا یہ خبر وہ سنکے تصویر کو دیکھکر بہت خوش ہوا ساتھ دایان رستم کو دودھ پلاتی تھین
اسپر بھی سیر نہوتا تھا بھوک کی جہانجہ مین رہتا تھا جب بڑا ہوا تو پانچ برس کا گوشت کھایا فردوسی

بدی پنج مرد اوراخورش — بماندند حیران ازان پرورش
بجنبید مر سام را دل زجائے — بدیدار آن کودک آمد شتابان
کس اندر جہان کودک نارسید — بدین شیر مردی گردی ندید
چو مہرش بر پور دستان کشید — سپہ را سوئے زابلستان کشید
فرحت رستم دیکھنے کو آیا بہت پیار کیا رستم یہ کلمہ زبان پر لایا
نگہ بندہ ام پہلوان سام را — نشانم خورد خواب و آرام را
ہمہ شیب تن خواہم و شمع وخورد — ہمہ تیر زبان و کمان ساز و سرود
سر دشمنان را بپا آرم بپای — بفرمان و فادار پر ترز خدای

سام نے جشن عظیم کیا اور محتاجون کو بہت کچھ دیا دختہ فتنہ کے سر اوٹھانے کی خبر آئی پھر مازندران کو روانہ
ہوا مگر سام نے اپنے ساتھ زال و رستم کو سیستان مین بھیجا سیاہی کی حکومت زال کو دیتی ہے لگا ایکروز
رستم سوتا تھا اور شہر مین غلغلہ ہوتا تھا اسنے پوچھا یہ شور و غل کیا ہے لوگون نے کہا فیل سفید بادشاہ کا چھوٹ گیا
اوسکے پکڑنے کا ہنگامہ ہے آدمیون کو زندہ راہ بند ہوسکے جلدی میں گرز نیکا ان کا گر زبان پاچہ گئی ہستی اٹھا یا تھا اور عبور کر کے

تہمتن بیکی نعرہ زد چو شیر — بیفتاد پیل و تندہ زبانے
بفرمود تا رستم آید بر ش — بیامد دانم مرا ور دلیر
تہمتن بیا مد بیکباز جائے — ببوسید ان دست زیر پل در برش
یکی گرز پولاد زد برسرش — اگہ خم گشت بالائی کوہ پیش

زال یہ حال سنکر بہت شاد ہوا شکر کیا آشیانہ اوسکا
دل سے کہا نریمان کے خون کا بدلا یہی لیگا سفید

دیو کو سزا دیگا مرگ نریمان کا احوال فریدون نے اپنے عہد مین نریمان کو مع فوج و لشکر سفید دیو کے قلعہ
پر بھیجا تھا وہان نریمان مارا گیا سر پر پتھر ایسا لگا کہ جان سے بیجان ہوگیا قصہ کوتاہ زال نے رستم سے کہا

بندۂ اللہ نے برسر میدان جان دی عدم کی راہ لی ہیبت سے گھوڑا اڑا ہا کر افراسیاب سے کہا
ہم باہم لڑلیں دونوں لشکر سیر دیکھیں جسکو سر میدان یزدان فتح دے وہ تخت و تاج لے افراسیاب گھوڑا
جھکا کر نکل آیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی کہ ہاتھ میں نیزہ ٹوٹ گیا فوج تحسین کرتی رہی خورشید
نے رخ انور کو مغرب کیطرف کیا ایک شہریار جرار نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمے کو چلا اوسی وار دگیر
میں اج نوذر کا تاج برسر زمین آیا تھا کسی ملازم نے میدان سے اوٹھایا تھا اس شگون سے نوذر کو
امید فتح جو تھی وہ شکست سے مبدل ہوئی سلطنت سے یاس ہوئی تسکو صلاح ہوئی کہ بیٹوں کو فارس روانہ کیجیے
دو دن لڑائی سے مہلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے دو دن کا عذر کیا وہ ٹالا گیا پھر طوس
اور گستہم کو قارن کے ساتھ فارس کیطرف رخصت کیا دو دن کے بعد جنگ کی طیاری اور صوت کی
گرم بازاری ہوئی نوذر تاب جنگ نلایا حصار بند ہوا اگرچہ شاہی کا زمانہ نزدیک آیا افراسیاب نے چار طرف سے
قلعے کو گھیرا اور قارن کے تعاقب میں بارمان کو روانہ کیا نوذر سمجھا کہ فوج افراسیاب کی ہمراہ کم ہے شب تیرہ
میں قلعے سے فرار ہوا افراسیاب فوراً اس حال سے خبردار ہوا نوذر کے سراغ میں سوار ہوا رات بھر لگے
پیچھے دونوں چلے گئے جس دم تاجدار زرین کلاہ غیظ سے تخت زنگاری پر تھرا نے لگا ایک نے دوسرے
کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا لڑائی شروع ہوئی کچھ جانے گئے کچھ فرار ہوئے اور ہزاروں نوذر کے ساتھ گرفتار ہوئے

شب تیرہ تا شد برآمد آفتاب	بہ پیوستہ با نوذر افراسیاب
بسی نامجستند دیگر نخستند	بدام بلا در نیا و نخستند
ازگرد دلیران جہان تار شد	سرانجام نوذر گرفتار شد
بہ بندش در آمد ہزار و دویست	تو گفتی کہ شان بجہان جای نیست

وہاں بارمان نے قارن کو گھیرا اوسنے نیزہ پکڑ کے منہ پھیر ابارمان کو جان سے مارا شاہزادوں کو صحیح و
سالم فارس میں جا چھوڑا افرود سی

چو افراسیاب این خبر یافتند	ہمہ پشت و سنگش بدندان گزید

پھر شماساس اور خزروان دونوں پہلوانوں کو تیس ہزار سوار یکتای روزگار دیکے افراسیاب نے کابل و زابل کی
طرف بھیجا آپ ایران کا مالک ہوا جس دم سواران نامدار اور دونوں سپہ سالار کابلستان میں گذار ہوا رستم کے
دونوں جیوڑ کے بیٹا تھی مگر زال آمادۂ کارزار ہوا

بیامد بشمشیر برپشت زین	بسر بر کشیدہ ابر وان پرچین
کمان برزد آل کی تیغ بسازید	با سپ ابر زال یک تیر پور گرد
بسر انگہ خروشید زال دلیر	بجنگ اندر آمد بکردار شیر

چو بشنید نعرہ گرز پدر	سرش گشت پر خشم و پر خون جگر
بزد بر سرش گرز گاو رنگ	زمین شد خون همچو پشت پلنگ

بیمیدان در آمد چو جنگ آورش | به جنگ آوردن چون اژدہا

قرسواں کو سر میدان مارا اور شما سا بس لوٹ دانت سے للکارا وہ تو خوف سے بھاگا فوج بجون پراگندہ فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس حال تباہ کی خبر افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور تو بس نکلا نوذر کو قتل کیا فردوسی

بزد گردن نوذر تاجدار	تنش را بخاک اندر افگند خوار

سات برس ایران کی سلطنت نوذر نے کی پھر افراسیاب کی نوبت آئی وہ مملکت پائی بعد قتل نوذر وہ برشہر پارس کو چلا کہ طوس اور گستہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے وہ طفل جفا دیدہ بے پدر خستہ جگر یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جان تو بچے زال بہ حال دریافت کرکے پیشوائی کو گیا بہت اعزاز و اکرام سے دونوں کو لایا تسکین و تشفی کرکے جائے بیخوف مین بٹھایا فوج شکست خوردہ نوذر کی زال کے پاس جمع ہوئی اونکی بھی دلداری کی ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن فکر یہ ہوئی کہ نسل کیان سے کوئی سرو روان اگر ہاتھ آئے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو جائے تاب ہو جائے پھر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجیے خورد و خواب حرام کیجیے طوس و گستہم بچے خردسال تھے اس باعث سے زال کو یہ خیال تھے القصہ اغریرث برادر افراسیاب کہ خلق و مروت ہمت و شجاعت مین وحید عصر تھا تجویز ہوا ایلچی ہوشیار مختار خوش تقریر بھیجا اور نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان بحساب ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب جمع ہے قدم رنجہ فرمانے کی دیر ہے افراسیاب زیست سے سیر ہے مملکت ایران مین آپکا عمل ہوگا افراسیاب کی سلطنت مین خلل ہوگا یہ غیرت سنکے وہ رستے ملک کی چاہ مین تابل آیا کسی نے اس حال سے مفصل افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اوس خونخوار کی آنکھوں مین خون اوبل آیا مع فوج وہ مبہوت پیر پیارسوت و مروت جا پہونچا اوس زندہ جبین پر کین کو قتل کیا یہ حکایت زال خوش خصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بعد تفحص و تجسس سلم کا پوتا طہماسپ کا پوتا ہاتھ آیا زو اسکا نام تھا پوشیدہ پہاڑ کی ڈانک مین وہ ذی احتشام تھا زال نے قارن نامدار کو روانہ کیا وہ زو روجا کے زو کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا مذکور مرگ منوچہر اور سلطنت نوذر پھر پشنگ کا سمجھانا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خودسری

اور تاریخ عجم میں رقم ہے کہ ابن المقفع جو مولف اخبار ملوک عجم ہے اوسنے لکھا ہے کہ جب بالیت اقلیم عالم اور
بکفالت مصالح بنی آدم نوذر پر مقرر ہوئی وہ تنہا خوشتین داری ورغایت کم ازاریسی سلطنت کا اہتمام اور صنعت کا انتظام
نکر سکا اس سے امارت کی عمارت بیٹھی اور اقبال کے زوال نے فتنۂ خوابیدہ کو جگا یا فساد کو اوٹھایا

بنشاہی نہ سالار لشکر بود ۔ کہ از کین و تاز پر بود ۔ ترا افسر و گنج و فرماندہی ۔ مرا ہم ستگر سپاہ الیمن کتی

اور عافرا آبرو لکھتا ہے کہ جب خبر رحلت منوچہر توران میں پہونچی اون روزون پشنگ کو ترکستان کی حکومت
تھی اوسنے اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا کہ اِنَّ بُلُوغَ الْاٰمَالِ فِیْ رُکُوْبِ الْاَهْوَالِ وَالْفُرَصُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ
وَالْقُعُوْدُ مِنْ اَخْلَاقِ الْعَجَائِزِ وَالْقَنَاعَۃُ مِنْ طِبَاعِ الْبَهَائِمِ یعنی آرزؤن کا پہونچنا ہے طرف مرادکے اور وقت و
ساعت رونده ہے مثل ابر و باد کے اور ایک جا جمکے بیٹھنا عاجز اور پیرزنون کا کام ہے اور قناعت طبائع
بہائم یعنی بیل گای اور خصلت دد و دام ہے بیت کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند ۔ کہ پیش تیر بلاہا سپر جان دارد
مرد قوی رای صاحب حزم اولوالعزم طلب جاہ و دولت یا خواہش عزت و حکومت سے کسی وقت میں
باز نہین رہتا اور صعوہ کم ظرف پست حوصلہ کبھی عنقای بلند پرواز سے دمساز نہین ہوتا یہ وہ ہنگام ہے
کہ مصائب جنگ مصیبت سفر اختیار کرو وقت فرصت ہاتہ سے ندو ظلم و تعدی کا کینہ دیرینہ منوچہر کی اولاد
سے لو اوئین افراسیاب فرزند رشید خلف سعید پشنگ کا تھا کبھی باپ کے حکم سے منہ نہ پھیرا تھا
اور سابق ازین ایران میں جا کے منوچہر کو گھیر لیا تھا بیدرنگ اپنی سرخروئی کیواسطے اس کام کا بیڑا اوٹھایا چار
لاکھ سوار پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر ایران کیطرف آیا جب تواتر یہ خبر ایران میں پہونچی رئیسون نے سام کو
اس ماجرے سے آگاہ کر کے طلب کیا سام جناح تعجیل پر بسبیل ایلغار نوذر کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو
طریق نصیحت شاہانہ ہوتا ہے اوسطرح پند مشفقانہ کر کے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور تیاری لشکر کو اجازت
لیکر نیمروز کو روانہ وطن ہوا پہونچکے سیاہ مرگ مین گھر اجیتا پھر نہ پھرا یہ تو دار البقا کو راہی ہوا ایران تیغ فنا اور
تختہ مشق تباہی ہوا نوذر مبتلا سے الم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب مژدہ سنکے سبب شاد ہوا اور بجلدی
تمام افراسیاب جسطرح نشیب کیطرف سیلاب جاتا دریا کی راہ سے ناگاہ آیا اور نوذر خستہ جگر رے سے
ماژندران میں لشکر لایا جب دم مقابلہ ہوا صف کارزار لیا رہوئی سفیر تیر تواتر ظفر پیغام اجل دلیر دے کے

کا پھین پہونچانے لگے اور مونڈ جھکے سر کھچانے لگے بہادران صف شکن یلان ہیلتن بذالقہ تمام زخم
شمشیر و خنجر لپیٹ لپٹ کر جسم و خنجر پر کھانے لگے ترکون سے بارمان نکلا ادہر سے قباد نوجوان
نکلا ساغر زیست بادہ اجل سے لبریز ہو چکا تھا بزخم شمشیر تیز بارمان نے جام اجل پیا قارن پسر کاوہ
جاو سکا بہائی تھا اوسنے بڑی کوشش کی قریب تھا کہ افراسیاب کا حال خراب ہو مگر دفعتہ ابر تیرہ و تار آیا
کہ روز روشن شب تاریک سے تیرہ تر ہوگیا اندہیرا افراسیاب کی سپر ہوگیا خوب ابر سیاہ گہر آیا دونون جانب
کا لشکر راہ ٹٹولتا اپنے اپنے خیمون مین پہر آیا جب نوذر کو آثار شکست نظر پڑے طوس اور گستہم کو
قارن کے ہمراہ فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کوہ البرز مین پہونچا یہ حال فوراً افراسیاب کو معلوم ہوا
اوسنے قراخان اور بارمان کو مع فوج تعاقب مین راہی کیا وہان تو بارمان کو قارن نے جان سے
مارا قراخان بدحواس فرار ہوا یہان نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ سبکو بے دریغ تہ تیغ کرے
اغریرث اسکا بہائی شفاعت خواہ ہوا جان بچ گئی مگر قید رہے اور اغریرث سے کہا قلعہ ساری مین
اسیرونکو لے جا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا یہ سبب ہوا کہ جب شاہ ترکان نے عبور جیحون سے
کیا تو تیس ہزار سوار دو سپہ سالار سجستان کو بہیجے کہ دلیران نامدار یلان خنجر گذار نیمروز سے آکے نوذر کی
شرکت نکرین اور نیمروز مین مطلع صاف تھا کہ سام مر چکا تھا زال ملک کے بندوبست کو نکلا تھا فقط مہراب
وہان تھا جب وہ سوار داخل ہوئے مہراب حیلہ سوچا الحرب خدعۃ کہ بہت سامال اور اسباب بطریق پیشکش
سپہ سالارون کے پاس بہیجا اور کہا مین ضحاک کی اولاد سے ہون مجبوری سے نسل فریدون کی اطاعت
کرکے منتظر وقت تہا الحمد للہ کہ مبلغ چاہنے تاثیر دکہائی یہ سلطنت ہمارے شہریار کے قبضے مین آئی بندہ فرمان پذیر
خدمتگزار ہے عنایت خسروانہ کا امیدوار ہے اور فوراً پوشیدہ یہ حال زال کو لکہا وہ مثل برق خاطف اونکے
سر پر آیا سبکو قتل کیا مگر وہ دونون سردار فرار ہوکر افراسیاب کے پاس بدحواس پہونچے ماجراے گذشتہ
قتل کا ہنگامہ بیان کیا اوسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے سلطنت کی لقب اوسکا
آزادہ تہا اور فارسی ایک لغت ہے اوسکو کمبخت کہتے ہین سہ

کہ ہر از خود چہرہ العناب	جمشید سلطنت تا افراسیاب
خداوند اخبار کشور و جم	در شیشہ بجوئی آغاز کرد
بیشین گزر ذکر ملوک عجم	در قلم ملکت باز کرد

اگر تند ورزید اگر مہر داشت	گذر بر خلاف منوچہر داشت

تاریخ عجم مین لکھا ہے کہ جب ظلم و تعدی افراسیاب کی حد سے گذری کشواد اور بقیہ پہلوانان جمشید ادباہم مشورہ کرنے لگے کہ بے تحریک سلسلہ خنجر و شمشیر ظلم کی زنجیر جو گلوگیر ہے قطع نہوگی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاصد اغریرث پاس بھیجو وہ ایرانیون سے محبت رکھتا ہے اور لکھو کہ قیدیونکو رہا کرے یہان قدم بہ تجرد فرمالیے تا شرط خدمت بجالائین اپنا حاکم ہمین بنائے اس بات کو پسند کرکے ایلچی روانہ کیا نامہ بر وہان پہونچا اغریرث حال سے مطلع ہو جواب دیا کہ اگر زال فرخ فال اس طرف کو آئے تو اس عہدے کا سرانجام بے تکلف ہو جائیگا پیامبر نے جواب باصواب آکے دیا ان لوگون نے زال کو آگاہ کیا جہان پہلوان یہ سنکے بشاش ہوا ایمر کہا وہ کون ہے جو اس مہم کا متکفل ہو یہ نامورئی اُسے حاصل ہو کشواد نے بادل شادیہ مقدمہ قبول کیا زال نے کچھ فوج ہمراہ اُسکے روانہ کیا جس دم اغریرث نے کشواد کی آمد سنی اگلی پالی حسب وعدہ قیدیون کو رہا کیا خود بھی کارستہ لیا کشواد کی تمنا بر آئی اون سبکو ساتھ لیکے زابلستان مین آیا زال کو مسرت تازہ حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف حکایات سینہ باہم نوذر کا ماتم برپا کیا ؎

دریغا کہ سلطان کشور نماند	دریغا کہ شہر لہد نوذر نماند
دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت	دریغا کہ شہریار بسے شد بخت

اسی عالم مین یہ خبر پہونچی کہ افراسیاب نے اغریرث اپنے بھائی کو بعلت رہائی اسیران جان سے مارا غضب تازہ برپا کیا اُسکے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسم سے جدا کیا یہ خبر موحش سنکے آتش خشم و غضب کا لوزان سینہ مین زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے غمین و ملول ہوا جا بجا فرج کو نامے لکھے اسباب جمع کرنے لگا سامان جنگ و جدال مین مشغول ہوا بیان سلطنت زو افراسیاب کا فرار پھر مرگ زو اور حکمرانی کرشاسب افراسیاب کی چڑھائی رستم کی لڑائی بروز ہمایون زو تہمت ببیامد بر آمد برافراز تخت و نشسته پارس کو تسخیر کیا پھر افراسیاب کی تدبیر مین ہوا وہ تاب جنگ نلا یا بھاگ کے توران مین پشنگ کے پاس آیا پانچ برس تک زو شور سے سلطنت کی زیادہ مہلت اجل نے نہ دی گرشاسب اوسکا بیٹا بعد پدر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اسکے عہد دس سال تک مارا طرفین پارس کا حکمران زال تھا اور پشنگ بسبب قتل اغریرث افراسیاب سے تنگ تھا اسقدر بیزار تھا کہ اوسکا منہ دیکھنا ناگوار تھا جس دم پشنگ سے

سنا کہ زوگی شمع حیات صرصر فنا سے گل ہوئی سلطنت کی روشنی اندھیرے سے بدل بالکل ہوئی گرشاسف

لاکا کم سن ہے فرصت کا دن ہے افراسیاب کو روبرو بلایا بتقصیر مصاف کی تدبیر مصاف کی **فردوسی**

یکی لشکری ساخت افراسیاب | ز دشت سپنجاب تا رود آب
برآمد ز کوه برزن بجوش | از ایران برآمد سراسر خروش

ایران کے رئیس صاحب جاہ وہاں زال کے پاس سے افراسیاب کا پیچ و تاب لشکر کا حساب بتایا زال نے کہا

ایکی بار رستم نامدار کو بہیجونگا **فردوسی**

یکی کار پیش است رنج دراز | کزو گیسلد خواب و آرام و ناز
چنین گفت رستم بدستان سام | که من نیستم مرد آرام و جام
برستم چنین گفت کای پیلتن | ببالا سرت برتر از انجمن
چگونه فرستم بدشت نبرد | ترا نزد شیران پرکین و درد

زال خوش اقبال خوش ہوا رستم نے اسباب حرب طلب کیا گرز سام اوس پیل ہیکل کو دیا سبک زمین سے اوٹھالیا پھر زال طویلۂ شاہی میں لایا رستم نے جس گھوڑے کی پیٹھہ پر کڑے ہاتھ رکھا وہ بیٹھ گیا اس عرصے میں ایک گھوڑی سامنے آئی اور وہ بچھیرا جو ابلق ایام کی نظر سے نگذرا تھا پیلتن سینہ کشادہ کشیدہ گردن سلیم الاعضا رستم نے چاہا کہ اوسکو روکے نگہبان اوسکا روکے چلایا کہا یہ گھوڑا نہیں دیو کا بچہ ہے میرا قول سچا ہے رخش نام ہے اسکی ماں خون آشام ہے جسنے اسکو چھوڑا ہر روز یوں اسنے کیا ہے بہتوں کا خون کیا ہے یہ سنکے **فردوسی**

بیفراخت رستم کیانی کمند | سر رخش آورد ناگه به بند
بغرید رستم چو ببر دمان | ز آواز او خیره شد مادیان
بزین اندر آورد گلرنگ را | سرش سیر شد کینه و جنگ را
بیامد چو شیر ژیان مادرش | همی خواست کندن بدندان سرش

غرضکہ رستم نے اوسکو گرفتار کیا خوش ہوکے پیار کیا جب گھوڑا ہاتھ آیا سامان جنگ سے فراغ پایا لشکر انبوه وہ پرشکوہ لیکے افراسیاب کے مقابلے کو چلا دو دن کے بعد زال کو تاب نہ آئی بیقرار رستم کے پاس وہ باوقار آیا زال کو سلطان خرد سال کیطرف سے تشویش تہی کہ کسی نے خوشخبری سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک بادشاہ عالیجاہ نیک نہاد کیقباد نام کوہ البرز میں ہے ایسا ذی شوکت عالی ہمت با عدل و داد نظر نہیں آیا یہ مژدہ سنکے **ف**

برستم چنین گفت فرخنده زال | که برگیر گوپال و بفراز یال
برو تازیان تا به البرز کوه | گزین کن یکی لشکر هم گروه
بر کیقباد آفرین کن یکی | مکن پیش او دیر درنگ اندکی
بگویی که لشکر ترا خواستند | همان تاج شاهی بیاراستند
سخن چون بگیهان ... | چو زال این سخن راستان را بگفت
برخش اندر آمد بنخچیرگاه شاد | گرازان بیامد بر کیقباد

اتفاقاً کیقباد کوہ البرز سے اوتر کے ایک ٹیکرے پر بیٹھا سیر کرتا تھا سامنے سے رستم نظر پڑا عجیب بر دست پہلوان غرید اسپ پر یہی پیکر نادر دوران ہاتھ مین گرز گران جانستان کیقباد کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے ہمداستان ہو آواز دی کہ اس جہار قتاری برق کرداری سے مطلب کیا ہے رستم نے جواب دیا شہریار کیقباد کی جستجو ہے سرعت کا سبب اوسکی آمد ہے قباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان بتا دین یا ملا دین

فردوسی	چو بشنید پیسان نشان قباد	تهمتن ز رخش اندر آمد چو باد	قباد نے رستم کی بہت تعظیم و تکریم کی
دگر جام باده برستم سپرد	بدو گفت کای نامبردار گرد	بپرسید ازین نشان قباد	تو این نام را از که داری بیاد
رستم نے کہا ای فرخندہ خصال میرا باپ ہے زال سے		مرا گفت رو تا به البرز کوه	قباد دلاور گزین با گروه
بگو پیش که گردان بخواستند	سر تخت شاهی بیاراستند	ز گفتار رستم دلیر جوان	بخندید و گفتش که ای پهلوان
ز تخم فریدون منم کیقباد	پدر بر پدر نام دارم بیاد	چو بشنید رستم فرو برد سر	بخدمت فرو بست زرین کمر
که ای خسرو خسروان جهان	پناه دلیران و پشت مهان	سر تخت ایران بکام تو باد	تن زنده پیلان علم تو باد

القصہ قباد نے وہ جام جو دیا تہمتن نے پیا اختلاط ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب مین دیکھا تھا وہ رستم سے بیان کیا سے

تهمتن چو بشنید آن خواب شاه	بنا روز تاج فروزان چو ماه	عرض کی جلد سوار ہو جیے فوج و لشکر تیار ہے فقط شاہ

شہنشاہ کا انتظار ہے غرضکہ رستم و کیقباد با خاطر شگفتہ و شادو ہان سے راہی ہوے سرحد ایران مین پہونچے فلون نام پہلوان کرشاسف کی طرف سے نگہبان تھا انکے آنے سے جو آگاہ ہوا مسلح ہو کے سد راہ ہوا اور نیزہ رستم کو مارا اس نامدار نے چھینکے جو وار کیا ڈانڈ سمیت سینے کے پار کیا فلون مثل بخت وارون سرنگون گرا جان دی ہمراہیون نے راہ گریز لی پھر دونون نامدار عالی جاہ دن کو صحرا مین پوشیدہ رہتے رات کو مانند ماہ از شام تا پگاہ راہ طی کرتے زال کے پاس داخل ہوے ایک ہفتہ بسر سام نے دس ماہ دو ہفتہ کو خفیہ رکھا مہمانداری کے بعد موبدونکو جمع کر کے بساعت فرخ و روز سعید تخت پر بٹھایا سلطان کیا ایران زیر فرمان کیا

تخت پر بیٹھنا کیقباد کا رستم کی لڑائی شکست کھانا افراسیاب بانی بیداد کا پشنگ کا پیام صلح قباد کا مان لینا جب کہ قباد والا نژاد فرمانروا ہوا چندے ساز و سامان کی درستی مین تامل کیا پھر بعزم رزم مصبت زم سے سوار ہوا لشکر اتراک سے دو چار رہا پہلے جو صف شکن میدافگن

نکلا اوسکا قارن تھا اور افراسیاب کیطرف سے شماساس جہ جواس آیا قارن نے سر میدان للکار لیا
جھٹ پٹ مار لیا رستم کا جی گھبرایا زال سے کہا مین افراسیاب کو طلب کرتا ہون اوسکا مقابل اب کرتا ہون
زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ تو طفل نارسیدہ ہے اور کسیکو بازو آزمار ستم نے کہا یزدان مددگار ہے
دم جنگ خیال خام بیکار ہے یہ کہکے رخش کو ٹھکرایا مثل برق چمککر فوج کے دل بادل سے نکل آیا اور افراسیاب کو
آواز دی اوسنے جلکے پیرے سے نکلکر از راہ نخوت بچشم کم رستم کو دیکھا پھر کہا تجھسے ہتیار کرنا
ننگ ہے سر میدان باندھکے لیجاؤنگا تو زیست سے ننگ ہے رستم نے بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا باہم
زور آزمائی ہونے لگی افراسیاب نے ہر چند زور کیا رستم تے جنبش نکی ناگاہ پیل تہمتن نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
مثل برگ کاہ پشت زین سے اوٹھا لیا دوست دشمن دونو نے غلغلہ تحسین و آفرین کہنے لگا رستم نے چاہا اسیطرح امن ملی
عنان کو عیش کیقباد لیجائے اپنی جابکدستی دکھائے مگر رشتہ حیات اوسکا مضبوط تھا دوال ٹوٹ گیا وہ چھوٹ گیا

بہ بندکمر اندر آورد چنگ
بجنگ سپہدار جنگی سوار

جدا کردش از پشت زین پلنگ
بیامد دوال کمر نامدار

ہمیخواست بردن بپیش قباد
گسست و بخاک اندر آمد تنش

دہم جنگ و زخستگیش یاد
سواران گرفتند گردا گردش

جسدم ملین سکہاتھ سے افراسیاب بروئی زمین گرا مانند ماہی بے آب بہت پیچ و تاب کھایا لشکر نے
ہجوم کرکے بچایا دونون طرف کی سپاہ مل گئی تن دوسر جدا ہونے لگے رستم نے اوس روز جنگ عظیم کی ہنگامہ محشر
بپا ہوگیا دریا دشت دشت دریا ہوگیا صحرا مین سیل خون رواں تھا موج زن تلوار کا گھاٹ تھا دریا مین لاشے
بہتے گئے تھے نہ کنارہ نظر آتا تھا نہ پاٹ تھا

ہزار و صد و شصت مرد دلیر
بیک زخم شد کشتہ از دست شیر

افراسیاب خفیف بادل تنگ پشنگ کے پاس گیا شکست کا احوال کیقباد کا فر و اقبال بصد حسرت و یاس
بیان کیا اور ذکر رستم مین ہزار الم یہ تقریر کی

سپاہ لشکرہای ہنگ و ترم
کہ گفتی زمین اینو و پیدم

جہان سربسر گشتہ زین خیزنگ
گرفتی بنزارم پیک سینگ

بیابان و دریا گشتہ مزیر
دو یالش بہ پیشانی اندر شدہ سیر

سواری بیامد از نسل سام
که دستانش رستم نہاد ست نام

بر دوست اندر کمر بند من
تو گوئی که بگسست پیوند من

کمر بند بگسست و زین قباہ ی
ز چنگش فتادم نگون زیر پی

اسکے سوا چارہ نہین صلح کرو ورنہ خروج کرا دس
سے گزرنکا یارا نہین پشنگ نے جب یہ حال منفصل سنا بہت سناٹا ہوا سمجھا افراسیاب کا نہ رستم

سے جی چھوٹ گیا رشتۂ امید فتح ٹوٹ گیا پیران ویسہ کو سپہ سالار اور نامہ وار کیا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ سلم و تور نے جو ایرج مغفور سے کیا منوچہر نے اوسکا بدلا لیا پھر افراسیاب نے کینہ سلم و تور منوچہر کے پوتے سے نکالا تاکہ یہ فساد بر پا رہیگا ایک جہان کشتۂ شمشیر ہوا ابھی تک لڑنے سے جی نہ سیر ہوا کبتک لہو کا دریا بہیگا لازم ہے کہ تم تم پر سر صلح ہو کے تقسیم قدیم پر راضی ہیں باقی ماندہ خونریز نکہیں جو مالک فریدون نے ایرج کو تا کنار جیحون دیا تھا تم لو اسطرف کی حکومت ہمکو دو کہ طرفین سے بیچ قتل و خونریزی کی کھد ہو اگر خیال کرو تو ہمارا تمہارا ایک جد ہے جسدم یہ نامہ پیران ویسہ کیقباد کے پاس لایا رستم تو راضی نہوا مگر زال و مہراب نے مشورہ کر کے فیصلہ کر دیا القصہ صلح کے بعد کیقباد نے اوس عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی کہ خلقت فریدون کا نام بھول گئی جب ہنگام اجل آیا طاقت جلد کی تشویش و حواس میں خلل آیا چار بیٹے تھے کیکاؤس آرش رستم آرمین تاج و تخت تو کاؤس کو دیا سلطنت کا مالک کیا اور بیٹوں کو اطاعت کی تاکید کی مملکت فریدون کیطرح نہ بانٹ دی زاب کا حال گرشاسف کا ذکر کیقباد کا افراسیاب رستم کی لڑائی بموجب تحریر محققین و ائمہ تاریخ حافظ ابرو کی یہ گفتگو ہے کہ جب زاب جسکو فردوسی نے زو لکھا ہے افراسیاب سے لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامہ رستخیز اور ہنگامہ و مقاتلہ قیامت کا قیام رہتا تھا بعد غروب خیموں میں آتے سوتے میں چونک چونک جاتے سات مہینے صدائے دار و گیر تلوار کی برق تیز کی سن سن تا فلک تیر اندازی کی نوبت بانجا رسید کہ قحط عظیم ہوا سبکا حال سقیم ہوا طرفین سے دو بدو یہ گفتگو ہوئی کہ ہمارے ظلم و ستم سے یہ روز سیاہ پیش آیا ناحق کی خونفشانی نے قحط و گرانی کا منہ دکھایا اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ ترک کر کے توران کی راہ لی کسی منزل پر مقام کرنے کی مجال نہ دیکھی فردوسی

جہان جنگی شد مقرر بر آب		بتوران نشد رفت افراسیاب	

بارہ برس منوچہر کے بعد ایران میں افراسیاب کا عمل رہا افراسیاب کے معنی جناح طاحونہ یعنی چکی کا پاٹ لکھتے ہیں اور زو و فراغ بھی اسکو کہتے ہیں جسدم ایران زاب کے قبضے میں آیا اسی برس کا سن تھا اپنے تدبیر دانش سے جو جو خرابی لشکر بیگانہ سے ملک میں واقع ہوئی تھی سبکی اصلاح کی مستحق اور دردمندوں کو غنی کیا محتاج فقراکو اشرفی روپیا دیا سات برس رعیت و باقیوں سے محصول و خراج نلیا نہریں

جو افراسیاب نے بجند کی تھین اونکی تیاری کی پانی جاری کیا کہانے وہ وہ لطیف مالکر طبیعت سے اختراع
کرکے پکوائے کہلائے اور کہلائے جو کسی کی دیکھنے سننے مین نہ آتے تھے اور جو غنیمت غزا سے حاصل ہا خرج
کو بخش دی ایک کوڑی خزانے مین نہ جمع کی تیس برس سلطنت قبضے مین رہی جب دم مرگ قریب پہونچی کرشاسف
بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نواسا اسکا بھتیجا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی اور مفاتیح العلوم مین یہ مرقوم
ہے کہ زاب اور کرشاسف بہم سلطنت کرتے تھے اور طبری کی یہ تحریر ہے کہ کرشاسف زاب کا وزیر رہے اور
تاریخ معجم مین یہ رقم ہے کہ زاب کے بعد تین برس تک کرشاسف بادشاہ رہا ہے مگر جمشید ادیونکی حکومت کا
کرشاسف تک انتہا ہے پھر کیانیونکا سلسلہ چلا ہے بیان کیقباد والا نژاد کا افراسیاب سے
لڑائی رستم کی زور آزمائی اور فتح کیانیون سے پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقباد نیک نہاد
تھا کیکے معنی پہلوی زبان مین جبار ہین مصرع

جہاندار والاگہر کیقباد		شہے بود با فر و آئین داد

منوچہر کی نسل سے تھا کرشاسف کے بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی اپنے ہاتھ سے اوٹھاکے سر پر رکھا سریر
سلطنت پر بٹھایا قباد لشکر کی سپہ سالاری سپاہ کی سرداری رستم کو دی اور انعام خاص و عام کیکو جنگ کیلئے افراسیاب پر کمر باندہی

سپاہی بحر موج سیل رفتار	سپاہی ابر سیر کوہ دیدار	سپاہی از شمار اختر افزون	سپاہی از حساب عقد بیرون

جمع کرکے رستم زابلی محراب کابلی قارن پیلتین گشواد صف شکن کے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلوانان ایران
بصد شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اونکے بعد چلا اور سالار ترکان یہ خبر سنکر لشکر مصرع

زیادہ ز مور و فزون از ملخ	

لایا اور تاریخ معجم مین لکھا ہے کہ جب صفین آراستہ ہوچکین تو رستم پیلتن گرز کوہ شکن
جانستان ہاتھ مین لیکے سر میدان نکلا اور جوہر جلادت اور فن سپہ گری اس چستی و جلوہ گری سے دکھایا کہ افراسیاب کا
حوصلہ بلند پست ہوا صلح کا بند بست ہوا اور قباد بھی بر سر رحم آیا فرمایا کہ ملتمس دشمن مقہور راہ غرور سے اگر نہ سنتے تو وہ
دن دیکھتے کہ تلافی جسکی ممکن نہو القصہ بعد فتح افراسیاب ملک بحسب قبضے مین آیا سلطان نے پہلوانان نیکخواہ کو خلعتہائے گرانمایہ عطا فرمائے

درم داد و دینار و تیغ و سپر	کرا بود در خور کلاہ و کمر	بیاراست پیلان گردون شکوہ	نگار چو ابر بہار از زر کوہ
بکے جامہ شہریاران بزر	زیاقوت پر کرد و در و گہر	فرستاد نزدیک دستان سام	کہ بخشم ز رنج تو دیدکام
اگر باشدم زندگانی دراز	برادارم اندر جہان بے نیاز	رستم نے دست ادب باندھکے زبان دعا و ثنا مین کہولی نظم	

لبم برانی مین بس گشاده ست | اگر مرد تفاخر آسمان و ارم
وگرچه پایه گردون خود بجد ست | چو بندگان بخدمت آستان دارم

جو اُسنے فارس مین آکے ایک سو بیس برس سلطنت کی جیسا کہ شیوہ مقبلان و سنت صاحب دولتان روشندل ہے اوسطرح پر عدل کی داد دی نیکنامی سے زندگی بسر کی بعد ناموری حاصل کرنیکے جب زمانہ کوچ کا اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ یزدان مین پناہ لی مدد اوس سے چاہی اور کہا نظم

ازو چند دیگر درم هیچ سود | انچه کردم انچه گفتم هیچ بود

پھر کیکاؤس کو بلا کے نصیحت کی جیسا فردوسی نے لکھا ہے

بدانست کامد بنزدیک مرگ | به پژمرد خواهد همی سبز برگ
بدو گفت ما برنهادیم رخت | تو بسیار تابوت بردار تخت
وگر آز گیرد سرت را بدام | برآری یکے تیغ تیز از نیام

چون توانستم ندانستم چه سود | چون بدانستم توانستم نبود
صد و بیست سالش چو نزدیک شد | زبان کند و چشمانش تاریک شد
سرگاه کاؤس کے را بخواند | زداد و دهش چند بر وے براند
اگر دادگر باشی و پاک رائے | بیابی نکوئی بهر دو سرائے

یہ کہہ کے سرائے فنا سے روانہ ہوا اندکورا اوسکا فسانہ ہوا

لقب اوسکا عادل ہے الیاس و الیسع و اشمویل و حزقیل علی نبینا و علیہم السلام اوسکے عہد دولت مین مبعوث ہوے اوسنے اونکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ مین ہے کہ کوس اور فرسخ کا تعین کیقباد سے ہے اور بیت السلطنت اصفہان تھا اور قاضی بیضاوی نے نظام التواریخ مین لکھا ہے کہ ہمیشہ کنارہ جیحون و پشنگ فریدون ہتا تھا دن رات اوسکو افراسیاب و ترکون کا خیال تھا پر جنگ و جدال تھا ہوا کا گزر اوس گھاٹ پر محال تھا کاؤس کا مازندران جانا بھیجنا رستم کا ہفتخوان کی راہ سے آگے جھڑانا سفید دیو کا قتل مازندران کا عمل پھیر لانا مازندران کا عزم چو کاؤس بگرفت گاہ پدر مر اورا جہان بندہ شد سر بسر وہ ایسا شاہ نیک نہاد با عدل و داد تھا کہ فوج خوش رعایا کا دل شاد تھا باپ دادے کے طریق پر قدم باقدم تھا کوئی اندیشہ نہ غم تھا مملکت زر ریز آباد کوئی فتنہ نہ فساد ایک روز گویا خوش الحان مازندران کے دارد ہوا گانے بجانے کے بعد اوسنے مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا وہانکی فرح افزا ہے پر بہار دشت و صحرا ہے شہر بھی نفیس ہے ایران سے بیس ہے گرد حصن حصین بقر و تمکین ہندی مرد طرح دار حسین ماہ پیکر زہرہ جبین اس چرب زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کاؤس کی طبیعت پھسل گئی زیر و امیر جوان پیر جو جو مصاحب اور مشیر تھے اونسے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا ناہی و نوش کا شغل رہا چلئے معرکہ رزم دیکھے صدا لے سفر قریشے مازندرانکو

ضرور جاؤنگا اوس سرزمین کو تحت حکومت لاؤنگا سب نے دست بستہ عرض کی خیر ہے وہ شہر ای شہریار کون کہتا ہے کہ قابل سیر ہے دیو اور ساحروں کا وطن بلا کا مسکن ہے سابق کے شاہان نامدار کو اس کا خیال تک نہ تھا کاؤس نے مطلق کسیکا کہا نمانا عزم بالجزم ٹھانا اور طوس گستہم و گیو وغیرہ جو جو مقرب بارگاہ اوس کے حال سے آگاہ تھے روک نسکے مگر یہ صلاح ٹھہری کہ زال کو بلائیے شاید اوسکے کہنے سے بادشاہ سفر پر خطر موقوف رکھے سب نے متفق یہ حال زال کو لکھا وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیکاؤس کو زال کی آمد معلوم ہوئی سرداران استقبال کو گئے وہ آیا شرط زمین بوس بجا لایا مورد مراحم شاہانہ ہوا کاؤس نے حال پوچھا قیل و قال کے بعد سفر کا مذکور آیا زال نمک حلال نے منع کیا بہت سمجھایا بادشاہ نے یہ جواب دیا

جہان آفرینندہ یار منست سر نرہ دیوان شکار منست
سپہ شاہ زال و مہر پرد وکرد دل ارز فتنش پر غم و درد وکرد
بمیلاد بسپرد ایران زمین کلید در گنج و تخت و نگین
تو با رستم اکنون نگہدار باش نگہبان ایران و بیدار باش

کاؤس نے میلاد کو جانشین کر کے مازندران کا رستہ لیا اور گیو کو پہلے باسپاہ فراوان سوئے مازندران روانہ کیا کہدیا کہ جب سرحد میں اوسکی پہونچے زراعت ہو یا باغ سبکو بے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے قتل یا گرفتار کرنا تاکہ وہ سرزمین یکسر خراب و خوار ہو الغرض حسب فرمان گیو نے تا دریا ئے مازندران آدمی قتل کیے ملک ویران کیا کیکاؤس بھی متصل جا پہونچا حاکم وہانکا تاب جنگ کاؤس نہ لایا نا چار قلعہ بند ہوا اور دیو سپید سے مدد چاہی نامہ لکھا کہ

کنون گر نیائی تو فریاد رس نہ بینی ز مازندران هیچ کس

دیو سفید کو یہ ماجرا سنکے بہت ملال ہوا غصے سے وہ پر ملال ہوا مع فوج فوراً آیا ایک ایک دیو فیل سیاہ مست جنگ پر تخواہ ایران کے جوان اونکی ہیبت سے ہیبت کھا کے متردد اور حیران ہوے الغرض ایک ہفتے میں لشکر کی صفائی ہوگئی کچھ تو تمہ نہنگ اجل بذریعہ خنجر و شمشیر ہوے باقی کاؤس کے ساتھ اسیر ہوے ارزنگ دیو کو سپرد کیا کہ کیکاؤس کو فوج سے جدا قید بزنجیر کرنا اور ایرانیوں کے جدا بند کرنیکی تدبیر کرنا بارہ ہزار دیو خونخوار چوکیدار مقرر ہو کاؤس نے گرفتاری سے پہلے سامان بد دیکھکے زال کو نامہ لکھا تھا کہ از راست کہ برابر تیرے کہنے پر عمل نکیا آہ صد آہ روز سیاہ پیش آیا جسوقت زال کو یہ خبر پہونچی گریبان پارہ کر کے سر کو دے مارا فورو دستی

چو بشنید بر تن بدرید پوست ز دشمن نہان داشت انم ز دوست

مگر پوشیدہ رستم کو بلا کے کہا حیف ہے ایسا

فریاد خواہ ہون اژدہا مین وسام بلا مین گرفتار ہو کسطرح جی کو آرام و قرار ہو مین ضعیف و نزار جنگ سے بیکار ہون
تو فضل الٰہی سے نوجوان اژدر و پہلوان ہو شعر

ہمانا کہ از بہر این کار زار	ترا پرورانید پروردگار

رستم بعد الم ادسیدم عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہے کہ راہ دور و دراز ہولناک ہی کاوس غم و غصے سے
ہلاک نہو جائے بادشاہ غیور راہ دور زال نے کہا دو راہ ہے ایک رستہ تو سفر بعید ہے تو آگاہ ہے دوسری جانب
سہات ذکی راہ ہے مگر خطر عظیم ہے ہر منزل مین مقام خوف و بیم ہے خبردار ہشیار جانا رستم نے کہا فردوسی

تن و جان فدای سپہبد کنم	طلسم ہمہ جادوان بشکنم

زال نے بصد گریہ و زاری دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
اوٹھا کے مدد چاہی اور رستم کو رخصت کیا پہلی منزل رستم فضل یزدان پر نظر کرکے سیستان سے روان ہوا
اوسی راہ پرخطر کیطرف تمام دن سر و روان وان چلا گیا قریب شام وہ پہلوان ایک نیستان مین پہونچا چشمہ خوشگوار
نظر آیا گور کا شکار کیا وہین کباب لگائے رخش کی لگام اوتار کے چرنے کو چھوڑا آپ کباب کھاکے لیٹا چشمہ سو رہا قضا را
وہ مقام شیر ژیان کا مسکن تھا شام کو وہ جو آیا اپنی جگہ پر ایک جوان کو سوتے پایا اور گھوڑا بھی نظر پڑا پہلے اوسی پر حملہ کیا

سوی رخش رخشان بیامد دمان	چو آتش بجوشید رخش آن زمان	دو دست اندر آورد زد بر سرش	ہمان تیز دندان بہ پشت اندرش

غرضکہ رخش نے شیر کو زیست سے سیر کیا مارے ٹاپون کے زمین پر ڈھیر کیا رستم جو اوٹھا یہ ماجرا دیکھکے رخش سے
پرخفا ہوا کہا تو اگر یون زار ہوتا تو مین کیونکر گرز و کمند لیکے پیادہ سوار ہوتا دوسری منزل دوسرے روز
وہ صفدر وہ پہلوان اژدر در سوار ہوا شام تک پانی کہین نظر نہ آیا پیاس کی شدت سے بہت گھبرایا زار زار مناجات
بدرگاہ عالی بر آرندہ حاجات کی دعا کی تشنہ دہن سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلا
رستم یہ سمجھا اوسکے ساتھ ہوا ایک ساعت مین ہرن نے پیش قدمی کرکے خضر وار بر سر چشمہ و مرغزار
پہونچا دیا رستم نے پانی پیا داور کا شکر کیا اوس روز بھی گور کے شکار سے تمام دن کی بھوک کا افطار کیا
گھوڑے کو چھوڑ کے سو رہا نصف شب جب گذری اژدر دریدہ دہان شعلہ فشان پیدا ہوا فردوسی

چنین گفت کز اژدہای دژم	سپہبد نیابد گذر از دم بدم

رخش نے اوسکو دیکھکے ایسی آواز دی کہ رستم کی
آنکھ کھل گئی اژدر تو آب و ازبسکہ زمین مین غائب ہوگیا رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نہ دیکھا گھوڑے پر غصہ آیا کہ مجھے
کیون جگایا پھر سو رہا ایک دم کے بعد وہ اژدہا نمودار ہوا پھر گھوڑے نے غل مچایا رستم اوٹھکے بیٹھا ہر چند چار اس

بیہوش ہو حواس کہیا کچھ بن نہ آیا گھوڑے سے کہا اگی بار جو خفی کی تو اندھیر ہوگا تو تہ تیغ ہوگا یہ کہکے لیٹ رہا وہ سانپ پہر بخود ہوا رخش چپکا دیکھنے لگا جب وہ تہم پر آتا گھوڑا سامنے ہو جاتا آہٹ سے رستم کی آنکھ کہل گئی دیکھا کہ اژدر کوہ پیکر ہے جھپٹکر تلوار لگائی خطا نہ پڑا کہال میں بہی نہ درآئی اژدہے نے یہ قصد کیا کہ دم سے کہینچکے نگل جاوے رستم نے لنگر حملے کیا اور رخش لگائے رخش نے کرزخم لی ف

بدرید جوشن بروی چو شیر | برو چیره شد پهلوان دلیر
بلند اژدها را بدندان گرفت | بمالید گوش در آمد شگفت
بزد تیغ و انداخت از تن سرش | فرو ریخت چون رود خون از برش

رستم اوسکا قد دیکھکے حیران ہوا بعد عجز ثنا خوان یزدان ہوا قصہ کوتاہ جب صبح تیسری منزل سخت کڑی سامنے پڑی دو گھڑی دن رہے مقام دلچسپ نظر آیا چشمہائے آب رواں دیکھکے صحرا نمونہ گلستان پایا یہاں مقام کیا دن کو تمام کیا گھوڑا سبزے میں چھوڑا آپ لیٹ رہا شام کو عورت پری پیکر ماہ جبین دساغر وار دہوئی ایک ہاتھ میں شراب کا پیالہ دوسرے میں طنبورہ بہت اعلی رستم نے پاس بٹھایا اختلاط کیا وہ قدح شراب ناب پیا یہ نہ سمجھا کہ ساحرہ ہے اوسکا حال پوچھا کہنے لگی شباب کے سن سے کہو ولعب کے دن ہوتے ہین صحبت بشر کو اوسکین نراشر سے کنارہ کیا عبادت معبود کو دامن صحرا اختیار کیا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے رستم پہلے حمد خدا بر زبان لایا اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اوسنے بل کہایا تیوری چڑہائی رو کھی صورت بنائی اوسوقت رستم سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے فورًا مضبوط باندھا کہا سچ بتا تو کون ہے گلا چار ہا کہ مین ساحرہ ہون مجھے قتل نکر جو تو کہیگا وہ بجالاؤنگی بہت کام آؤنگی رستم نے کچھ نہ سنا دو ٹکڑے کیا جب سویرا ہوا چوتھی منزل جبکہ مسافر مغرب مطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک دشت تیرہ و تار میں گذر ہوا ہول سے آفتاب اودہر کم جاتا تہا ہر طرف اندہیر انظر آتا تہا رستم راہ بہولکے ایک میں سبزہ زار میں جانکلا چشمہ آب بہی آب و تاب کا دیکہا راہ کی کسل سے او تر پڑا خود یہیں رخش کو مطلق العنان کیا آپنے سونے کا سامان کیا وہاں کا نگہبان جو آیا رستم کو خواب غفلت میں پایا بے تکلف چوب دست یا قبر لگائی اور کہا تو نہین جانتا کہ یہ دشت اوس پہلوان زبردست کا ہے جسکی داد سے نفر یاد ہے نام اوسکا اولاد ہے اوسکے خوف سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرندون کے پر جلتے ہین قوی ہیکل دیو پناہ نہین چلتے ہین رستم نے اوس مکان سے اوٹھکے دونون کان اوسکے پکڑکے تکان جو دی

جڑ سے چھوٹ گئے اور ایک طمانچہ جو لگایا کئی دانت ٹوٹ گئے بھاگ کر اولاد پاس پہونچا فوج
شکار کھیلتا تھا دشت بان کو لہولہان دیکھکے حیران ہوا جب حال سنا غصے مین بھنا رستم کے قریب آ کے کہا
کہ جلد اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے گمنام تمام ہو ف

چنین گفت رستم کہ نام من ابر	بغرید و چون پیل بہ قوت ہژبر

پھر پوچھا تو کس راہ سے یہان آیا رستم نے جواب دیا کہ اے نادان ہفتخوان سے مین بعنایت یزدان کے
بے گزند ہوئین آج تیری باری ہے یہ کلمہ سنکے اولاد گھبرایا خوف کھایا فوج سے کہا اسکو قتل کرو زندہ
جانے نہ دو چار طرف وہ گھر آئے تلوار چلی برسے زمین ہزارون سر آئے لشکر پراگندہ ہو کے فرار ہوا اولاد
بھاگا رستم نے تعاقب کیا جان بچانا دشوار ہوا پانچوین منزل آخرکار پانچوین منزل مین رستم نے زیر کمند کیا
ایک جھٹکے مین ڈھیلا بند بند کیا دونون ہاتھ باندھکے ساتھ لیا راہ اوس گمراہ سے پوچھی دوڑ کے مارے برسر
چشمہ سرد و شیرین لایا رستم اوترا رخش کو کھولا اولاد کو درخت سے باندھا منہ لگام ادہر ہرن اوس پلتن
نے شکار کر کے کھائے اور بکھیڑے سامنے نظر آئے کہ منزل بھی اولاد کی تھی پھر رستم نے کیکاؤس کا حال
پوچھا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم نے خنجر کھینچکے چاہا کہ اوسکا تن و سر جدا کرون شفاعت خواہ
ہوا رستم نے کہا اگر تجھے قتل نکرون مجھے کیا فائدہ ہوگا اولاد نے قسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا
بھاگنکی راہ دیو ونکی رسم و راہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کھولدیا کہا جلد
لے چل انعام دونگا تیرے حوصلے سے زیادہ کام دونگا اولاد نے کہا جس پہاڑ مین کاؤس قید ہے وہ
نزدیک ہے مگر دور دور تک دیو زبردست پاسبان ہین ہر دم سر راہ نگران ہین او دو بارہ سے فیل مست جنگے رو برو
فیل فلک پست نظر آتا ہے دور دیو کثرت سے ہین یان اوپر سے سونڈ مین جڑی ہین قسم ہوا کا چلنا محال ہے ف

بخندید رستم بگفتا بدو	بدو گفت گر با منی راہ جو
بہ بینی تو کز یک تن پیلتن	چہ آید بران نامدار انجمن

غرضکہ اولاد کی رہبری سے ایکدن رات راہ طے کی آدہی رات کو پہاڑ پر روشنی نظر آئی رستم نے کہا
یہ کیا جلتا ہے اولاد نے کہا مازندران کے شہر کا دروازہ ہے سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے
کر رہا ہے رستم نے رخش سے اوتر کے سونے کا قصد کیا ہر چند اولاد سے عہد و پیمان تھا دغا کا نہ گمان
تھا الا احتیاطاً دشمن سمجھکے درخت سے باندہ دیا چھٹی منزل صبحکو کمر باندھی اولاد کے ہاتھ کھولے

چلا تھوڑی راہ طے کی تھی اولاد بہت گھبرا کر بولا خبردار ہشیار ہو جاؤ ارژنگ دیو کا خیمہ قریب ہے یہ سنکے رستم نے

یکے نعرہ زد در میانِ گروہ | کہ گفتی بلرزید دریا و کوہ
برون جست از خیمہ ارژنگ دیو | چو آمد بگوشش از ینسان غریو

ارژنگ نے آکے رستم کے کمربند میں ہاتھ ڈالا تہمتن نے ایک ہاتھ سے شانے کا نشانہ بنا کر دوسرے
گردن پکڑ کر دھڑ سے کھینچکر دیووں کے غول میں دھڑ سے پھینک یا دیو دیکھکے بھاگے کسی نے مقابلہ
نکیا میدان مصاف یکسو صاف ہو گیا رستم پہاڑ پر چڑھا جہاں کاؤس قید تھا اوس طرف بڑھا جو جو دیو چوکیدار
تھے رات بھر بیدار رہتے تھے دم سحر ٹھنڈی ہوا پا کر سو گئے تھے رستم نے دیکھا کہ کاؤس نامدار لوہے کی زنجیر میں گرفتار ہے
اور کیکاؤس نے بھی جو دیکھا ہنسکے اوٹھا دوڑکر لپٹ گیا رستم سے سبکا حال پوچھا اوسنے بیان کیا جہان پہلوان
زنجیر کاٹنے کے خیال میں تھا کہ دیو جینکے خبردار ہوے بیدار زنگ اوس گروہ کا سردار تھا مقابلے کو آیا پیلتن
نے ارژنگ کا سر تن سے جدا کرنا ہفتخوان سے گذرنا کہکے کہا اب سفید دیو کی اجل میرے ہاتھ ہے
اوسکا مار ڈالنا کیا بات ہے تو اپنی جان مفت کیوں کھوتا ہے ملک الموت روبرو ہوتا ہے یہ باتیں سنکے
بیدار زنگ کے دل میں رستم کی ہیبت چھا گئی بدحواسی آ گئی ہنوز رستم کی تلوار کھنچی تھی کہ اوسنے گردن
خم کی ہتیار رکھ کے سامنے رکھدیے اطاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا اوسکا
اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو ہمراہ لیا راہ بتانیکو ہمراہ لیا رات کو چلا اگلے دن صبح
اورا نبوہ نظر آیا رستم اولاد سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر ہے تمام رات یہ جاگتے ہیں صبحکو سوتے
ہیں دن بھر بیدار نہیں ہوتے ہیں رستم نے یہاں تامل کیا ساتوین منزل جسدم سوز روشن ہوا پیلتن
گرز لیکے جھپٹا اور راستے چپ چپا چپ گرز لگانے لگا بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچھ جو جاگے
رستم کی ضرب اوٹھا سکے وہ مرے نو کدم بھاگے کشتوں کے پشتے ہوے انبار ہوے باقی ماندہ فرار ہوے
رستم سفید دیو کے سر پر یہاں اجل آیا وہ بھی غار سے نکل آیا رستم نے ایک ہاتھ میں اوسکا پاؤں کا لا وہ گھبرا کر لپٹ گیا
کشتی ہونے لگی تھوڑا اوسکے سر پر ہونے لگی یہانتک جدا کر دونوں تھکلے تھمکر لہو کے تھکلے جھکڑے

بزد دست و برداشتش نرہ شیر | بگردون فرو برد و افگند زیر
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان | چنان کز تن او برآمد جان

اولاد یاد دل شاد گرد بہرا پھر کہا فتح مازندران اور مخلصی کیکاؤس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا

بفضل یزدان حاکم مازندران سمجھے کہ وزنگا اولاد بند تفکر سے آزاد ہوا بفتح و ظفر دہ دیو کش اژدر در کاوس کی خدمت مین حاضر ہوا اولا کا حال سفید دیو کا مآل اولاد نے مشرح عرض کیا فردوسی

برو آفرین کرد کاوس شاہ
کہ بے تو مبادا کلاہ و سپاہ

بیدار رنگ بستہ حاضر ہوا بند گران کاوس کا ادی آن کاٹا پہلوانون کی رہائی ہوئی ایک تخت مرصع اور مطلا رستم کے روبرو ڈالا رستم نے کیکاؤس کو تخت پر بٹھایا طوس فرامرز گودرز گیو رہام گرگین گرد صف بستہ کھڑے ہوئے دست راست تہمتن کرسی زرین پر جاگزین ہوا بیدار رنگ دیو نکا پیر ا باندھکے روبرو آیا جائزہ دکھایا پھر جشن کی تیاری ہوئی آنکھ بند شراب کباب ناچ گانا جاب بے تکلفانہ رہا اسکے بعد کاوس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے پاس بھیجا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد شکر پروردگار و حمد خالق لیل و نہار واضح ہو کہ دو ترہ شیر جسے جہان کو زبردست زیر کیے رستم نام نبیرہ سام نریمان ہفتخوان کی راہ سے آیا ساتون منزلون مین مقام کیا کنگنا ساتھ تنگے کی طرح ارژنگ دیو کی گردن توڑ دی سفید دیو کی فوج زندہ نچھوڑی اور سفید دیو کو اوٹھا کر سر بلند کرکے زمین پر پٹک دیا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی مملکت اور اپنی زیست اور سلطنت درکار ہو دست بستہ حاضر ہو ملازمون مین تمہین عز و وقار ہو نہین تو شہر لٹے گا تخت چھٹے گا تن و سر جدا ہوگا بہت برا ہوگا نہ چتر نظر آئے گا نہ تاج رہے گا ملک تاراج ہو جائے گا تو گور و کفن کو محتاج رہیگا جسدم نامہ شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون سنکے بہت پیچ و تاب کھایا جواب دیا سابق مین بیخبر تھا مالک بر و بحر تھا ایسا مثل سفید دیو اور رستم بہت سے خادم رکھتا ہون ایکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے بیجان تیسے رہائی نظر نہ آئیگی فرہاد بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچا کر حاضر ہوا اور اوسکا جواب تمام پہلوانونکا عالم اسطرح سے بیان کیا کہ کاوس حیران ہوا ایرانکا سامان ہوا رستم نے زنگ نہ کھکے کہا کہ ابکی بار نامہ لیکے ہم جائینگے ایلچی ہونے کی شرط بجالائینگے القصہ نامہ لیکے چلا شاہ مازندران کو خبر پہونچی فردوسی

فرستادہ چون مہر بید درنژم
کمند و تبر گرز جستہ بچشم
بپیرا اندرون بارہ گان قرن
یکی زندہ پیل ست گویی بہ تن

شاہ مازندران نے پہلوانان نامی گردان گرامی استقبال کو بھیجے رستم سے اونکو قصہ لکھکے آگے درخت اوکھاڑ لیا نیزے کیطرح ہلاتا چلا وہ پہلوان جب قریب آئے درخت ہاتھ سے پھینک دیا گرچہ لیے اور

اوسکے تلے دب گئے یہ سنکے کلاہور نام بڑا زبردست پہلوان تھا شاہ مازندران نے اوسکو بھیجا
کلاہور سے پنجہ ہوا کلائی کلاہور کی توڑ ڈالی اونسے دست شکستہ جا کے سر دست بادشاہ کو دکھایا کہا
ہیہات ہیرے ہاتھ سے یہ صدمہ مجکو پہونچا اسی گفتگو مین رستم نامہ لیکے دو بدو ہوا اور سخنان درشت
بر زبان لایا شاہ مازندران سے اور تو کچھ نہو سکا غصہ کھا کے خلوت مین اوٹھ گیا رستم کاوس کے
پاس آیا دوسرے روز سامان جنگ درست کر کے کاوس سوار ہوا شاہ مازندران دیو دنکی فوج لیکے نکلا
ایک ہفتہ دونون لشکر خوب لڑے طرفین سے لاتعداد ٹکڑے کشتون کے انبار لاشون کے ڈھیر تھے
باقی ماندہ مشتاق اجل نسبت سے تھے آٹھوین روز رستم بگڑ کے میدان مین آیا شاہ مازندران پر تیغ
لایا جو فیل مست سے بردہوا اگر کوہ شکن ہے پست ہوا فوج کو درہم برہم کر کے شاہ مازندرانتک رستم پہونچا
ناگہان گرز گران ہاتھ سے گر پڑا مگر رستم کا منہ پھرا اسنے برچھی نیزہ اژدہا پکڑ جھٹکر دست تہمتن مین دریافت

ازان پس تہمتن بہان نیزہ باجست	سوی شاہ مازندران تفت راست	برآمیخت با شاہ مازندران	ہمہ لشکرش خیرہ گشت آن زمان
بہمان نیزہ زد بر کمربند او	جدا ساخت آن بند و پیوند او	غرضکہ شاہ مازندران کو نیزے پر اوٹھا کے تمام لشکر کو	

دکھا کر پھینکا ہنوز بر سر زمین نہ آیا تھا چہین ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا لشکر بھاگ نکلا پھر تو کیکاوس
نقارہ دکوس با مازندران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندون نے ہاتھ باندھے ہتیار رکھو سے
پہلوانون سنے امان دی کچھ نبولے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اولادنے پائی تمنا دلی
بر آئی کچھ دن کاوس نے وہان مقام کیا پھر مال اسباب زر جواہر لیکے کوچ کا سرانجام کیا فردوسی

بعالم خبر شد کہ کاوس شاہ	ز مازندران بستد آن تاج و گاہ	بماندند یکسر بدو در شگفت	کہ کاوس شاہ این بزرگی گرفت

سرتابی شاہ ہاماوران اور جانا کیکاوس کا باشوکت و شان صلح سودابہ کے
عقد پر فریب سے گرفتاری رستم کا آنا بعد فتح مازندران گردنکشان دہر نے
سر جھکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی لیکن شاہ ہاماوران کو ادبار نے گھیرا فرمانبرداری
کاوس کی نکی منہ پھیرا شاہ ایران بشوکت و شان جا پہونچا شہر کا محاصرہ کیا کسیسے گوش گذار شاہ
ہوا اقتدار کیا کہ بیٹی اوسکی سودابہ نام غیرت ماہ تمام ہے بہت سے اوسکی طلبگاری کے سودے

مین شہری ہے ساؤس متاع خوبی کا وصال نہ میسر ہوا برباد گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیکاؤس فریفتہ ہوا
خواستگاری کی اور صلح بھی اس صلاحت پر ٹھہری اوسنے اپنی بیٹی سے مصلحت پوچھی وہ کاؤس سے راضی ہوے
القصہ وکیل و میانجی گئے نکاح کرکے لے آئے کاؤس کو اوسکے وصال سے مسرت کمال ہوئی اوسکے
باپ کو ممتاز کیا زر و مال سے بے نیاز کیا اوسنے قلعے مین کاؤس کو مہمان کیا دعوت کے بدلے
عداوت کا سامان کیا سودابہ اس بھید سے آگاہ تھی کاؤس کو منع کرتی رہی کہ میرے باپ کے دلمین
رنجش ہے تیری گرفتاری کی تلاش ہے قلعے مین اگر جاوگے بیخبر کر نہ اوٹھوگے کاؤس نے نمانا با معدود چند داخل ہوا
اوسنے ایکدن اور رات گانا ناچ سنایا دکھایا کھانے سب تحفہ عمدہ کھلائے رام کیا آخر گرفتار دام کیا ف

گرفتند ناگاہ کاؤس را ۔ ہمان گیو و گودرز و ہم طوس را
چو شد بستہ آن شاہ دیہیم جوے ۔ سپاہش بایران نہادند روے

اور جاسوسون نے یہ خبر شتاب افراسیاب کو دی وہ بالشکر جرار ذخار ایران مین آیا ملک اپنے قبضے مین لایا

سپاہ اندر ایران پراگندہ شد ۔ زن و مرد و کودک ہمہ بندہ شد

نامداران ایران سیستان مین گئے زال سے یہ حال
کہا رستم نے نامہ لکھا کہ اگر اسکو چھوڑ کے کاؤس کو رہا کیا تو خیر نہین تو بڑا شر ہوگا تمنے اپنے حق مین برا کیسا
دیکھنا کیا ہوگا تمنے سنا نہین ہین سے شاہ مازندران کو سر میدان کسطرح مار لیا دیو سفید کا سر غرور
کیسا اوتار لیا شاہ چین کو ایک کمند کے جھٹکے مین خانہ زین سے بروے زمین لایا کالا ہو کر روز سیاہ
دکھایا اوسنے نامہ پڑھ کے جواب دیا کہ اگر تو ادہر آئے گا جدا بند بند کرونگا کاؤس پر در ناکامی کھولیگا اوسکے
پاس تجھے بند کرونگا یہ کلمہ سنکے تہمتن شعلہ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا خون اوسکا
جرا فزاوسے کا حلال ہوگیا لشکر کو جمع کرکے با خاطر پریشان ہاماوران کو چلا اوسنے بادشاہ مصر اور والی
بربر کو بھی بمدد طلب کیا جنگ کا سامان درست سب کیا القصہ رستم اوس روز داخل ہوا کہ دونون بادشاہ

بربر کشن وجاہ آچکے تھے ۔ ہمہ دل پراز بیم سرخاستند ۔ سپاہ سپہ کشور بیاراستند ۔ رستم نے صف سے

نکلکے سر میدان رخش کو جولان کرکے مبارز طلب کیا وہ کون تھا کہ جسکو خوف رستم نتھا دلاوری کے
دم مین دم نتھا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہاماوران نے فوج کے نامدارونکو سپاہ کے سردارونکو
نفرین کی اوسوقت کئی گرگ رسیدہ پہلوان سپاہی نین آئے رستم نے حملہ جو کیا میدان مین تپانہ لگا

پیتا ہوئے فوج کو چھوڑ کر منہ کو موڑ کر بیابان میں آگئے یہ ماجرا دیکھکے شاہ مصر کو غیرت فرعونی آئی سامنے آیا جہان پہلوان نے گرز لگایا اوسنے بھی سر جھکایا اور بھاگا مگر رستم نے جا لیا کمند میں پھنسالیا ف

بینداخت پیچان کمند خویشتن ۔ کہ تا رستہ گردد ازان انجمن
زبند کمندش رہائی نبود ۔ بچارہ نیارست کشتن چہ سود

اوسکو گرفتار کرکے اپنی فوج میں لایا پھر شاہ بربر کی طرف منہ اوٹھایا فردوسی

تہمتن بلبہا برآورد کف ۔ توگفتی کہ بستند خورشید کف
برانگیخت اسپ و برآمد خروش ۔ بدانسان کہ دریا درآید بجوش
فوج باطل نے پیٹھ دکھائی مگر ۔ شہ بربرستان بجنگ گراز
گرفتار شد با چہل سرفراز ۔ اور شاہ ہاماوران نے

بصد منت جان کی امان چاہی جہان پہلوان نے کہا کیکاؤس کو اور اوسکے ناموس کو رہا کر خود ستمگر اژدہان کیطرح فرمان پذیر رہا کر والغرض بعد از عہد و پیمان جب اوسکو اطمینان حاصل ہوا کاؤس کو تخت پر بٹھایا بربر اور مصر بھی تحت حکومت آیا

چو از در رہا کرد کاؤس را ۔ ہمان گیو و گودرز و ہم طوس را
سلاح و کشور و گنج و سپاہ ۔ ہمہ شد بفرمان کاؤس شاہ
سپاہش فزون تر ز سیصد ہزار ۔ زرہ دار برگستوان ور سوار

اس عرصے میں افراسیاب بھی با دل کباب لشکر لیکر آیا اپنے پہلوانوں کو یہ کلمہ سنایا

ہمان رستم پہلوان شیر دل ۔ کہ از تیغ او گشتہ گردون خجل
ہر آنکس کہ او را بروز نبرد ۔ ز زین سمند اندر آرد بگرد
بدو شاہی دختر خود دہم ۔ ہمش نام شاہ سپہبد کنم

اس لالچ میں چند اجل رسیدہ پہلوان سر میدان دوڑ آئے رستم نے عدم کو پہونچائے ناچار افراسیاب نے مقابلہ کیا تہمتن نے عجب معاملہ کیا

سر تخت کاؤس آمد بخواب ۔ گریزان شد از رستم افراسیاب

اوسنے تو توران میں دم لیا کاؤس نے از سر نو ایران میں عمل کیا بلکہ دیو اور پری فرمان بر میں آئے کاؤس نے کوہ البرز میں مکانات و عمارات عالی شیشہ و زبرجد و یاقوت کی دیو نے بنوائے پھر تنگ دیو فرمانبرداری سے تنگ آکے آمادہ جنگ ہوئے مار ڈالنے کی ترکیب سوچنے لگے چنانچہ شیطان کی تعلیم سے جیسا کہ فردوسی مغفور نے لکھا ہے کہ چند عقاب کے بچے فردوسی

بچہ پرورانید شان سال و ماہ ۔ بمرغ و کباب و بره چند گاه
چو نیرو گرفتند ہر یک چو شیر ۔ بدانسان کہ آیند بالا و زیر
ز عود قماری یکے تخت کرد ۔ سر تختہ را از زر سخت کرد
بیاویخت از نیزه بر آن بره ۔ ببست اندر اندیشه و دل کسیره
وزان پس عقاب دلاور چہار ۔ بیاورد و بر تخت بست استوار
چو شد گرسنہ گشت آن عقاب ۔ سوی گوشت کردند ہر یک شتاب
ز روی زمین تخت برداشتند ۔ ز ہامون بابر اندر افراشتند

دوسرا قول ہے کہ باکمان و تیر و خدنگ تیر چلا

لگو نسار گرا امیر وزیر نے زرخیز دینے کے دیو دسنے وعدے کیے وہ جرلیل آسمان زمین ہو شکے تھکے آخر کار
چین سے جنگل میں پایا پھر لا کے تخت پر بٹھایا چنانچہ رستم و گودرز نے کاؤس سے یہ کہا فردوسی

اگر بر آسمان نیزه افراختی	تو کار زمین را نکو ساختی		سر تاز از بالش گشت ارشاد	سپہ بست پیچ و تختی فتاد

کاؤس اپنی حرکت بیجا سے پشیمان سر بگریبان ہوا پھر بعدل و داد زندگی کی شہرت یا لی نیکنامی ہاتھ آئی
اور بعضی تواریخ میں یہ دیکھا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا اور راہ و رسم دینداری سے
انکار کیا تھا ہر چند بادشاہ دین پناہ نے پہلے قاصد کو بھیجکے باب نصیحت و پند اوسپر کھولا مگر اوسنے خیال فاسد
جو باندھا تھا کلمۂ حق بنوالا اسواسطے سلطان خداشناس اسلام سکے پاس سے گوشمالی کو چلا وہ طاقت مقابلہ
لیاقت مقابلہ نرکھتا تھا بند رستا قلعہ بند ہوا چندے محاصرہ رہا پھر صلاح یہ ٹھہری ہو کا پیچھا بنا کام
پیچھے کسی منزل وہان سے ہٹکے مقام کیا کچھ لوگ پوشیدہ سوداگر بنکے با مال و متاع گئے
غلے سے اسباب بدلنے لگے ایک روز انبار میں اناج کے آگ لگا سے غلے کی راکھ بنا دی اس
دانائی سے دانہ جب قلعے میں نرہا کاؤس نے بھر کے گھیر لیا ان کے بھوکے پیاسون سے
برچھی کے پھل کیا کہ آب دم شمشیر پیاز پست ہیرے کشتوں کے ڈھیر ہوئے دارالبقا کا رستہ لیا
پھر کیکاؤس بفتح و ظفر ہندوستان میں آیا سندھ کو سر کیا زبردستوں کو زیر و زبر کیا کوئی پیش نلیگیا بعد اسکے
مکران کی راہ سے سیستان میں رونق افروز ہوا کچھ دنوں ولایت نیمروز میں بعیش و عشرت شب برات
دن نوروز ہوا وہانسے بیت السلطنت میں وارد ہوا چندے توقف کر کے ذوی الاقتدار کی گیر و دار کو
یمن چلا ارکان دولت ہوا خواہ سد راہ ہوئے نمانا جب دم طے مراحل قطع منازل کر کے سرحد یمن میں تیز
مع جوانان سلیمن صف شکن داخل ہوا ذوی الاقتدار بر او بار لشکر خونخوار لیکے نکلا جنگ عظیم فوج غنیم سے
ہوئی آخر کار حریف دغا شعار فرار ہوا اسی ہنگامے میں یہ خبر پہونچی کہ حاکم یمن کے حجلۂ عصمت میں شمع
انجمن افروز ہے کہ قمر درخشان اوس حیارہ سے ہر دم ضیا طلب ہا اختر برج شہریاری عالی نسب والا حسب
ہے کاؤس سنکے مشتاق ہوا بیقرار رہا اسی مقدمے پر صلح کا دار و مدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بھیجا
حاکم یمن طوعاً و کرہاً اس وصلت پر راضی ہوا طالب قاضی ہوا وہ متاع گرانبہا جبر عظیم سے عجم جسکو سودا یہ

کہتے ہین کاؤس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادمان اوس دیار مین غلغلۂ عیش وعشرت بگوش مہروماہ شام وپگاہ پہونچایا حاکم یمن نے بخوف خونریزی اُسکے سمجھانے سے پہلے یہ حرکت کی تھی مگر وقت کا منتظر تھا دفعۃً موقع پاکے طوس اور رستم بیجن اور پہلوان لشکر شکن مع کیکاؤس قلعے مین محبوس کیے رستم دستان یہ خبر موحش جانستان سنکے ہزار ہزبر ہمراہ لیکے یمن مین آیا ذوی الاقتدار کو تاب جنگ کہان تھی بعجز ومنت پیش آیا صلح کی کیکاؤس کو رہائی ملی اور سودابہ کو باتجمل فراوان ہزار لونڈیان پری چہرہ رشک ماہ ومہر دیکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اوسی زمین افراسیاب میدان خالی پاکے غصے مین بھرا ایران مین آیا قتل وغارت کا کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا ظالم ستم بردار رکھا جب کاؤس کی رہائی ہوئی جی تو چھوڑا تھا غرضکہ جو کچھ لوٹا تھا اوسکو لیکر الٹی تان گیا ترکستان گیا اور کیکاؤس نے مستقر دولت مین آکے اس مضمون کا فرمان لکھا کہ ہمنے رستم دستان کو فرمانبرداری سے فرمانروا کیا سیستان اور کابلستان کا حکمران اب ہوا اور جہان پہلوان وتہمتن اُس لشکر شکن کا لقب ہوا اور کلاہ زربفت مرصع کو جسکو بادشاہ کے سوا کوئی سردار سر پر نہین رکھ سکتا تھا اوسکے زیب فرق کیا اتنا کہتے مین فرق کیا اور اجازت دی کہ تخت سیمین وزرین پر جلوس کرے رستم نہایت شوکت وعظمت سے بار نیم وزرین جلوہ افروز ہوا ملک سیستان اور کابل کو اوسکی معدلت اور رعیت سے رونق حاصل ہوئی عنایت خدا شامل ہوئی اوسکی بار کیکاؤس جو ایران مین تخت نشین بفر وتمکین ہوا جتنے سلاطین روزگار اور گردنکش جرار تھے سب نے خدمتگزاری مین کمر باندہی زبان کو صفت وثنا مین کھولا بجز اطاعت اور کوئی کلمہ نبولا رعایا برایا مہدامن وامان مین خوش وخرم گذران کرنے لگے شور وشر فتنہ وفساد مملکت سے یکسر جاتے رہے اور توران سالار ترکان یعنے افراسیاب نے نہایت آب وتاب سے آباد کیا اسکو شاد کیا لشکری با رعیت مرفہ حال دکاندار مالامال ہر دم صدا لے نائے ونوش عیش وطرب سے دوش بدوش رہنے لگے جنگ وجدال کے خدشے موقوف تھے بیان سہراب کے پیدا ہونے کا تہمتن سے دھوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا سیستان جانا زال کا بلبلانا فردوسی

دگر باشنید ستی اینہم شنو		کنون رزم سہراب ورستم شنو	

ایکدن شکار میں رستم نامدار نے گینڈے کے تعاقب مین گھوڑا گرم خیز کیا اوسنے بھی جان کے ڈر سے
اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز ہاتھ نہ آیا سرحد توران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے
گور کو اوس منزل گور مین پہنچایا کباب بنانے لگا خوب کھائے اور رخش کی لگام اوتار کے چھوڑ دیا آپ سو رہا گھوڑا
گیا الغرض کھاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند ترک عیار پہلوان جرار قریب آئے رخش کی گردن کمند مین پھنسائی
گھوڑے نے کئی جوان مار ڈالے بہت زخمی کئے دو ایک جان سے گئے آخر کمند مین پڑ گئیں رخش لٹتا پٹتا رہا
لیکن کچھ نہ ہو سکا بادشاہ سمنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لیجا کے ایک گھوڑی کہ نایاب زمانہ حقیقت مین
اوسکا جوڑا تھا اوسپر چھوڑا پھر رخش کو پابند کر رکھا وہ بھی حاملہ ہو گئی قدرت پروردگار بیدار ہو نے
رستم جو چونکا رخش کو نہ پایا حیران ہوا سمجھا کہ کوئی لے گیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر مین داخل ہوا
وہ توران کی سرحد تھی نگر والے شاہ افراسیاب کے تھے اور بطور خراج گذار تھے رستم کی آمد سنکے استقبال کو
وہ خود نکل آیا تہمتن کو بیٹھ کے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان
نے باواز سخت تند و کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مرغزار سے گرفتار کر لائے ہیں جلد
منگا دے ورنہ اچھا نہوگا شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کا کام نہیں آتی جو چیز کہ جاتی ہے
جو جوانمرد جرأت مند ہیں وہ بردبار ہوتے ہیں آپ کے تشریف لانے سے میں ممتاز ہوا اسقدر مین سرفراز ہوا
شب کو مہمانداری بجا لاؤنگا سرکار کا راہوار بھی تلاش کر کے منگوا دونگا

تہمتن ز گفتار او شاد شد	دل او ز اندیشہ آزاد شد

ایسے مطربان خوش آواز با سرود و ساز بلائے گئے اور شراب ناب کے سامان حاضر ہوئے آرام کرنیکو
مسہری مشرق پھولوں کی پلنگ کو دوراندیشی سے نیند کی سیج مین لیٹا تھا منہ لپیٹا تھا ایک حسینہ پری چہرہ مثل نازنین
از پس پردہ نکل کے رستم کے آگے آبیٹھی فردوسی

دو ابرو کمان و دو گیسو کمند	ببالا بکردار سرو بلند
چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام	تو گوئی کہ از غم بدو نیمہ ام

ز پردہ برآمد یکے ماہروی	چو خورشید تابان پر از رنگ و بوی
بپرسید رستم کہ نام تو چیست	چہ جوئی شب تیرہ کام تو چیست
یکی دخت شاہ سمنگان منم	ز پشت ہژبر و پلنگان منم

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جو الہی بہت مشتاق تھی نادیدہ دام محبت مین گرفتار تھی زیست
سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کرونگی باپ میرا جو بیاہ کا ارادہ کرتا

ہے میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہے رخش کو مین نے چرا منگوایا جبکے حیلے سے تو یہان آیا سطر الحمد
دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبحکو یہ کام کرنا میری طلب کا پیام کرنا رستم یہ مژدہ سنکے فرحناک ہوا
جسدم گریبان سحر چاک ہوا بذریعہ مقربان بارگاہ اوسکے باپکو اس عقد سے آگاہ کیا بشوق تمام اوسنے قبول کیا
تہمینہ نے اپنا مطلب حصول کیا دو چار روز بعیش و طرب رستم نے مقام کیا پھر رخش کو منگوایا کوچ کا سرانجام
کیا دم رخصت مہرہ سام اوس گلفام کو دیا اور کہا جو بیٹا پیدا ہو تو اوسکی بازو مین باندھنا اگر بیٹی ہو گیسوین باندھنا پردان اوسکو
جرأت سام و نریمان عطا کریگا نامور پیدا کریگا غرض کہ رستم رخصت ہوکر روانہ ہوا تہمینہ کی آنکھون مین جہان سیاہ ہوا فردوسی

چو نہ ماہ بگذشت بر دخت شاہ ۔ یکے کودک آورد مانند ماہ
چو یکماہہ شد ہمچو یکسال بود ۔ برش چون بر رستم زال بود
تو گفتی گو پیلتن رستم ست ۔ چو سہ سالہ شد زان میدان بجست
دیا سام شیر ست یا نیرم ست ۔ کہ یارست با او نبرد آزمود

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہانتاب کا سہراب کہا جب دس برس کا سن ہوا ان سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا
نام ہے کام کیا کرتا ہے کہان مقام ہے تہمینہ بولی زبان زد عالم ہے نام اوسکا رستم ہے فردوسی

جہان آفرین تا جہان آفرید ۔ چو رستم سواری نیامد پدید

اس عرصے مین دو لعل تین یاقوت ارستم نے بھیجے
خبر منگوائی تہمینہ نے لکھا لڑکی ہوئی رستم ملول ہوکے چپ ہا یہ مقدمہ کسی سے نکہا اور سہراب کی مان نے منع کیا
کہ تو اپنے باپ کا نام کسیکے روبرو نہ لینا ورنہ افراسیاب تجھے چھین لیجائیگا میرے سامنے روز سیاہ
آئیگا سہراب نے کہا مجھسے یہ نہو گا کہ اپنے باپ کا نام پوشیدہ کرون کسیکے روبرو ملون ف

کنون من ز ترکان نام آوران ۔ فراز آورم لشکر بیکران
بگیرم سر تخت افراسیاب ۔ سر نیزہ بگذارم از آفتاب
برانگیزم از گاہ کاوس را ۔ زایران ببرم پی طوس را
چو رستم پدر باشد و من پسر ۔ بگیتی نماند کسے تاجور

سہراب کی مان یہ سنکے بہت روئی ہر چند اوسکو سمجھایا وہ کچھ خاطر مین نہ لایا مان سے گھوڑا اسواری کو طلب
کیا بہت سے گھوڑے اوسنے منگوائے اوسکو پسند نہ آئے آخرکار گلہ بان رخش کی بچے کو لایا سہراب نے
اوسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا دیکھکے خوش ہوا ف

بر و بر نشست آن یل شیر زاد ۔ تو از دیدہ بالید زین بر نہاد

جب وہ گھوڑا اسکے ہاتھ آیا اور سلاح حرب بدن پر سجکے باہر نکل آیا ایک عالم نگران ہوا اوسکے ہاتھ پاؤن
دیکھکے حیران ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پیلتن لشکر شکن یادگار روزگار پیدا ہوا ہے

نرہ شیر جنگل سے بستی مین کوئی گھیر لایا ہے وہ بادیہ پیدا ہوا بہت سا نقد وجنس بازرو مال کے طور پر
اوسکی پاس مین بھیجا نامہ لکھا کہ کاؤس میرا دشمن ہے اور تجھے بھی اوسکا خیال ہے جیسا بادشاہ تجھسا
پہلوان شیر بچہ فتح مین کیا دیر ہے مین تیرا شریک ہون فتح کے بعد تجکو اختیار ہے ملک تو لینا یا کسی کو
بخش دینا اور دو پہلوان جہان دیدہ نامی ہومان اور بارمان سالار لشکر بناکر بھیجے اونکو سمجھا دیا کہ بار
اطاعت سہراب وٹھانا اوسکو اپنے طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ ڈھنگ ہو کہ اس سے اور رستم سے جنگ ہو
شمتن اسکے ہاتھ سے جانبر نہوگا اسکے فتراک مین اوسکا سر ہوگا اور جب رستم کو اسنے مار اتو اسکا مار ڈالنا
کتنا کام ہے یہ شکار تو تہ دام ہے وہ ترقی خواہ افراسیاب فوج لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے اسکو سپہ سالار
بناکے لیچلے اثنائے راہ مین کیکاؤس کا قلعہ تھا سپید نام دز با استحکام اور ہجیر وہان کا قلعہ دار تھا سہراب جب وہان
آیا ہجیر باسپ نلایا دوچار ہوا آمادہ کارزار ہوا سہراب ہنستا ہوا مقابلے مین آیا ہجیر نے نیزہ کمر مین لگاکے سہراب کو اوٹھایا اور
گھوڑے سے جنبش بھی نکی مگر کمند ہجیر کی گردن مین ڈالکے کھینچ لیا ایک جھٹکے مین گھوڑے سے اوتار لیا شکار زبون
کیطرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام پہلوان زادی میدان مین نکلی فردوسی

پری چہرہ او نام گرد آفرید ❊ کہ چون او کس اندر زمانہ ندید
بپوشید درع سواران جنگ ❊ نبود اندران کار جای درنگ
نہان کرد گیسو بزیر زرہ ❊ برافگند بند زرہ را گرہ
فرود آمد از دژ بکردار شیر ❊ کمر بر میان بادپای بزیر
بہ پیش سپاہ اندر آمد چو گرد ❊ چو رعد خروشان [illegible]

سہراب نے نہ پہچانا کہ یہ لڑکی ہے یا مرد خرد سال ہے
یا سال خوردہ مرد میدان نبرد ہے آتے ہی چند تیر بے خطا جیسے کمان ابرو سے سر ہوتا ہے لگائے
سہراب بجوشن مین بس سے درآئے مجبور سپر کو پناہ رو در سر کرکے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا
اوسنے بچستی شمشیر برقدم سے نیزے کی ڈانڈ کے دو ٹکڑے کیے اور زمین پر گری گرتے ہی بسان تند
صبا معرکے سے ہوا ہوئی سہراب نے جھلاکے کمند ڈالی وہ پھنس گئی فردوسی

رہا شد ز بند زرہ موی او ❊ درخشان چو خورشید شد روی او

سہراب اوسپر فریفتہ ہو گیا اوسنے جو عاشق اور بیدم
سمجھکے دم دیا کہا میرا باپ ضعیف ہے قلعہ میرے اختیار مین ہے مجکو چھوڑ دے وہان جاکے تیرا
کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی اطاعت مین ہونگی تو خود دام محبت کا

اسیر تھا دوسرے نوکر فرار ہوگیا تو وہ اپنے باپ کے پاس آئی سرگذشت لڑائی کی کیفیت اپنی گرفتاری
اور رہائی کی مفصل سنائی صلاح یہ ہوئی کہ حرام نیکی بری ہے بہتر یہ ہے کاؤس کے پاس چلئے اندھیری رات
مین وہ شمع محفل فروزاوی روز نکلکے ایران مین داخل ہوئی سہراب کو یہ خبر سنکے بیقراری اور ندامت
حاصل ہوئی کاؤس سہراب کا حال لڑائی کا ڈھنگ دریافت کرکے دل تنگ ہوا گیو کو رستم کے پاس بھیجا
اور تاکید کی دیر نہ لگانا جلد لیکے آنا گیو سیستان مین پہونچا رستم سے بیان کیا کہ ایک جوان باتین
کو وہ ہیگی سام و نریمان کی شمائل وارد ہوا ہے ایران مین تہلکہ پڑا ہے رستم کو خیال ہوا کہ میرا بیٹا نہو
پھر سوچا کہ تہمینہ کیون چھپاتی لڑکے کو لڑکی بتاتی غرضکہ جب حال سن چکا عیش و طرب مین مشغول ہوا
گیو نے جلدی کی رستم نے جواب دیا کہ دنیا مین فی الحال تو ایسا کوئی نہین جو میرے روبرو آ کے در جان سلامت
لیجائے آخرکار جب گیو مضطر اور بیقرار ہوا تو رستم سوار ہوا فرد

بفرمود تا رخش را زین کنند	دم اندر دمیدند روئین کنند

الغرض منزل بمنزل مقام کرتا بصد شوکت و شان جہان پہلوان داخل ہوا کاؤس انتظار مین بیقرار تھا دیر
کے باعث اندھیرا ہوا غصہ آیا فردوسی

برآشفت بر گیو و بر پیلتن	بدو خیره ماند همه انجمن

فرط غضب مین طوس سے کہا جلد بہ بکار گر رستم اور گیو کو زندہ بردار کر طوس نے ہاتھ بڑھایا تہمتن کو جوش آیا فرد

تهمتن برآشفت بر شهریار	که چندین مدار آتش اندر کنار
دلیران بشاهی مرا خواستند	همه گاه و افسر بیاراستند
اگر من پذیرفتمی تاج و تخت	همه تیره گیتی هنر آمدست
تو سهراب را زنده بر دار کن	برآشوب و بدخواه را خوار کن
سوی تخت شاهی نکردم نگاه	نگهداشتم رسم آئین و راه

رستم بدمزہ ہوکے چلا عجب حال ہوا سبکو اندیشہ
اور ملال ہوا کچھ لوگ گیو و درز کے پاس گئے نہ کہ عتاب شاہ کیا انجام کی خرابی سے آگاہ کیا اونسے کاؤس کو
سمجھایا پند مشفقانہ کیا نصیحت کے کلمے برزبان لایا ہر چند غیظ سے بادشاہ کا حال تباہ تھا مگر دو بجولی
اور رستم کے آنیکے کہان نباہ تھا مجبور گو درز کو رستم کے پاس بھیجا اونسے جہان پہلوان کو گو سے
لگاکے نشیب و فراز سے آگاہ کیا عذر غلطی شاہ کیا پھر کہا اگر تمہین کاؤس کے کلام سے ملال ہوگا نہ پھرے تو
ایران کا کیا حال ہوگا مملکت تیغ افراسیاب جائیگی یہ بستی بسی بسائی ویران و خراب ہو جائیگی اسکو سوا یہ مشہور ہوگا کہ رستم سا
پہلوان لڑکے کا مقابلہ نکرسکا حیلہ کرکے چلا گیا فردوسی

برستم چنین داستانها بخواند	تهمتن چو بشنید حیران بماند

ہجوم دیدن آمدن سہراب و تماشائی کی تقریب میں ہونا اوسکے ہمراہ کاؤس کے روبرو آیا فردوسی

چو از دور لشکر پدید آمد است	بسی خیمہ در پای کشتہ بجو آسمان	بدین چاره جستن ترا خواستم	چو دیر آمدی تندی آراستم
چو از رزم کشتی آمد پہلوان	بشتی آمدیم تا کہ شد شب نہان		

القصہ صحبت بزم آراستہ ہوئی تمام شب جلسے و نوش

میں گذری جب وقت شام نمایاں ہوا آفتاب چرخ پر دکھایا داور شہراب نامدار سے فرمایا کہ بزم سے رزم کا

ہنگام آیا بہت گرد و غبار سے لشکر نمودار ہوا ایک طرف کاؤس شاہ قائم ہوئے اسکے قریب خیام پر اہتمام استادہ

ہوئے مثل بدر منیر سہراب و تریب شہسوار ایک شخص نامدار عیار آزموده کار رستم کا خاص بیان کرتے سہراب کے

خیمے میں گیا دیکھا تخت مرصع کار پر ایک شہزاده جوان شجاعت بیٹھا ہے گرد پہلوانان نامدار سپہ سالار اپنی اپنے

مرتبے کے موافق کرسی نشین ہیں ساقی مشغول کار ہیں ساقی عشوه گر ہیں طاق جام زرین صراحی

بلوریں شیشے مے سے بھری ہیں ساغر و پیمانہ جاری ہیں شہزادوں اور ہر ایک کے سر میں

سے آنکھوں میں خمار ہے رستم گھات میں چھپ کر دیکھ رہا تھا ژنده نام پہلوان مجلس سے اوٹھا

رستم کے قریب آکر پوچھا تو کون ہے رستم نے تب ایک گھونسا گردن پر اوسکے مارا ژنده مرده ہوگیا پھر اپنے

لشکر میں چلا آیا کچھ دیر کے بعد مرگ ژنده کی خبر سہراب کو پہنچی کہ کوئی عیار طرار یہ کام کر گیا ژنده گیا بہت

پیچ و تاب کھا کر غضبناک ہوا اور کہا کل صبح کو اسکا بدلا کاؤس سے لونگا سر میدان جو کہنا ہے وہ کہونگا

رستم نے آکے کاؤس سے سہراب کی تعریف بہت کی ہے	که هرگز ز ترکان چنین کس نخاست	بکردار سرو بالاش راست
ز ایران و توران نماند بکس	تو گوئی که سام سوار است و بس	صبحکو سہراب ہجیر کو ہمراه لیکے قلعے پر چڑھا بہت

دلداری سے کہا جو میں پوچھوں اگر سچ بتائے گا قید سے رہا ہوگا انعام پائے گا خیمہ پلنگی جہاں ہاتھی

جمع ہیں کسکا ہے اوسنے کہا کاؤس رہتا ہے پھر پوچھا سراپرده سرخ کس خوبی آراستہ کس کا ہے جواب پایا گودرز کے

واسطے لیستادہ ہے پھر سہراب نے پوچھا خیمہ لاجوردی سبز جہاں درفش کاویانی درخشاں ہے بڑی شوکت و

شان اور تخت سلطانی رستم کی نشانی ہے کس سردار کا ہے ہجیر نے سوچا یہ رستم کو پوچھتا ہے اگر کہدوں اوسکا

پتہ بتادوں چلا جائے اور غافل پائے تو غضب آئے فردوسی

ز ایران نباشد کسی کینه خواه	بگیرد سر تخت کاؤس شاه	بدین گونه دادن کہ شد این بالا	چه خوش گفت آنکه مردن به نام	شود کشتہ رستم به چنگال او / بانر زنده و دشمن بر شاد کام

ہجیر بالگیا لکہا تو کچہہ اور تہا ہونا وہ جو طور تہا کیونکہ تہا تا اذا جاء القدر اعمی البصر کہا خاقان چین سردار
شرکت سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہراب نے دو لسے کہا کہ جو جو نشان رستم کے میری مان
نے بتائے ہیں وہ سب میں نے پائے ہیں الا جو رستم ہوتا تو ہجیر کہدیتا **فردوسی**

نشان ولیکن نہ از پدر مادرش — ہمی دید دیدہ بہ بند مادرش
نبشتہ بسر بر دگر گونہ بود — ز فرمان نکاہد نہ ہرگز فزود

پہر رستم کا حال پوچہا ہجیر نے کہا ابہی زابل سے نہیں آیا اور تہمتن کی مدح کرنے لگا **ف**

چو او خشم گیرد بروز نبرد — بہ پیشش چہ پیل و چہ شیر و چہ مرد
تنش زور دارد بصد زورمند — سرش برتر است از درخت بلند

غرضکہ سہراب نشان رستم سے ناامید ہو کے قلعے سے اوترا پہر سلاح نبرد بدن پر سجکے فوج کو ہمراہ
لیکر جنگاہ میں آیا علم کہلے کوس حربی نقارۂ جنگی کی صدا بلند ہوئی جب جسکی نگاہ اوس پیل زمخواہ پہ
پڑی اور آنکہہ سے آنکہہ لڑی خود بخود دہانپنے لگا خوف سے کانپنے لگا بجز اسکے کہ آنکہہ چرائے یہ جرأت
نہوئی کہ اوسکے روبرو آئے پہر وہ پہلوان ارجمند باواز بلند پکارا کہ بیٹے شب کو قتل کاؤس کی قسم کہائی ہے
اگر اوسکو جرأت ہو میرے روبرو آئے لڑائی کی حسرت نہ رہجائے **ف**

کہ ای نامدار ان خسرو — غمین گشت کاؤس آواز او
ز ایران نبایر یکے کارکرد — کدام سوار ی اندرو ایم نبرد
کہ زین ترک شد مغز گردان تہی — یکے نزد رستم برد آگہی

رستم نے کہا تہا آج اور کوئی پہلوان اوس نوجوان سے برابر آ رہا ہو کل میں سمجہہ لونگا اس سبب سے تہمتن نہ آیا تہا جب
پیام شاہ سے آگاہ ہوا اسلحہ پہنکے روبراہ ہوا جلدی سے رخش بڑہایا سہراب بہی فوج سے نکل پار رستم
سے کہا تو میرے ہاتہ سے زندہ نہ بچیگا ناحق جان دینے کا غم کہائیگا رستم نے جواب دیا کہ وہ میں ہوں جسنے
میرا سامنا کیا مارا گیا جانسے بیچارہ گیا **ف**

ہمی رحمت آید ترا بر دلم — نخواہم کہ جانت ز تن بگسلم

سہراب نے کہا کیا تو رستم ہے تہمتن نے جواب دیا رستم کہاں میں کہاں یہ تیرا وہم و گمان ہے **فردوسی**

ز امید سہراب شد ناامید — برو تیرہ شد روز روز سپید

لڑائی ہوئی پہلے تو نیزہ بازی ہوئی ڈانڈے میں
ٹکڑے ہو گئیں پہر تلوار بہی ٹوٹ گئی بعد دونوں نے گرز اوٹہائے عجب رنگ تہا صف جنگاہ میں
بہونچال تہا زمین یکسر ہلتی تہی جانوں کی چہاتی دہلتی تہی کہڑا رہنا محال تہا **فردوسی**

فرو ماند ہر دو نگاور ز کار — یکے را نبد دست و بازو بکار

رستم نے کہا تیری آنکہیں سیاہی چہا گئی دیکہنے

والون کو نظر نہین آتا لڑائی کا لطف نہ رہا سہراب نے کہا جا تجکو فرصت لیتا ہون مگر لشکر کو دکھا دیتا
ہون غرضکہ سہراب نے ادہر گھوڑا اوٹھایا رستم تو اپنون پر آیا ف

میان سپہ آیند آن دو گرگ
پراگندہ گشتند خرد و بزرگ

عین جنگ مین رستم کو خیال آیا ایسا نہو یہ پہلوان نوعمر شاد ایران سے کے سر پر
جائے اسکو بھی جوش شجاعت لئے تو عجب نہین سوا اسی دشت مین خاتمہ بالخیر ہوا یہ سوچکے پرے سے نکلا
اپنی فوج مین آیا دیکھا تماشا نظر پڑا جہانتک نگاہ گئی لاشے پر لاشا نظر پڑا جدہر سہراب منہ اوٹھاتا تہا پہلوانونکے
دل بیٹھے جاتے ہین پر اصاف ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نوجوان بس اور اگر ہوس ہے تو پھر میرے سامنے آ
سہراب بھی تنگ ہو چکا تھا اپنے لشکر مین پھر گیا شبکو کاوس کے روبرو رستم نے حال نبرد سہراب با دل
پر درد و جان بیتاب بیان کیا فردوسی

که کس در جهان کودک ناسید
بدین شیر مردی و گردی ندید

مین نے کوئی فن اور کوئی حربہ اوٹھا نہ رکھا ایک کارگر نہوا کچھ پیش رفت نگیا صبحکو دیکھیے پروردگار کیا کرتا ہے
کون جیتا ہے کون مرتا ہے دوسرے روز پھر سامنا ہوا سہراب کے دل مین رستم کی محبت آگئی یہ کہا فردوسی

زکف بفگن این تیر و شمشیر کین
بنام تو کردم پے جستجو

بزن جنگ بیداد را بر زمین
نگفتند کفت تو با من بگو

نشینیم هر دو بر آمش بهم
نشانے بگیا بنیم و نام نے

همی تازه داریم لب هر دو ترم
زمن نام پیدا ندو کام نے

ہر چند سہراب نے چاہا کہ یہ رزم بزم سے بدل جائے لیکن تحریر تقدیر کاتب ازل کے لکھے کو کون مٹائے یہ سمجھا کہ
جو نوشتہ پیشانی ہے وہی پیش آتی ہے رستم سوچا کہ یہ نوجوان خردسال ہے اسکی صلح کا اعتبار عقل کے خلاف
ہے خدا جانے اسکا کیا خیال ہے جب تہمتن نے اوسکا کہنا نہ مانا مجبور سہراب نے گھوڑے کو دوڑایا فردوسی

چو شیران بکشتی در آویختند
کمربند رستم گرفت و کشید
نشست از بر سینه پیلتن

ز تنها چو خون همی ریختند
زبس زور گفتی زمین بر درید
پر از خاک چنگال و روی و دهن

بزد دست سهراب چون پیل مست
چو زد رستم شیر را بر زمین
یکے خنجر آبگون بر کشید
تهمتن که ششتش ز نیلبر زمین

برآورد از جای و بنهاد پست
بیامد بیرا بگاه خشم و کین
همیخواست از تن سرش را برید
تبر و سر خرش گر چه پاشد یقین

رستم نے دیکھا یہ ہلاک کرتا ہے بزیر خاک کرتا ہے فردوسی

سہراب نے یہ جو سنا خنجر کو غلاف کیا رستم کے کہنے سے نہ خلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ
مرگ سے قریب اپنی اپنی جگہ پر آیا ہومان نے سہراب سے کہا بڑی غلطی تجسے ہوئی کہ تو نے ایسے زبردست کو

زمین کر سکے اور اوسکے قتل مین دیر کرے کس شادمانی سے پیش لیگیا رستم کا عزم بالجزم تھا اب تو دو نابت
محال ہے اتنی کسر کی آخر کیجوان نوجوان ہے سہراب نے جواب دیا ہے یہ کہ نہ ہوا یتوان زمین سے
جو ثقیل ہے اوسکو پچھاڑا انتہا طاقت مین ہار اٹھا بالفعل اگر میر کا سحاشت آ کے گیا حرف بیدار نکلے
ادہر رستم حجت مجبور پچھڑ الشکر اللہ دونون گھر اوکان پر آیکے غسل کیا تمام شب بدرگاہ خدا گریہ و بکا کرتا رہا
اور طاقت اول ہر جا سے طلب کی کہتے ہین کہ رستم مین ایسا زور تھا جسکا دنیا مین شہرہ تھا بجہ زیادہ جاتا
اور پتھر پر پاؤن ترچھا تا زمین مین گڑ جاتا تھا چنانچہ پاؤن چلنے سے ہاتہ اوٹھایا اتنا کہ تو لئے زور درست پایا تھا
اوسی حالت مین مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کی تھی نصف طاقت سے زیادہ کم ہو گئی تھی اس بات

وہی طلب کی فردوسی
بر آورد یزدان گرانجہ او خواست
بر آورد کہ ہستی آن تن بشیر رستا
حسبو قت یا تن مشتری ا گشتہ

بجون سمند سیلگون پر سوار ہوا سہراب نے رستم کو تند جا پر اوٹھایا
بکشتی گرفتن بنهاد سر
گرفتند ہر دو دوال کمر

زرنبش کہ تا سایہ گستر دلود
ہمی این بر ان آن برین کرد کرد
آخرالامر تہمتن نے شیر کیا گوہ دریا مین تاجار ہ کیا

اور سہراب کا کمر بند پکڑ کے سر سے بلند کر کے فردوسی
بزد بر زمین بر بکردار شیر
بدانست کو ہم نماند بزیر

بیاز تیغ تیز از میان بر کشید
بزد بر پہلوی کینه ور بر درید
سہراب نے آہ سرد و زنی بر در دسے کہا اور اوفسوس کیا

مشتاق دیدار پدر محروم رہا کام پسر دار رہا پاعذار سے چلا تہمتن شیر افگن ملا اگر تو اب مچھلی بنکر دریا مین قدم
کا وزمین پناہ لیجائیگا یا اختر ہو کر فلک پر ہفتم مین بیٹھے نہین چھپایگا میرا باپ کہین سے ڈھونڈ لیگا سپید دیو بھی مجھکو
زندہ نہ چھوڑیگا رستم نے پوچھا اوسکا کیا نام ہے سہراب نے کہا رستم جہان پہلوان آ زمیر ہو ان شہنشاہ گردنکشان ہے

چو رستم شنید این سخن خیره گشت
جہان پیش چشم اندرش تیره گشت
کہ گم باد نامش ز گردنکشان
کہ رستم منم کم مماناد نام
سپہ سہراب نے کہا گر تو بیا
نشیناد بر ماتمم زال سام
بگو تا چہ داری ز رستم نشان
سہراب نے جواب دیا کہ اگر

نشانی مجھے نشانی چاہتا ہے تو زرہ کی گرہ کھول مجھمین اب طاقت نہین جو بر سام باندھے ناکام رہے وقت

کنون کار گر شد کہ بیکار گشت
پسر پیش چشم پدر خوار گشت
رستم نے زرہ کھولنے لگے جو پہچانا تو خنجر زرد ہو نے لگا

پہلی مین شفا ... مین غرق ہوا جسم مین رعشہ پیدا ہوا ہوش حواس مین فرق ہوا لب پر نالہ آیا فریاد کیکے غل مچانے
لگا بیٹے کو پچھاڑ کے پچھاڑین کھانے لگا دیر تک ... رخش کو خالی جو دیکھا سبکو یہ خیال ہوا کہ رستم مارا گیا سران

سپاه نامداران بز مجواه آگے شب سے سہراب کو تو خون مین غلطان دیکھا اور تہمتن کو بیردے خاک گریبان چاک ملیان دیکھا پہلوانون نے رستم کا سر زمین سے اوٹھا کر زانو پر رکھا حال پوچھا رستم آہ کھینچکر بولا

پسر را بکشتم بپیران سر | زتخم پدر گشتم چنین کور و کر

زواره گیا مجمع سارا رونے لگا جان کھونے لگا سہراب نے اوسی حالت مین سبکی تشفی کی سمجھایا کہ اس سے کیا فائده مین نہین بچتا فردوسی

چنینم نوشته بد آخر بسر | که من کشته گردم بدست پدر

لیکن یہ آخری وصیت ہے کہ جو جو سردار پہلوانان نامدار مع فوج میرے ہمراه آئے ہین مجکو ولن سے مادر خستہ تن سے چھوڑ کر لائے ہین انکو کسیطرح کا رنج و فریب و لڑائی اب نسے باد و گر نہو یہ کہکے سہراب نے جان بحق تسلیم کی رستم کی بکر بار الم سے د ونیم کی جہان پہلوان گریہ کنان یہ کلمے بزبان لایا ؎

بر بدین رستم سزاوار هست | که جز خاک تیره مبادم نشست
دریغ این غم و حسرت جانگسل | زمادر جدا و زپدر داغ دل
دریغ آنهمه مردی و رای تو | دریغ آن رخ و قد زیبای تو

پھر زواره کو ساتھ کر کے ہوان کو سب جمیعت فوج سمیت جیحون کے پار اوتار دیا سر نعش سہراب ہر ایک بیتاب تھا سراسر ماتم کا سامان تھا جو دیکھتا تھا انگشت بدندان حیران تھا ایکطرف تو اوس نوجوان پسر کی لاش خنجر بدیدہ سے دل جگر پاش پاش کہین گور و کفن کسی جا غسال سر بگریبان گریبان گور کن کہین گوریے گھڑے سے بیر کی تیتی اور روحی تھی قتل پسر سے سراسر رستم کی بے آبروئی تھی آخر کار غسل و کفن دیکے تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اوٹھا کر سبز زربفت کی اچادر اوپر ڈالی سرہانیکی طرف سہراب کا شاہیانہ اوپر کھینچی درفش کاویانی اوسپر کہڑا لاتے ہے بائین سیاه بالباس سیاه تلوارین کھینچی حال زبون نشان سب سرنگون اور فوج کے سرداریان خنجر گذار انکی پوشاک شنگرف کی گون آنکھین جیسے چوسنے خون جہان پہلوانکی یہ شان قلبون مین لوگ ہاتھ جیسے یہ ہر بانک فرسا ماتم سیکے پیراہن بصورت کفن گریبان تا دامان چاک کپڑون مین بیٹے کا لہو لگا تمام عمر کا ہوا سر بغاک اسطرح زنجیر جسطرح تاوکستیداد کا تیر ایک ہاتھ درد کی شدت سے کلیجے پر دوسرے سے خاک بر سر پاؤن رکھتا کہین پڑتا کہین گھٹنے سے کہین جاتا نالہ تا عرش برین جاتا ہر بار یہ کلمہ زبان پر لاتا لوگون کا دل کٹا جاتا کہ ضعیفی مین کلنک کا ٹیکا لگا مطعون مین تیره روزگار ہوا میرے سوا کس باپ کا خنجر آبدار تشنہ خون ہوا اپنے بیٹے کے سینے سے پار ہوا مجکو اپنا قتل گوارا ہے نوجوان بیٹا بیٹے ہار اسپے تہر فردوسی

سر اپرده آتش اندر زدند

همه لشکرش خاک بر سر زدند	اسی شوکت و شان غم کے سامان سے سیستان مین جنازہ پہونچا زال نے یہ ماتم کی خبر

سنکے سن ہو گیا نیلی پوشش ہوا دین و دنیا فراموش ہوا شہر کے در و دشت سے پردہ جگر خراش پوتے کی لاش لینے چلا عزیزوں کا غول ہمراہ ہوا اور رستم کی ماں با اندوہ و فغان قبیلے کی رنڈیاں نعرہ زنان شہر پناہ

اگر پیر بود سالہ بمیر دگر نیست	تک آئیں سر نعش حلقہ باندھا دیر تک ماتم کیا نوجوان کے مرنے کا سب نے غم کیا

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد	رنڈیوں کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہیں بلا کا عام تھا قیامت کا قیام تھا

آخر کار جوان مرحبین کو پیوند زمین کیا اوسکا جینا گیا جسکا خنجر اندوہ و الم سے کلیجا پھٹتا ہوا ایسے جوان بیٹے کی صورت بگاڑ کے بوڑھا باپ قبر کا مجاور بنا ہو جو سندہ پسر نے نا دیدہ پدر کو پایا مگر جان کھو عمر بھر کہنا اسکے ماتم مین رویا اور اوسکی ماں کا یہ ماجرا اسکے عجب حال ہوا ایکدم جینا محال ہوا شہر تمنگانکو آگ دی اوس آتش سوزان مین سوختہ دل جلی کو دپڑی لوگون نے گو جلدی نکالا تھا مگر سر سے پانو تک بدن ہزار بار چھپالا تھا لاکھو رنج سہتی تھی ہر بار کہتی تھی سے

چرا نامدم با تو اندر سفر	شدم از تو یکبارگی بیخبر	نشان داده بود از پدر مادرت	ز مہر چہ نامد ہمی باورت
بپوشید پس جامہ نیلگون	ہمان نیلگون غرقہ گشتہ بخون	دو زلفش بکرد تاب داده کمند	بر انگشت پیچید از بن بکند
		ہمی اندر وی خشم کرد و گریست	پس از مرگ سہراب یکسال زیست

اب افسانہ سیاوش کہ مرگ سہراب سے حیرت افزا زیادہ ہے وہ شروع ہوتا ہے خامہ قصص نگار کبھی اشک سیاہ اور گاہ سرخ سے رو رہا ہے تہمت سوداوہ اوس پاکدامان پر آفت کا آنا ملک توران پہ

از این داستان سر بر تافتم	بکار سیاوش بپرداختم	کنون گفتہ این داستانہا زمین	ہمی نو شود نزد مرد کہن

فردوسی نے لکھا ہے کہ ایک روز گیو اور طوس دریائے جیحون کے کنارے مین شکار کھیلتے تھے کثرت شکار اور وہاں کی کیفیت اور ہوا سے اوسی دشت مین مقام تھا شب کو آرام تھا ذکر سیر اور شکار کے سوا دوسرا نہ کام تھا اتفاقاً صبح دشت مین ایک آہو رمیدہ روی دام و صیاد ندیدہ نظر آیا لیکے چہارہ قابل نظارہ دیکھین پری گل اندام پری پیکر دل آرام بالباس شاہانہ تا اور زمانہ اوس سے حال جو پوچھا دم سرد بھر کر جواب دیا کر بلغار کا بادشاہ شاہ پور جو مشہور ہے مین گم کردہ خانمان و دودمان اوسکی بیٹی ہون بہت سے شاہ و شہریار میرے

طلبگار تھے میرے باپکو انکار تھا جب دنکی مرضی الی توران پشنگ سے ہوئی مین سخت دلتنگ ہوئی کہ وہ صورت اور سیرت کا بہاد جدتھا میری نارضامندی پر تمام گھروے بے خبر ہوا ناچار گھبرا کر نصف شب گذرے گھوڑے پر سوار ہوکے مین فرار ہوئی دریا مین ڈوبنے کو گھوڑا اوڑایا پروردگار نے پار نکالا کوس کرے جوطے کیے نحوست بخت سے گھوڑا سقط ہو گیا پیادہ پا چلنا پڑا تین دن سے اس جنگل اور دو وداِم مین مین گرفتار الام بسر کرتی ہون شب مصیبت تنہائی مین رو روکے سحر کرتی ہون دیکھیے چرخ سفلہ پرور دربدر توکرچکا اب کیا دکھاتا ہے بیا اندہیری راتین ترکتین اب کونسا روز سیاہ پیش آتا ہے گیو اور طوس سنکے اوسکی نوبت ہوے مشتاق کنار و بوس ہو دو ولا آمین ایک بختی حرام ہوئی ہے دونون ناکام ہے کیونکر اوس سے مطلب حاصل ہوے آپسمین قضیہ درمیان آیا فساد حائل ہوے فیصلا یہ ٹہرا کہ ابھی اسکو کوئی ہاتھ نہ لگائے جبتک کیکاؤس کے روبرو نجائے بعد ملاحظہ بادشاہ جسکو عنایت کرے وہ لے جسوقت وہ آفت روزگار کاؤس سے دوچار ہوئی نظر اول طبیعت بے اختیار ہوئی ارشاد کیا تم دونون اس سے ہاتھ اوٹھاؤ سرِدست ہمارے محل مین بہیجا دو عنایت پروردگار دیکھیے چند عرصے مین وہ باردار ہوئی خاتون باعزو وقار ہوئی اور فرزند نرینہ جیسے الماس کا نگینہ مہر طلعت ماہ جبین انتہا کا حسین پیدا ہوا جسنے دیکھا شاہ ہوا کاؤس شیدا ہوا موبدان اختر شناس سعد و نحس سے ماہر اور نجومی خوش قیاس گردش مہر وماہ جن پر ظاہر تھی حاضر ہوے بادشاہ نے کیفیت طالع اوس نیر طالع کی پوچھی سب نے بعد تامل بسیار بہت غور کرکے اظہار کیا کہ جوانبخت ہوگا شباب مین صاحب تاج و تخت ہوگا لیکن بعلت افراسیاب کے باعث پریشان خاطر رہے گا دل کا راز نکہیگا پھر کچھ ایسا مقدمہ درپیش ہوگا کہ مجبور غریب دیار ہوگا پریشانی پھر دور ہوگی جمعیت خاطر حاصل طبیعت مسرور ہوگی صاحب فوج ہوگا ملک اور مال کا مالک بڑا اوج ہوگا پھر دفعتہ یہ ڈھنگ ہوجائے کہ جنگ ہوجائے اور گرفتار ہو بیجرم و گناہ تہ تیغ آبدار ہو مگر نام اس خانہ پروش کا سیاوش رکھا چاہیے فردوسی

چو شیدان کودک چنین پری | بچہرہ نشان بت آذری
جہاندار نامش سیاوخش کرد | برو چرخ گردندہ را بخش کرد

بادشاہ کو خوشی تو ہوئی مگر مآل کار کا جو مینونکے اظہار سے ملال رہتا تھا اسی کا خیال رہتا تھا رستم اوس اختر تابندہ کو دیکھکے پرورش کا طلبگار ہوا کاؤس نے حوالہ کیا چند عرصے مین طریقہ فرمانروائی

آداب شاہی سیکھا اور فن سپہ گری مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرہا فردوسی | سیاوش چنان شد که اندر جہان

بمانند او کس نبود در جہان | اور سوائے شکار شیر اور کسی جانور پر غضب اوس دلیر کو نتھی جب نامور زمانہ ہوا تو

رستم مع تحف و ہدایا اوسکو لیکے کاؤس کی خدمت مین روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے کاؤس نے وزیر امیر سپہ سالار

اور نامدار استقبال کو بھیجے بڑے تجمل اور شوکت و شان سے وہ نوجوان کاؤس کے روبرو آیا مہر پدری

خون جگری نے جوش کہایا کاؤس نے کلیجے سے لگایا اور اوسکے علم و ہنر پر مطلع ہوکر رستم کی بہت تعریف

کی پھر سات برس اپنے ساتھ رکھکے جو فضل و کمال باقی رہا تھا اوسمین بھی کمال کیا القصہ علم و فن مین طاق ہوا

صورت اور سیرت مین خلف شہریار شہرۂ آفاق ہوا قضائے کار اسکا حال اور دھوم حسن و جمال کی سنکے

سوداوہ دوسری جورو کاؤس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی حیلہ سوچنے لگی ایکدن کاؤس سے کہا مین نے

شاہزادی عالی نسب لیکے پالی ہی چاہتی ہون کہ اوسکا عقد سیاوش کے ساتھ ہو میرے پاس اوسکو

بھیجدو کاؤس نے سیاوش کو محل مین بھیجا جیسے سیاوش نے سلام کیا سوداوہ کو ننگ کا خیال آیا نہ

عار کیا تنگ بغل مین لیا خوب پیار کیا یہ جوان غنا فہمی عقل و انا تھا طرز دلبری دیکھا پھر یاد رکھو نیا یا

بہت گھبرایا بظاہر شادی کا سوداوہ نے پیام دیا باطن مین اپنا کام کیا سیاوش بہانہ سازی و عیاری

سے رخصت ہو لیتے مکان پر آیا دو چار دن کے بعد پھر اوسنے طلب کیا اور صحبت سے دفعۃً غیر ہوئی

بیٹھے خلوت تو عجب سیر ہوئی ولولے مین غضب کا مکارا زدل بر زبان آیا وقت امتحان آیا کہا مین تجھپر

عاشق زار ہون مرغ بسمل سے زیادہ طپان اور بیقرار ہون میرا مطلب برلا دام الم سے چھڑا کاؤس کا تخت

و تاج ہے وہ تیرے واسطے آج ہے سیاوش نے کہا معاذ اللہ یہ ولد الزنا کا کام ہے تو مجھپر بہر کیف حرام ہے مین

اپنی جان دونگا جان جتنے یہ حرکت ناشائستہ نکرونگا جب سوداوہ کو وصال سے یاس آئی تو یہ حواس ہوئی

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم خدا لے علیم فرماتا ہے دفعۃً گریبان دامن تک پاش پاش کیا اور ناخن سے چہرۂ تابان کو

خراش بالون کو نوچا پریشان کیا ستم رسیدون کا سامان کیا شور و غوغا آسمان تک پہونچا آخر کو کاؤس

کے کان تک پہونچا محل مین آیا عجب تماشا نظر پڑا سوداوہ کو سڑن پایا کپڑے لتے پھٹے ہیں ناخن کے نشان

آئینے کیطرح حیران ہے حال پوچھا اوس مکارہ نے کہا تیرے لپنا ناخلف نے میرا ڈھنگ بنایا ہے

بڑی کوہ کنی سے شیشۂ عصمت اوس سنگدل کے ہاتھ سے بچایا ہے آتے ہی مجکو دیکھا مین نے انکار کیا
تو نوچا کاؤس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا اوسنے راست راست بے کم و کاست
بیان کیا کاؤس بھی سن رسیدہ گرم و سرد روزگار دیدہ تھا قرائن سے دریافت کیا کہ سیاوش بے قصور ہے
بانی فتور وہی غیرت حور ہے اور اہل نجوم کی تقریر بھی اوس شاہ کشورگیر کو یاد تھی چاہا کہ اوس چھنال مکارہ کو
تیغ بیداد سے پارہ پارہ کرے چند امر مانع ہوے ایک تو سراپردۂ خاص مین اور خواص غمگسار پرستار
بیانی دوسرے اوسکی اولاد کی خردسالی یاد آئی تیسرے بڑا یہ سمجھا تھا کہ طبیعت کا لگاؤ تھا قتل سے
درگذرا دھمکا کے یہ کہا کہ سیاوش بے گناہ ہے تیرا سامان جعل اوسکا شاہد ہے خدا کو لے اس سازش کا افشا نکرنا
اپنی عصمت خاک مین ملاکے مجکو رسوا نکرنا مگر وہ بیحیا کب باز آتی تھی روز نیا فعل لاتی تھی اتفاقاً ایک فاحشہ
حاملہ اوسکے ہاتھ آئی شیطا نکی نذر دلائی بہت سے روپے دیکے اس بات پر اوسکو آمادہ کیا یہ سبق دیا
کہ تو اپنا پیٹ گراکے زنا کی تہمت مین سیاوش کو لپیٹ لالچ برا ہوتا ہے وہ راضی ہوئی ایکشب کاؤس
محل مین سوتا تھا یکایک غل ہوا کاؤس چونکا پوچھا کیا ہے لونڈیوں نے عرض کی فلانی مدلقا سلطانی
حاملہ تھی اسوقت وضع حمل کچا ہوا مردہ بچا ہوا اوسکو روبرو بلایا رات کا وقت بادشاہ نے صورت تو
نہ دیکھی ماجرا پوچھا اوسنے حرف بحرف سوداوہ کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بصیغہ جبر ولقد مجھے زیرک کے
زبردستی بدفعل کیا مین روئی پیٹی تڑپی کچھ پیش نگیا اوسی دن سے درد ہوتا تھا آج حمل گرا سوداوہ نے
کہا دیکھا تو اوسکو نیک پارسا جانتا تھا میری بات نہ مانتا تھا اللہ نے آنکھوں سے دکھایا تیرے روبرو آیا
کاؤس نے صبح کو جلوس کرکے پہلے موبد اور نجومی بلالیے وہ مردہ بچہ دکھا کر حال پوچھا اون لوگون نے
سوچنے کی مہلت طلب کی جب خوب حقیقت دیکھی حاضر ہوے عرض کی یہ نطفہ بازاری شوکت و ثروت سے
عاری ہے اگر نطفۂ شاہ و شہریار ہوتا خفتہ بخت نہوتے طالع بیدار ہوتے فردوسی

نشان پدیدش ناپاک تن ۔ بگفتند با شاہ در انجمن

سوداوہ نے فریاد و زاری سے ہنگامہ بپا کیا
کہا رستم نے نجومیوں کو دھمکایا ہے اس سبب سے یہ دونوں سنکے یہ فقرہ بنایا ہے تو اپنے بیٹے کی
حمایت کرکے مجکو ذلیل و خوار کرتا ہے امر حق کا انکار کرتا ہے مین اپنا جوہر کرونگی یا زہر کھاکے جان دونگی

ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکڑی کا انبار ہوا اوسمین آگ لگا دو جب شعلہ کرہ نار تک جانے لگے سیاوش اوسمین
در آئے جھوٹ سچ کی حقیقت اوس حالمین کھلجائے غرضکہ مثل آتش نمرود وہ آگ جلی بجھ لگے وہ شاہزادہ
جلیل مانند خلیل اوسمین آگے ٹھہرا اسیوقت باہر آیا دامن عصمت مین دہبا نظر نہ آیا فردوسی

ز آتش برون آمد آزاد مرد | لبان پر ز خندہ رخان ہمچو ورد
چو بخشایش پاک یزدان بود | دم آتش و آب یکسان بود

کاوس کو اپنے فرزند کی راستی کا یقین ہوا سودابہ کا برا کام ذہن نشین ہوا جلاد طلب ہوئے قتل کا اشارہ ہوا
سیاوش اور رستم نے سفارش کی در گذر کیے سوا کچھ نہ چارہ ہوا مگر وہ بدذات دن رات سیاوش کی
گھات مین رہتی تھی اسی اثنا مین خبر آئی کہ افراسیاب پھر با ساز و سامان عازم ایران ہے کاوس نے کہا
قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا عہد و پیمان کا بہت آسان سہل بات ہے عجب قوم ہے بدذات ہے
پریشانی مین عجز و منت سے صلح کرتے ہین دلجمعی ہوتی ہے تو لڑتے ہین ابکی بار انکی آبادی آتش لگا کرونگا محلات
کو ویران خراب تا بلخ کرونگا جبتک افراسیاب خستہ و خراب توران سے فرار ہوگا مجھکو صبر و قرار ہوگا
سیاوش سوچا اس لڑائی کا بار اپنے ذمے لو سودابہ کی جنگ زرگری سے نکلو کاوس سے عرض کی
اس مہم کا اس بار فدوی امیدوار ہے تہمتن صف شکن اگر میرے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب بمدد یزدان
جلد تباہ ہوگا کاوس نے رستم سے مصلحت پوچھی اوسنے بھی سیاوش کی خاطر خواہ صلاح دی کہا شہریار
راحت و آرام فرمائے یہ جان نثار سیاوش کے ہمراہ شرط خدمتگذاری بجا لائے الغرض بارہ ہزار چیدہ چیدہ خیل
خیل لشکر سیل روانہ ہوئی اور زر لشکر فزون از شمار فیل جنگی کوہ پیکر اسپان سبک جست قطار مین صف دلیران
نامدار خنجر گذار جو میدان نبرد اور معرکہ رزم کو بزم طرب سے اچھا جانتے تھے اور عروس ظفر کا نقش جان
باندھکر گھولتے تھے دامن گردانتے تھے ہر دم تلوار تولتے تھے سیاوش کے ساتھ چلے کاوس ایک
منزل ہمراہ آیا وہانسے رخصت کیا اوسطرف افراسیاب گرسیوز کا انتظار کرتا تامل سے چلا آتا تھا
مگر سیاوش نے بجلدی تمام شہر بلخ کا محاصرہ کیا فردوسی

چو ایران سپہ رفت زرہ بید رنگ | بدروازہ بلخ برساخت جنگ

بارمان بلخ کا حاکم تھا کچھ دن نکلکے لڑا جب عاقبت تنگ اور زندگی تلخ ہوئی بھاگ کے قلعے مین چھپا
گرسیوز یلغار آیا پھر دونوں لشکر لڑے لیکن تاب گرز کوہ شکن اور شمشیر رستم تہمتن کی نہ لا کے پھر فرار ہوکے

قلعے میں آئے ہزار ہا سر پایال سم سمند ہوئے دونوں قلعہ منہدم ہوئے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب
بہت بیتاب ہوا شبکو عالم خواب میں نعرہ کرکے چونک اٹھا الحذر است حشمت متحیر حال پوچھنے لگیں وقت

چنین داد پاسخ کہ پرسش مکن	مگو اندرین وقت در من سخن

آخرکار جب تکرار کی نوبت آئی تو کہا میں نے اسوقت
خواب میں دیکھا کہ ایک صحرائے پرخطر ہولناک ہے وہاں مع لشکر میں اترا ہوں جہانتک نگاہ جاتی ہے
سانپ نظر آتے ہیں اور سر پر عقاب منہ کھولے پھرتے ہیں ناگاہ ایران کیطرف سے تند ہوا چلی اور
پہلوان آئے علم میرا انکو نسار کیا خیمے کی طنابیں کاٹ کے مسمار کیا تمام فوج بھی بکثیر قتل ہوئی جو سے
خون بھی بہیر مجکو گرفتار کرکے کاوس کے روبرو لیگئے دونون جوان بلند قامت خرد سال تخت کے
روبرو بیٹھے تھے وہ اوٹھے مجپر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے میں نے آہ کی ابتک صدمہ
دل پر ہے تعبیردان حاضر تھے برعکس اوس خواب کی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین نہوئی اونسے کہا اس
واقعے کی حقیقت بے کم وکاست بیان کرو سچ کہدو اوسکے خوف و ہراس سے سبکے ہوش و حواس کھوئے
تھے ایک نے جان کی امان مانگ کے عرض کی کہ بالفعل سیاوش سے لڑنا مناسب نہیں صلح کرنی ضرور
ہے ورنہ اس جنگ میں ضرر ہے فتور ہے یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو خلعت و انعام دیا اور گرسیوز
بھی اوسی روز بلخ سے بھاگ آیا افراسیاب نے ہدیہ ہائے نادر گران بہا تحفے نہایت تحفہ اور صلح کا نامہ
لکھکے گرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے بہت تعظیم وتکریم سے بائیں طرف تخت پر بھلا کے
بٹھایا لطف سے پیش آیا دست راست تہمتن غیور سمت چپ تھا گرسیوز روبرو مجلس طرب تھی سب سے پہلے
اوسنے نامہ دیا رخصت کے وقت پیام زبانی عرض کیا تخلیے میں سیاوش نے جہان پہلوان مرد کار میدان سے
نامے کا مضمون بیان کرکے مصلحت وقت پوچھی تہمتن نے کہا افراسیاب آپ سے لڑنیکی تاب نلایا بر سر صلح آیا
لیکن وہ جھوٹا مکار ہے اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے دو شرطیں جو قبول کرے تو مضائقہ نہیں
ایک تو یہ کہ سو آدمی بطریق گرو بھیجے اوسمیں نصف عزیز و اقربا غمگسار اوسکے ہوں پہلوان نامدار دوسرے
ایران سے جو کچھ لوٹ کے لے گیا ہے جس بستی کو اوجاڑ گیا ہو بسائے لوٹ ہمارے پاس پہونچائے
صلح ہو جائے دوسرے روز گرسیوز نامے کا جواب لینے آیا سیاوش نے شرطوں کو سنایا گرسیوز نے

یہ سب ماجرا افراسیاب کو لکھا اوسنے قبول کیا پہلوان نامی عزیز گرامی حسب طلب روانہ کیے اور سمرقند و
بخارا اوسکے قبضے مین تھے خالی کر دیے آپ با دل تنگ توران سے لب گنگ تمام کیا سیاوش نے
وہ اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہمراہ کیا فتح کی صورت سے کاوس کو آگاہ کیا یہان تہمتن کے آنے
سے پیشتر افراسیاب کے خواب کی خبر کیکاوس کو پہونچی تھی نجومیون سے آل کار کا حال موبدون سے
تعبیر سب کچھ پوچھ لیا تھا وہ بالاتفاق یہ کہتے تھے کہ بفر و اقبال شاد اسی سال افراسیاب کا استیصال
ہو جائیگا مقید آئیگا جسدم جہان پہلوان ہدیہ افراسیاب اور صلحنامہ کاوس کے روبرو لایا بہت
افروختہ ہوکے منہ پھرایا کہا صلح سے مین بیزار پیکار کا طلبگار ہون اگر تجکو اس لڑائی سے انکار ہے چندے
آرام کرو دوسرا شخص اس کام پر تیار ہے تہمتن کو یہ کلمہ سخت گران گذرا عرض کیا برا ہوا مجکو ہمراہ رکاب ظفر
انتساب کیجیے کسی اور کو اس لڑائی پر نامزد کیجیے کاوس نے اوسیدم طوس کو سالار لشکر کیا سیاوش
کو یہ پیام دیا کہ وہ جو سو آدمی افراسیاب نے بھیجے ہین اونکو میرے پاس روانہ کرو ہدیہ اوسکا
مسترد کر دو اور فوج و لشکر طوس کو حوالے کرکے یہان چلے آؤ سیاوش یہ ماجرا سنکے افسردہ
خاطر ہوا دلمین سوچا کہ باپکی اطاعت و فرمانبرداری مین عہد شکنی ہوتی ہے تمام زمانہ نا تجربہ کار کہیگا
اور عدول حکمی مین کہان جا کے رہیگا اسیطرح دو چار گھڑی عقل سے اور دل سے گفتگو رہی
پھر افراسیاب کے لوگونکو اوسیکے پاس رخصت کیا نامہ لکھا کہ کاوس صلح پر راضی نہوا مین احتراق
مین آیا طوس کو سپہ سالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کارزار آتا ہے خبردار رہیں اپنے عہد و پیمان پر ثابت رہا
سلطنت کو چھوڑا یار و دیار سے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب عزم بالجزم ہے وہان جائیے
کہ کیکاوس کے ہاتھ نہ آئیے وہ خون آشام ہے درپے انتقام ہے والسلام افراسیاب نامے کو پڑھ کے [illegible] ہوا
لڑائی کا یقین ہوا اپنے تو کاوس کو نفرین لکھی سیاوش کو تسکین لکھی پھر تحریر کیا کہ کیکاوس سے مجکو
کسیطرح آشتی منظور نہین اور طوس بیچارہ ہے اوسکو لڑائی کا شعور نہین جسدم فوج مقابلے آئیگی
گوشمالی ہو جائیگی اور آپ آئے تشریف فرمائیے جو لکھا تھا اگر اسطرف چلے آؤ دلکو سرور آنکھون کو نور آئے
کاوس سے بعد المشرقین ہو جائے جو نسا ملک نزدیک خواہ دور استراحت منظور ہوگا بجان و دل حاضر ہے

تو فرزند باشی و من چون پدر | بود هم پیش فرزند بسته کمر | جیدم جواب با صواب افراسیاب کے پاس سے آیا

سیاوش بشاش ہوا بہرام کو بلایا مملکت بلخ اور خزانہ تمام سپاہ اوسکے سپرد کی طوس کی راہ ندیکھی تین سے
سوار ہمراہ لیکے توران کی راہ لی جیحون سے پار ہوا افراسیاب سے دوچار ہوا پھر نامہ کاؤس کو بعد بسم
واللہ رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تہمت بیجا سے میرا قتل گوارا تھا مجبوراً نے بلا ترغیب بیگناہی کی
گواہی دی میں آتش غضب بجھی جلتی ہوئی آگ میں سوداوہ کی لاگ سے ڈالا دانائے نہان و آشکارا نے
سلامت اوس سے نکالا جب میں نے افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت پاین شان و شوکت
پہونچائی مفسد نکے بہکانے سے آپکو پسند آئی اسلئے مورد عتاب تقصیروار ہوا طوس فوج کا سپہ سالار ہوا
آئندہ کس جانفشانی پر امیدوار عنایت و مہربانی ہوتا تاکے بیہودہ اوقات کھوتا ایسی باتوں سے مجبور
اپنے باپ سے وہاں اژدر میں میں نفتہ جگر درآیا سگ ہوکے ننگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک
کرے بہتر ہے کہ باپ بیزاری سے آنکھ اوٹھاکے نہ دیکھے فردوسی

ز شادی بگیرم دل خود رہا	شوم من بکام در دم اژدہا

القصہ افراسیاب سیاوش کی آمد سنکے استقبال کو آیا دو بدو ہوے تو گھوڑے سے اوترا فردوسی

گرفتند مر یکدگر را ببر	سیاوش چو او را پیادہ بدید	فرود آمد از اسپ پیش دوید

بپرسید و از دیر خشم سپہر | پھر سیاوش کو سوار کیا در شہر پناہ سے دیوان خاص تک سیم و زر نثار کیا

اور جشن شاہانہ ترتیب ہوا ایکطرف مطربان خوش عہد افخر باربد اور نکیسا رباب چنگ سرود لیے لیکر
حاضر ہوے اپنے قرینے سے بیٹھے ایک سمت پریرخان زہرہ جبین رشک لعبتان چین کا مجمع ہوا الغلغلہ
عیش و نشاط کا چرخ بریں پر پہونچا نائے و نوش کا شغل رہا افراسیاب سر محفل سیاوش کی مدح کرنے لگا
کہا پروردگار نے تین شرف تجھکو عطا کیے ہیں ایک تو یہ کہ نسل کیقباد سے ہے دوسرے اس سن و
سال میں راسخ الاقرار ہونا محال ہے تیسرے صاحب حسن و جمال ہے ایک عالم مفتون و شیدا ہے
ہماری خوش نصیبی تھی کہ تم نے اس سرزمین کو فردوس آئین کیا اگر گوشہ کلاہ میرا آسمان فرسا ہو تو بجا ہے
سمجھا جلیل القدر شاہزادہ عالی گہر ہے شہر میں رونق افزا ہوا سیاوش اس الطاف عنایت سے
بہت ہی ممنون ہوا رنج و ملال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکریہ زبان پر لایا کہا جو کچھ ارشاد ہوا فقط

مراحم شاہانہ ہے وگرنہ بندہ غریب بیار بیکس و مددگار گم کردہ آشیانہ ہے اب ہر روز محبت و الفت کے
ترقی ہوتی تھی دلکی کلفت کھوتی تھی چند عرصے میں شیر خاص با اختصاص ہوا مطلب یا انیس بے مشورہ
سیاوش نہوتا تھا پہلے یہ جب آرام کر لیتا تو افراسیاب سوتا تھا پیران ویسہ کہ اکابر سلطنت اور عقل
کل افراسیاب کا تھا اوسنے یہ حال اوس صاحب اقبال کا جو دیکھا سیاوش کو تنہا لیگیا اور یہ کہا فردوسی

بدین مہربانی کہ با تست شاہ	بنام تو خسپید آرامگاہ	چنان دان کہ خرم بہارش توی	نگارش توی غمگسارش توی

ایسے شفیق کے پاس سے دور رہنا عقل کے نزدیک ناروا ہے برا ہے مصلحت یہ ہے کہ اپنی شادی کرے کہ
مونس و غمگسار ہو شب تنہائی میں جلیس وہ وفا شعار ہو سیاوش راضی ہوا پیران نے اپنی بیٹی کا کہ نام اوسکو
جریرہ کہتا تھا اور نام اوس عنبر کا گلشہر تھا اسکے ساتھ عقد کر دیا نہایت حسین وہ مہ جبین یعنی شمع انجمن افروز
شب تا بیادگار روزگار خجستہ اطوار تھی فردوسی

سیاوش چو روی جریرہ بدید	خوش آمدش خندید و شادی گزید

شب و روز خاطر عزیزہ اوس سے خرم و شاد کرتا تھا بھولکر بھی کبھی کاؤس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد
کرتا تھا اتفاقاً کسی ملازم نے سیاوش سے کہا آپنے شادی میں جلدی کی وگرنہ افراسیاب نے اپنی بیٹی
فرنگیس غیرت بلقیس تجویز کی تھی سیاوش نے جواب دیا اب کیا بگڑا ایسے مقدموں میں اتنی بات سے
کہیں خلل ہوتے ہیں بادشاہزادوں کے سیکڑوں محل ہوتے ہیں یہ کہکے افراسیاب کو خاص کو پاس
بلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افراسیاب مجھسے محبت اپنے فرزندوں سے زیادہ کرتا ہے اور میں بھی باپ سے
زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو سمجھکے پناہ لایا ہوں اگر مجکو دامادی میں سرفراز کرے شفقت کے بعید نہو
یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہوگیا سیاوش نے گلشہر سے اجازت چاہی وہ تو عاشق نار تھی فریفتہ شار تھی
کہنے لگی میری عین خوشی ہے مجھسے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی لونڈیونکی طرح خدمت میں رہونگی
اور اوسی روز رسم کے موافق سامان ساچق درست کرکے خود گئی فردوسی

زمین تا بیامد بگلشہر گفت	کہ خورشید را گشت ناہید جفت

اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس اسکی عاشق ہوگئی
ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس بے تکلفانہ رہی آٹھویں دن فرنگیس سیاوش کے عقد میں آئی نقد و جنس و جواہر
ہاتھی گھوڑے بہت سے افراسیاب نے جہیز میں دیئے حکومت چین اوس شاہ غیرت آل ختن مہ جبین

کو دی کہ چند روز یہے وعدہ عید شہان سیر کرے سیاوش تو فرنگیس کو ساتھ لیکے چین مین آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاوس کو سنایا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بہت غمگین ہوا رستم بھی بے اجازت سیستان مین جاکے خانہ نشین ہوا کاوس نے طوس کو نامہ لکھا جنگ توران سے منع کیا ذکر ہنا ہے فساد و باعث تحریک گرسیوز بدنہاد کہ وہ بھی افراسیاب کا داماد تھا اور سیاوش کا بہنالی عدو کے جالی لکھا ہے کہ سیاوش جو چین مین گیا وہانکی آب و ہوا سے چین نملا کچھ لوگ اطراف و جوانب مین رخصت کیے کہ کوئی سرزمین پر فضا ڈھونڈ ہ کے خبر کرو آخر کار کنار گنگ سبکو پسند آیا سیاوش سے آکے کہا

نہ گرما شد نہ سرما شد سد و	ہمہ جا شادی و آرام خورد	نہ بیماری و دران شہر بہار کس	یکے بوستان از بہشت است و بس

سیاوش نے جاکے دیکھا صحراے پر فضا دریاے گنگ کا کنارہ اوسی عمارت عالی کی بنا ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمین ایوان کلان عمارت کی جان تیار ہوا مصوران سکدست باریک نظر نقاشان نادر بلا کے کاوس و قباد و پشنگ و افراسیاب سام نریمان زال و رستم دستانکی تصویرین کھینچ کے تختہ از رنگ مرقع مانی بہشتی لاثانی کر دیا افراسیاب یہ خبر سنکے خوش ہوا اوسیدم ہزار ہا روپے او رکار یگر ایک سے ایک جلد دست بہتر تلاش کر کے بھیجے اور لکھا جو کچھ صرف ہو خیال نکرنا رو پیکا ملال نکرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تھا اور کاشہر ماہ جبین کچھ ہیران و سیکے پاس آ پہونچا تھا اسواسطے کہ وہ حاملہ تھی راہ کی صعوبت نہ اوٹھا سکتی جب نو مہینے گذر سے بیٹا پیدا ہوا گلعذار پری رخسار افراسیاب نے اوسکو گود مین لیکے فرود نام رکھا اور موافق رسم توران زعفران لڑکے کے ہاتھ مین لگا کر نشان پنجہ زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بھیجا اور بہت سے تحائف بھی گرسیوز کے ہمراہ روانہ کیے یہ بھی افراسیاب کا داماد تھا مگر بڑا کینہ ور بدنہاد تھا سیاوش کے کینے اوس کمینے کے سینے مین تھے ہر دم فکر ضرر رہتی گمین مین رہتا تھا نساد مین کمی نکرتا تھا الا افراسیاب کے ڈر سے کچھ کسی سے نکہتا تھا جب پر فتور میں گرسیوز سیاوش کے پاس پہونچا وہ بہت سیلا اوسکو بہت کچھ دیا مگر استقبال نکیا اسکی بد باطنی کا خیال کیا ہر روز فوج کا جائزہ دیدنات کا تماشا اوسکو دکھایا اس کو تہ بین کو رشک آتا کچھ دنو نکے بعد یہ نطفہ ناحلال رخصت ہوا افراسیاب کے پاس آیا قساوت قلبی سے سیدہی باتون کو اولٹے قالب مین سنایا سیاوش کا ڈھنگ طبیعت کا نمک

منحرف بیان کیا اور لشکر جرار کا جمع کرنا بعزم رزم و پیکار اظہار کیا اور کہا اوسکے تیور سے ظاہر ہوتا ہے
کہ صبح و شام توران مین فساد عظیم برپا ہو دشمن بغل مین ہے دیکھیے انجام کیا ہو افراسیاب بزدلہ رو بہ بازی
مین آگیا دہوکا کہا گیا اوس ہزبر بیشۂ شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی پر ظاہر نکیا پہر یہ صلاح ٹہری
کہ حیلے سے سیاوش کو یہان بلاکے گرفتار کیجیے قید و بند مین ذلیل و خوار کیجیے نامہ طلب پہر اوسی
بد باطن کے ہاتہ بہیجا سیاوش نے اوسکی خاطر داری اور سفر کی تیاری جلد کی یہ مفتری تعمیل حکم مین مقدمہ
برعکس سمجھا کہ اگر یہ فوراً پہونچ جائیگا میرا کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی توقیر بڑہائیگا تنہا سیاوش کو لیجاکر افسردہ
خاطر ہوکے کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہون جلد جانا مناسب نہین اگر دانا ہو سمجہ جاوگے نہین تو
پچہتاوگے سیاوش اسکا سبب پوچہنے لگا اوسنے تجاہل کر کے ٹالا یہانتک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا
ایسا جال پہیلایا بعد از عہد و پیمان بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و حشم کا رشک ہے غم ہے تجہسے
آشفتہ خاطر ہے طبیعت برہم ہے چاہتا ہے کہ تجہے بلاکے ناستم کرے گلا تیرا تہ تیغ دو دم کرے
سیاوش نے جواب دیا کہ وہ مجہسے محبت و الفت رکہتا ہے دنیا مین داماد کا جلانا نہین سنا یہ حرکت
اوس سے نہوگی گرسیوز کہنے لگا کہ داماد کی حقیقت بہائی سے زیادہ سننے مین نہین آئی جو حقیقی بہائی کو
حلال کرے اوس حرامزادے کی محبت کا کون خیال کرے اور جو چلنا ہی منظور ہے تو ابہی باز رہ لکہہ کہ فرنگیس کی
طبیعت علیل ہے میرے آنیکی کونسی سبیل ہے بعد صحت حاضر خدمت ہونگا سیاوش راست باز نشیب و
فراز کچہ نسوچا نامہ لکہکے حوالے کیا پہر تو اوسکی بن آئی افراسیاب کو خوب بگاڑا آگ لگائی اوسی دم لشکر جرار جمع
کرکے افراسیاب نے کوچ کیا رنج سفر اختیار کیا گرسیوز کو لشکر کا سالار کیا جسدم آنیکا حال سیاوش نے سنا
فرنگیس سے کہا گرسیوز سچا تہا فردوسی

فرنگیس بگرفت گیسو بدست	گل ارغوان را بفندق بخست
همیکند موی و همی ریخت آب	ز گفتار و کردار افراسیاب

فرنگیس نے مشورہ دیا کہ تو ایران کو چلا جا مین مجبور
ہون یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار ہو سکونگی بہر کیف شام و سحر اسی جا بسر کرونگی پانچ چہ مہینے کا حمل ہے تا
گہوڑے کی سواری اور بہاگنے مین سراسر خلل تہا سیاوش نے ہزار سوار ایرانی جانفشانی کرنیوالے
ساتہ لیکے چلا دم رخصت فرنگیس سے کہا اگر پروردگار تجہے فرزند عطا کرے تو کیخسرو نام رکہنا ہماری یاد

علے الدوام رکھتا افراسیاب اسکے فرار سے آگاہ ہوکے یلغار آیا تقدیر نے مقابلہ کروایا ہزار سوار کی حقیقت لاکھون کے روبرو کیا ہوتی ہے ایک کی دوسرے سے دوا ہوتی ہے سبکے سب جان سے سیر ہوے تہ تیغ ہوے سیاوش کا گھوڑا بھی ہوا وہ پیادہ ہوا مرگ کا آمادہ ہوا افراسیاب نے فوج سے کہا اس شیر کو حلقے مین گھیر لو پاس نہ آنے دو وہ تدبیر کرو دور سے باران تیر کر ڈالا درو نکو اسکی تنہائی کا ملال ہوا قتل سے انکار کیا مگر زندہ گرفتار کیا فرنگیس نے دامن و گریبان چاک کیا سر زرد آغشتہ بخون و خاک کیا اور افراسیاب کے روبرو آئی منت کے کلمے زبان پر لائی فردوسی

مکن بیگنه بر تن او ستم زکین سیاوش شود خشک آب	که گیتی و دوران کند باد و دم کند خلق نفرین بر افراسیاب	کنون بندهٔ گاه کاوس شاه دل شاه توران و بر سر نخست	چه دستان و چون رستم کینه خواه همین خیره چشم خود در آید رخت

فرنگیس کی امید منقطع ہوئی ناچار با دل زخمدار با امید نظارہ واپسین سیاوش کے قرین آئی فردوسی

بجانا که ره سیاوش بدید خدا مشکلت سازد آسان کناد	فتد رخ را بکند و فغان برکشید دل بگذلت هراسان کناد	بگفتا ندید این کجا با امید	که از غم بلرزاندم همچو بید

دوسرا روز غم اندوہ نہ ہوا افراسیاب نے گردنام ایک پہلوان تھا اوس سے کہا کہ سیاوش کو سر میدان کشان کشان لا وہ لے چلا فردوسی

سیاوش بنالید بر کردگار که خواهد ازین تیغ تنان کین من	که ای برتر از جای و از روزگار کند تازه در کشور آیین من	یکی شاخ پیدا کن از تخم من	چو خورشید تابنده بر انجمن

غرضکہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش کا سر کاٹ کے سر نیزے پر چڑھایا اور وہ طشت پر خون افراسیاب کے روبرو لایا فردوسی

یکی طشت بنهاد زیر برش	جدا کرد از آن سرو سیمین سرش

اوس سفاک بیباک نے سر لٹکایا خون اس سرزمین پیا ڈیا لکھا ہے کہ جب سے زمین خون بیگناہ سے رنگین ہوا تو خالق لیل و نہار نے بطرق یادگار ایک گھانس کو اوس مقام سے پیدا کیا خون سیاوشان اوسکا نام ہے کہ فائدہ اوسکا زبان زد خاص و عام ہے

گیارا کنون تخم من نشان	که خوانی همی خون اسیاوشان	بسے خلق را فائدہ ہست زو	که هست جینش از خون آن نامرد

فرنگیس با جان سوختہ و دل داغدار اوسکے مزار پر گئی نالہ و آہ کیا کی حال بہت تباہ کی افراسیاب کو اس حال کی جب خبر ہوئی کرسیوز سے کہا اوسکو قید کرکے ایسا مارو کہ تکلیف درد کہ اوس کے پیٹ مین

اوسکا پیٹ گرجائے استقاط حمل ہو گو زیست مین خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے
پیران ویسہ اس قصے سے ناگاہ آگاہ ہوا افراسیاب کے حضور مین آیا یہ کلمے زبان پر لایا فردوسی

همانا نجوید فرنگیس تخت	نه اورنگ شاهی نه تاج و نه تخت	اگر شاه روشن کند جان من	فرستد مرا اندر ایوان من

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نپائے اور جس وقت لڑکا ہو تو میرے روبرو آئے پیران ویسہ نے سب کچھ قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے گھر مین لے آیا اوسنے بیٹے کو منع کیا تشفی کر کے نشیب و فراز سمجھایا القصہ جب مدت حمل پوری ہوئی درد زہ ہو کے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش کیخسرو رکھا اور دودھ پلانیکو دایہ مقرر کر کے گلہ بان جو معتمد علیہ تھا لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور یہ تاکید کی کہ صحرا مین اوسکو دو و دام سے بچا کے آرام سے پرورش مین مصروف رہنا اور اس حال کی کسیکو خبر نہونے پائے یہ راز زبان پر ہرگز نہ آئے وہان اوسی شبکو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص شمع روشن ہاتھ مین لئے اوسکے پیچھے سیاوش تلوار کھینچے آیا ہے چاہتا ہے کہ میرا چراغ ہستی گل کرے مملکت مین اندھیرا بالکل کرے اور کہا ف

ازین خواب نوشین سر آزاد کن	ز فرجام گیتی یکے یاد کن	که روز نو آئین و جشن نوست	شب تار و دین شاه کیخسروست

افراسیاب بعد اضطراب چونک پڑا پیران کو بلا کے پوچھا فرنگیس کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اوسنے کہا درست ہے کہا میرے روبرو لا مین دیکھونگا پیران ویسہ نے جواب دیا کہ فوراً اوس لڑکے کو مین نے جنگل مین پھنکوایا باوجود وعدہ سامنے نہ لایا اسمین یہ مصلحت تھی کہ تجھے آفت عظیم سے بچایا قتل یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ عداوت بدخواہ سے قتل کر چکا ہے دامن لہو سے بھر چکا ہے اب جو یتیم کا خون بر فرش خاک گرتا آسمان پر عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آتی آفت و بلا سے ساکنان شہر کو بچاتی لکھا ہے کہ جس روز سے ہنگامہ قتل سیاوش ہوا تھا افراسیاب ہر شب خواب پریشان ہولناک دیکھتا تھا روتا تھا چین سے نسوتا تھا اور کرسیوز کا فتور کھل گیا تھا کوفت سے ہر دم کے افراسیاب کا بدن گھل گیا تھا یہ سنکے چپ ہو رہا کچھ نکہا جب کیخسرو اوس صحرا مین دس برس کا ہوا پیران نے معلم و ادیب یکتا ے روزگار تیر انداز شہسوار کشتی گیر جو علم و ہنر شاہ و شہریار و نکے ہوتے

ہین شاہزادے جس پرورش سے پرورش پاتے ہین جتنی چیزین اونکو سکھاتے ہین سب کچھ اوسکو اوسی دشت مین سکھایا جیسدم اوسنے سب مدارج سے جیٹی پائی پیران ویسہ کو خسرو کی ہمت و جرات جودت طبیعت کی خبر آئی تو ایک روز بر سبیل تذکرہ افراسیاب سے کہنے لگا کہ فرنگیس کا بیٹا جنگل مین پیدا پرورش ہوا تھا اوسکو جنون ہوگیا دن رات دیوانون کیطرح واہی تباہی بکتا ہے کوئی کام اوس ناکام سے ہو نہین سکتا ہے افراسیاب نے کہا میرے سامنے اوسکو لاؤ کسی سے بلوا اوپیران دیے خسرو کو سکھا کے لے گیا کہ افراسیاب تجھسے اگر گفتگو کرے یا کچھ حال پوچھے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ ہاسے ہو کرنا القصہ جب خسرو افراسیاب کے روبرو آیا ندامت سے اوسنے سر جھکایا دم تقریر کہنے لگا خسرو نے عجب باتین کہین اگر صبح کا حال پوچھا تو مذکور شام کیا ہر طرحسے اپنا کام کیا افراسیاب کی خاطر جمع ہوئی انتقام خون پدر کا کھٹکا مٹا کہ یہ مجنون ہے حال اسکا زبون ہے یہ نسمجھا کہ خرابی انجام کا ہے دیوانہ بکار خود ہشیار ہے حکم کیا کہ یہ لڑکا فرنگیس سے جاے کرو کچھ کھانے کو مقرر کردو کہ دونون گذر کرین سمد قبر سیاوش زندگی بسر کرین غرضکہ وہ جو عمارت عالیشان تحفہ مکان سیاوش نے بنوائے تھے اب ویران سب پڑے تھے یہ وہان گوشہ نشین ہوئے دونون عزلت گزین ہوے آگاہ ہونا پدر رستم کا **قتل فرزند جوان سے پیر نالہ پہونچانا زمین سے آسمان پر رستم کی طلب سوداوہ کا مارنا افراسیاب سے لڑائی** جسدم یہ خبر وحشت اثر جانگزا قتل سیاوش کی ایران مین کاوس کو پہونچی کہ بیٹا اس قلت غمخواری سے مارا گیا بیگناہ کا سر ناحق اوتارا گیا الفت پدری نے سینے مین جوش کھایا لخت جگر خون نابہ دل کی راہ ہوکر چشم تر کی راہ سے نکل آیا لشکر نصرت اثر کو جمع کرکے رستم نامور کو بلایا حال سنایا تہمتن نے شدت سے گریہ و زاری فریاد و بیقراری کی پھر کہا یہ سب فساد سوداوہ بدبخت کی بدولت ہوا جو اوسپر تہمت بیجا رکھتی تو وہ کاہے کو افراسیاب کے پاس جاتا یہ روز سیاہ پیش آتا کاوس نے کہا سچ ہے رستم نے کہا ایسی مکار خونخوار عورت سے گرفتار رہنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک بہت برا ہے باعث فتنہ موجب فتور ہے **فردوسی**

کسے کو بود مہتر انجمن | کفن بہتر اورا ز فرمان زن | اگر نیک بودی زن و رای زن | زنان را ازین نام بودی نہ زن

بیٹ گئے مجلس ترئے سلطانی مین جاکر سوداوہ کا سر تن سے جدا کیا اور بے تامل بالشکر گران متوجہ سرحد
ایران ہوا قتل سوداوہ سے مرگ سیاوش مشتہر ہوئی گھر گھر خبر ہوئی پہلوان نامدار سپہسالار تیغ زن خنجر
گذار سیاوش کے ماتم دار ہوئے سب نے لباس سیاہ کیا عزم انتقام خون بے گناہ کیا بادل
خار خار آمادہ جنگ مستعد پیکار ہوئے اثنائے راہ مین حاکم سنجاب نے مقابلہ کیا ایک ضرب مین
دو ہوا یہ خبر افراسیاب کو پہونچی سرخہ نام ایک پہلوان زبردست فتاہ زور سے بدمست تھا تیس
ہزار سوار آمادہ پیکار اوسکے ہمراہ کرکے رستم سے لڑنے کو بھیجا جسدم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میدان مین
آیا روے سیاہ پرے سے نکلکے دکھایا اور مبارز طلب ہوا فرامرز رستم کا بیٹا تھا اوسنے آسکے
کمند مین لپیٹا سر میدان یہ ہنر دکھایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کرکے رستم کے روبرو لایا پیلتن
نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو ذبح کرکے کاوس کے پاس بھیجدو کہ کچھ اوسکو تسکین ہو اسواسطے
کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نجانتا تھا غرضکہ طوس نے طشت منگا کر سرخہ کو ذبح کیا وہ
طشت پر خون اور سر اوس بخت واژون کا کیکاوس کے حضور مین روانہ کیا اس حادثے سے افراسیاب
کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر مین سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا ضبط کی عنان ہاتھ سے چھوٹ گئی کہا اب نوبت
ہماری ہے مرنے کی تیاری ہے اور اطراف وجوانب سے فوج بحساب جمع کرکے رستم کے
مقابلے کو آیا جسدم سامنا ہوا اور طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک پیک نظر جاتا تھا
سوار دکھائی نظر آتا تھا ف

نہان گشت خورشید گیتی فروز ‖ تو گفتی شب آمد پدیدا نہ روز
شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ ‖ ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پیلسم پیران ویسہ کا چھوٹا بھائی تھا بڑا زبردست جوان ہیر دمان اوسنے کہا
آج رستم سے مین مقابلہ کرونگا افراسیاب نے کہا جو تو اوسے مارے گا تو نصف توران اور اپنی
بیٹی نوجوان تجھے دونگا حاکم کرونگا اور گھوڑا خاصہ مع سلاح جنگ اوس نہنگ بحر شجاعت کو دیکے
رخصت کیا بڑے کروفر سے پیلسم سر میدان آیا فردوسی

با ایرانیان گفت رستم کجاست ‖ کہ گویند کو روز جنگ اژدہاست
چو بشنید گیو این سخن بردمید ‖ بزد دست تیغ از میان برکشید

پیلسم نے بھی تمام تلوار خالی دیکے نیزہ گیو کی کمر
مین لگا کر چاہا کہ خانۂ زین سے اوٹھا لون فرامرز نے بجلدی تمام سر تلوار علم کر نیزہ قلم کیا پیلسم نے جھنجھلا کے

تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس چابکی سے لڑنے لگا کہ آنکھہ خیرہ ہوئی جاتی تھی اور فرامرز دو لونگ کو حاجز
کیا رستم نے یہ حال دیکھکے رخش کو جولان کیا عزم میدان کیا اور برابر کے گیو اور فرامرز کو جدا کیا
خود مقابلہ کیا پیلسم نے اوسی گرم جوشی مین تلوار رستم کے سر پر لگائی جھنا کے کی آواز آئی تلوار ٹوٹ گئی ہاتھ سے
چھوٹ گئی مگر رستم سے پہلوان کا متغیر پریشان ہوگیا

یکے نیزہ زد در کمر بند او
ز زین برگرفتش بکردار گرد
چنین گفت رستم بافراسیاب
کہ این پہلوانیست با جاہ و آب
با میدہ و ختر ملان را بجنگ
فرستادہ خواہی تو با نام و ننگ
بخشم اندر آمد شہ نامدار
عنان ایچ پیچید در کارزار
ہمی گفت با قلب ایران سپاہ
بہ بیند ازینش خوار در قلبگاہ
کنون ختر و گنج و مال و سپاہ
بدو دہ کہ زیبد باو تاج و گاہ
بجای سیاوش چہ کردی وفا
کہ دیگر کسان را نمائی صفا

ایسے تکلے سخت اوس صاحب افسر و تخت کو سنا کر پیلسم کو قلبگاہ مین پھینک کے اپنے لشکر کیطرف پھرا
کسیکو اتنی جرات نہوئی کہ رستم سے آنکھہ ملائے جسطرف بڑھتا تھا کوئی منہ پر نہ چڑھتا تھا پہلوانونکا
دل ٹوٹ گیا سپاہ کے باندھنے سے جی چھوٹ گیا جب سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارہ کیا
وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نکیا مجبور افراسیاب نے پیچ و تاب کھا کر بڑھا یار ستم
ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا آواز بلند سنایا کہ آج سر میدان سیاوش کے خون کا بدلا لیتا ہون
فاش رنگ تجکو دیتا ہون افراسیاب نیزہ پکڑ کے دو بدو ہوا چند طعنونکے بعد نیزہ تان کے تہمتن کے
سینے پر لگایا جوشن پر اثر نکیا رستم نے خشمناک ہو کے نیزے سے جواب دیا وہ تو بچ گیا گھوڑا زخمی ہوا ف

نگاور ز بر دراندر آمد بسر
بیفتاد از و شاہ پرخاش گر

جہان پہلوان نے چاہا کہ سر میدان بر نوک
سنان لے سے سر بلند کردن کہ ہومان پہلوان نے دوڑ کر گرز رخش کے سر پر مارا رستم تو نکرا مگر ضرب کے
صدمے سے گھوڑے نے سر جھاڑا اتنی فرصت افراسیاب نے جو پائی دوسرے گھوڑے پر بیٹھکے باگ
موڑ کے بھاگا تہمتن ہومان پر حملہ آور ہوا اوسکا بھی حال خوف سے بنوع دگر ہوا بھاگا رستم نے
تعاقب کیا سران تورج نے جو برگشتہ اقبال دیکھا کچھ سمت نہ رہی آئی ست ہمچشم کی پیٹھ دکھائی ف

فرسنگ چون اژدہا جان
مگر زیند دنبال تورانیان

افراسیاب نے سواروں سے کہا جلد جا کے
کیخسرو اور فرنگیس کو میرے پاس لاؤ اگر رستم کے ہاتھ کیخسرو آ گیا تو قصہ بڑھ جائیگا

پیران سے کہا وہ دریاے چین کے پار ہے جہاں بشر کا گذر ہے کیسے جیب ہو یہ کچھ کہا جہان پہلوان
شاداں بافتح وظفر افراسیاب کے تخت پر بیٹھا توران تحت حکومت ہوا فردوسی

تہمتن نشست از بر تخت او	نہ بگ اندر آمد سر تخت او	ز ایوان ہمہ گنج او بار جست	بگفتند با او یکایک درست

سات برس بڑے لطف کے ساتھ توران کی سلطنت کی افراسیاب کی تلاش میں فوج بہت بھیجی پھر
وہاں کی حکومت فرامرز کو سونپ آپ سب مال و گنج بیرنج ہمراہ لیکے کیکاؤس کی خدمت میں آیا داستان
گذشتہ مفصل بزبان لایا گیو کو بطلب کیخسرو فرنگیس دریاے چین کیطرف بھیجا جب گیو رخصت ہوگیا تو
گودرز نے خواب میں خسرو کو دیکھا اوسکے جزیرے کا نام اپنے رہنیکا مقام سب بتا دیا گودرز نے
کچھ لوگ وہ نام اور مقام بتا کے گیو کے پیچھے دوڑائے کہا جہاں وہ ملیں رہیں تم کمال رفاقت میں رہنا
ڈھونڈھنا گیو کا کیخسرو کو پھر پانا لب چشمہ اوسکا اور تسخیر کر لیکے چلنا پیران ویسہ
کی لڑائی اور گرفتاری القصہ گیو منزل و مقام باول پر آلام طے کرتا جاتا تھا جس پر کوئی پتا کیخسرو
کا نہ بتاتا تھا پھرتے پھرتے گیو تنگ ہوا چاہا کہ پھر چلوں غیرت مانع ہوئی جرأت نے رخصت نہ دی دل
سے کہا اگر بے نیل مرام پھر جاؤ گے رستم کو منہ کیا دکھاؤ گے ایک روز بہر حال طالع بیدار اور مدد بخت
کامگار سے کچھ آدمی اوس دشت میں دو چار ہوئے گیو نے پوچھا کہ اس صحراے ہولناک جنگل پر خطر
میں تم کہاں جاتے ہو کدھر سے آتے ہو اونہوں نے جواب دیا کہ ہم پیران ویسہ کے نوکر ہیں کیخسرو کے
پاس بھیجا ہے سنتے ہی دل میں شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا پتا سب پوچھ لیا اپنا حال ظاہر کیا پر انکو
اون لوگوں نے گیو کو دیو سمجھ خوف کھایا اور ایسا ہراس آیا کہ بھاگ گئے صبح کو گیو نے کسیکو نہ پایا
پوچھتے ہوئے پتے پر قدم بڑھایا اوسکی نظر لطف رب تھی دوسرے کی پروا کب تھی چلا گئی دن کے
بعد ایک چشمہ سرد و شیریں رواں نظر آیا اور ایک جوان بصد فر و شان کیان لیٹا ہوا پایا جام مے
لالہ فام در دست نشاہ شباب سے مست گیو نے دل میں کہا الحمد کہ منزل مقصد کو پہنچا لب چشمہ
جو یہ سرو رواں ہے بیشک کیخسرو ذیشان ہے قریب آیا دست ادب باندھ کے شرط بندگی بجا لایا
عرض کی کہ اے جوان دولتمند صاحب صولت و شوکت بادہ نوش فرزند سیاوش تم ہی ہو جہاں

نگاه اول کیخسرو نے پہچانا فوراً فرمایا تو گودرز کا بیٹا گیو ہے اسکو تعجب ہوا قدم
کے سلطان کے دیے زمین اپکو کیونکر یقین ہوا کہ مین گیو ہون خسرو نے کہا میری مان نے نگارخانہ سیاوش
مین سب پہلوانونکی تصویرین دکھا کے نام بتائے تھے میرے باپ نے بڑی مشقت سے سبکے
نقشے کھنچوائے تھے لیکن تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے عرض کی حضور کے چہرے سے دبدبہ
شوکت سلطانی ظاہر ہے فر کیانی عیان ہے مگر امیدوار ہون کہ دست راست کا بازو دیکھون فردوسی

برہنہ تن خویشتن خسرو شاه | نگہ کرد گیو آن نشان سیاه
کہ میراث بود از گہ کیقباد | درستی بدان بد کیان انزاد

گیو نے زمین پر سر جھکایا شکر کا سجدہ بجا لایا اپنے گھوڑے پر سوار کر کے فرنگیس کے پاس آیا
اوسنے کہا یہان وقفہ مناسب نہین اور جو سواری کی فکر ہے تو قریب مرغزار ہے تھوڑا سا چلنا ہے وہان
افراسیاب کا گلہ ہے اوسمین بہزاد ایک گھوڑا شبرنگ کا نام ہے اوسپر نہ زین ہے نہ لگام ہے تند رفتار تیز گام ہے
افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا ہے بڑا اوڑنے والا ہے اوسے لا گیو وہان گیا
بہزاد بلکہ اوسکے ساتھ اور ایک گھوڑا فرنگیس کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ و غم وہانسے
گرم و تیز باد تند سے تیز سمت ایران بادل فرحان ہوئے اور وہ لوگ جو کیخسرو کے واسطے کچھ لیکے
آئے تھے سر پیٹتے خالی پھرے پیران کو خبر ہو پہنچائی کہ غضب ہوا گیو فرنگیس اور کیخسرو کو لے گیا

بجوشید پیران غمین گشت سخت | بلرزید برسان برگ درخت

اوسیوقت کلباد کے ہمراہ تین سے سوار جرار
برزم خواه روانہ کیے کہ گیو زندہ جانے اور پیچھا نہ پانے یہ برق و باد سے تند و تیز تعاقب کرتے جا پہنچا
یہان کسل راه سے کیخسرو والاجاه اور گیو سو گئے تھے آہٹ سے گیو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ حریف
آپہونچے مسلح ہو کے بہزاد پر سوار ہوا فوج سے دوچار ہوا رجز پڑھا دکیا خدا کو یاد کیا فردوسی

میان سواران برآمد چو گرد | ز بر جانش او خاک شد لاجورد
زمانے بہ تیغ و زمانے بہ گرز | ہمی ریخت آہن ز بالای برز

مثل شیر گرسنہ جسطرف حملہ کرکے جاتا تھا پرے کا پرا اون بزدلون کا ترا تا تھا القصہ دوچار حملے کی
بھی تاب نہ لائے ایک جرار سے تین سے سوار بھاگ گئے اونکو بھگا کے کیخسرو کو جگایا کشتون کا انبار دکھایا
حقیقت حال گذشتہ زبان پر لایا یہ تو بادل شاد روانہ ہوئے وہ ماتم و فریاد کرتے پیران ویسہ کے پاس

جب جواب نے کہا وہ دیبا پیراوسنے نفرین کی کہا ایک سوار نے تم سبکو بھگایا تو سخت بغیرت تھا کہ زندہ میرے پاس پھر آیا وہ گیو کی تعریف کرنے لگا کہ رستم وسام سے وہ کام نہو جو اوسنے کیا پیران نے کچھ نہ مانا خود عازم ہوا ایسا ن فرنگیس سفر دراز کی متحمل نتھی منزل بمنزل راہ طے کرتی تھی پیران غیظ مین سو سو کوس بلغار کرتا آتا تھا ٹھہرنیکی تاب نہ لاتا تھا قضائے کار جس روز وہ آپہونچا خسرو بھی اور گیو سوتا تھا فرنگیس کی آنکھ جو کھلی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا اوسنے دونون کو نیند سے جگایا کہا دشمن قریب آیا کیخسرو نے کہا ابکی بار مین لڑونگا انکو پست پاکرونگا گیو نے عرض کیا کہ تو سلطان باعز و وقار ہے اقبال تیرا مدد کو کافی ہے لڑنیکو یہ جان نثار تیار رہے فردوسی

جہاندار بہروز و یار من ست | سر اختر اندر کنار من ست

یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تو نے تنہا میری فوج کو بھگایا خبردار اب مین آیا دیکھ کیا بلا تیرے سر پر لاتا ہون جو دن تمام عمر نہ دیکھا ہوگا وہ دن دکھاتا ہون

اگر کوہ آہن بود یک سوار | برآیند چون مور گردش ہزار
کنند آن تنہ در برش چاک چاک | بخواری و زاری کشندش بخاک

گیو نے جواب دیا ہزار بکریون کو ایک شیر کفایت کرتا ہے بہادرونکی کون حمایت کرتا ہے اتنا کیون گھبراتا ہے جو اون لوگون نے دیکھا وہی تیرے سامنے آتا ہے فردوسی

اگر زندہ ماند کس زین سپاہ | زمن نام مردی بگیتی مخواہ

ایک حملہ مین یہ غول تو فرار ہوگا تو زندہ میرے ہاتھ گرفتار ہوگا اور ابھی ترا افراسیاب سے خون سیاوش کا انتقام لینا ہے مملکت توران کو تاراج کردینا ہے فردوسی

کنم مملکت ابچو دریای آب | نہ توران بماند نہ افراسیاب

اور اس کلمے کے سننے سے پیران ویسہ کو للکارا کہ

چو پیران ز گیو این سخنہا شنید | دلش گشت پر بیم و دم در کشید
بلرزید بر سان چو پر زندہ بید | ہم از جان شیرین شد نا امید

اور اسطرح کا خوف و ہراس دل مین آیا کہ گھبرا کے گیو سے کہا جا بخشے اور کیخسرو سے ہاتھ اوٹھا یا گیو نے جواب دیا کہ اب مین منہ نہ موڑونگا تجھے زندہ نچھوڑونگا پیران ناچار ہوا جان بچانے کو فرار ہوا فردوسی

گریزان چو شد پہلوان بلند | زفتراک بکشاد پیچان کمند

کمند کے حلقے گیو کے ہاتھ سے جو کھلے پیران ویسہ کی حلق اور گردن مین بند ہوئے باعث صد گزند ہوئے فوج نے حملہ کیا چاہا کہ پیران ہو کمند گردن سے جدا ہو یکبار سب نے نیزے اور تیر لگائے گیو کے جوشن پر کارگر نہ آئے کشتان

کشان اوس نیجان کو خسرو کے روبرو لایا مگر پیران جیسا تن بند تھا
حملہ کیا کوئی مقابلے کی تاب نلایا جیسے بھیڑین بھیڑ یے سے بھاگتی ہین آ ل کیا پھر وہان سے
گیو نامور مع الخیر بافتح و ظفر کیخسرو کے روبرو حاضر ہوا کہا ابتک اسکو زندہ کیون رکھا فرنگیس نا ترک
برزبان لائی پیران کی حمایت کی شفاعت کی خسرو کے پالنے نے جان بچالی گیو نے کہا مین نے قسم
کھائی ہے کہ اس مشرک کے خون سے مین لالہ گون کرونگا اس حرامزادے کو حلال کرکے تیغ خون کا
اسکے لہو سے لال کرکے کاوس کو دکھاؤنگا زاغ و زغن کو بوٹیان اسکی کھلاؤنگا کیخسرو نے فرمایا اسکے
کان چھید کے خاک کو رنگ دے تیرا کام ہو جائیگا اسکی جان بچ جائیگی میرا نام ہو جائے گا القصہ
حسب ارشاد کیخسرو اس آزادے کو عمل مین لایا کان چھید کے چھوڑ دیا وہ دریدہ گوش باختہ ہوش افراسیاب
کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طیش کھاکے فرمان گرفتاری جابجا تحریر فرمائے اور جیحون
سے گذربانونکو تاکید اکید تحریر کی کہ کشتی اونکے ہاتھ نہ آئے تا مانع عبور سد راہ دریا کی طغیانی ہو یا نہ زورق
حیات تلاطم امواج بیحد ارین طوفانی ہو پھر آپ یلغار فوج ساتھ لیکے روانہ ہوا یہان کیخسرو با اقبال روز
افزون کنارہ جیحون آپہونچا ملاحون نے خوف افراسیاب سے نا فرمانی بہت گفتگو رہی اوسوقت گیو نے
کہا کا وہ فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی خرم و شاد دے گیا آپکو بھی اونکی پیروی درکار ہے
جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا ابھی پار ہے یہ کلمے سنکے خسرو نے دریا مین گھوڑا ڈالا فرنگیس اور گیو
دونون ہمراہ ہوئے بچشم زدن حافظ حقیقی نے صحیح و سالم اوس بحر زخار سے پار نکالا گذربان ششدر و
حیران تھے کہ یہ جن تھے یا انسان تھے لیسے بجہ و گرداب تلاطم آب سے کس طرح پار پہونچے قضارا
افراسیاب بھی اوسی وقت وارد ہوا کیخسرو کو دریا کے پار پایا خجالت سے ہمہ تن آب ہوا کلیجا جلکر
کباب ہوا نا دم خفیف توران کو پھرا گیو کیخسرو کو لیکے ایران مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا کاوس کو
خبر ہوئی سران سپاہ امیر وزیر ترقیخواہ استقبال کو آئے شہر آراستہ ہوا ہاتھون ہاتھ کاوس کے روبرو
لائے جسدم کیخسرو نظر آیا کاوس کا دل بھر آیا تخت سے اوٹھا گلے سے لگایا دیر تک پیار کیا
بدرہ جواہر نثار کیا دوسرا تخت برابر بچھوا کے خسرو کو بٹھایا دست دعا بدرگاہ جل و علا اوٹھایا

بدخواہان نے کہا وہ دیبا اوسنے بیزن ذولت ہوا خواہان سلطنت تھے حلقۂ اطاعت کیخسرو مین دست میرے پاس آیا وہ

بگستند گردان ایران کمر
جز از طوس نوذر کہ پیچید سر

دوسرے روز گودرز نے کچھ نمانا خود دعا اپنے گھر مین آراستہ کرکے تمام نامدارونکو سپہ سالارونکو طلب کیا نذر دلوائی مگر طوس آیا ہنوز سوکہ نوذر کا بیٹا تھا وہ اوسکا شریک ہوا اس صحبت سے مُنہ چھپایا گودرز اوسکے مکانپر گیا باہم دیگر گفتگو ہوئی

بدو گفت طوس ای شہ بخت
چہ گوئی تنہائی بہ تخت

نہ خسرو نژادی نہ والا سری
پدر اصفہان بود آہنگری

آجتک ایسا مقدمہ کہین ہوا ہے بیٹے کے جیتے پوتے محجوب الارث کو تخت کسی نے دیا ہے کاوس نے جواب دیا کہ میرے روبرو دونون یکسان ہین مین اسکا فیصلہ کر دونگا تم باہم نزاع لفظی دور کرو غرض دونونکو اپنے سامنے بلاکے کہا کہ بہمن دژ دیو کا مکان ہے وہی جائے امتحان ہے جو اوسکو فتح کرے وہی سلطنت لے اس بات سے طوس اور فریبرز دونون راضی ہوئے پیش قدمی کی کاوس نے فوج ہمراہ کرکے رخصت کیا سردار لشکر طوس ہوا جسدم راہ طے کرکے قلعے کے قریب پہونچے دشت کرۂ آہنگران نظر آیا جسطرف نگاہ گئی شعلۂ آتشین وہان نظر آیا تمام فوج کا زہرہ آب ہوا اگر جانور نے پر مارا فورًا کباب ہوا جنگل مین بجای خار انگارونکا انبار معلوم ہوتا تھا زمین سے آگ اوبلتی تھی آسمان شرر بار ہوتا تھا درخت لنڈ منڈ تھے برگ و بار کا ذکر کیا سوکھے ڈنڈ تھے بجز مرغ آتشخوار دوسرے جانور کا گذار نہتا سمندر کے سوا کسی کو اوس صحرا مین قرار نہتا چرند پرند یکسر جلے تھے سرطان فلک کے پر جلتے تھے کبھی جو وہ دشت پرغبار ہوتا تو سارا زمانہ دہوان دھار ہوتا چشمے دہانے کھولتے تھے حباب کے بدلے چھالے تھے ہرن تو کیا بگلے ہانپنے کالے تھے ایسی گرمی یا نکی نہ سنی تھی جو پہلی دیکھی بھنی تھی القصہ ایک ہفتہ اوس صحرا مین باول کباب یک بخور و خواب ہا آٹھوین دن کوچ ہوا مخالف ضعاسر فریبرز اور طوس فتح سے مایوس کاوس کے روبرو آئے اوسنے کیخسرو کو مع گیو و گودرز با سپاہ جرار آزمودہ کار روانہ کیا جسدم شاہزادہ با اقبال بفر و شوکت کمال راہی ہوا نصرت و ظفر زیر علم فیروزی پیکر جوان ہر ایک اژدر در برابر القصہ وہ صحرای آتشناک نظر آیا اوسی جا مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والاگہر اسمائی الٰہی جو خواب مین کسی بزرگ نے بتائے تھے

تو نے خسرو کی نافرمانی کی کچھ نہ خیال کیا فرود کو بے سبب خنجر بیداد سے حلال کیا پھر وہان سے
کوچ کیا اور لڑائیان ہوئین دو چار قلعے کی صفا سیاہ تباہ ہوئی اخر جسے مین افراسیاب نے تیس ہزار ترک
سے نژاد پہلوان کو بھیجا بیژن سکے ہاتھ سے وہ تو زخمی ہو کے بھاگا فوج کا پتا نکلا اور پیران ویسہ
بھی چالیس ہزار سوار شیر افگن خنجر گذار لیکے آپہونچا بسکہ ضرب دست گیو کی ہیبت اوسکے دل مین تھی دنکو
لڑنیکی تاب نلایا شبخون آیا خون کا دریا بہا بہت ایرانی قتل سے طوس بہت سے مایوس
فریبرز کے پاس پہونچا ادہر دربار کیخسرو کا فرمان آیا کہ طوس نے نافرمانی کی فرود کی خونفشانی کی اوسکو
پابزنجیر اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجو تم لڑائی مین سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کے پاس روانہ کیا
آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی پرے کے پرے جوانون سے نامی پہلوانون سے خالی
ہوگئے دشت یکسر کشتون سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے ادا ہو کے نام روشن
کر گیا گودرز کے ساتھ آٹھ نفر زندہ بچے ستر عزیز و اقربا قتل ہوئے اور ترکون سے نعش نامدار خونخوار
بے تن خاک و خون مین غلطان ہوا سارا جنگل لہولہان ہوا فریبرز ناچار ہوا وہان سے فرار ہوا گیخسرو کے
روبرو آیا اوسکو بصد اندوہ و الم صدمۂ ماتم پر پا اٹھا

ز خون او در زمین پدر		همی بود گریان و خسته جگر

کچھ دنونکے بعد رستم نے طوس کو شجاعت کی قید سے چھڑایا گودرز کے ساتھ پھر لڑنے کو بھیجا وہان
پیران ویسہ کو ایک ساحر ملگیا اوسنے کیا کہ فوج پر برف برسائی بیسے گرم بازاری آتش کا بازار اوس
تا مرد نے پہلوانون کو ٹھنڈا کیا فردوسی

بکشتند چندان از ایران سپاه		که دریای خون شد همه رزمگاه

آخر کار رہام گودرز نے اوس ساحر کو اسیر کرکے تہ تیغ کیا مگر لشکر وہان رہنے کی تاب لایا ہشتگر چلا اور
کوہ پر آیا پیران ویسہ نے مع کوہ لشکر محاصرہ کیا تھتن لشکر شکن مذکور برف و باران فوج کا حال پریشان
سنکے مدد کو آیا اور پیران ویسہ نے بھی افراسیاب سے کمک طلب کی تھی اوسنے کاموس اور شنگل
کہ دونون پہلوان خونخوار اژدر خنجر گذار بڑے نامدار تھے اونسے کہا کہ تم چین کی راہ سے
خاقان کو ہمراہ لیکے جلد جاؤ لڑائی فتح کرو اتفاقات زمانہ جس دم رستم کا دہان داخلہ ہوا خاقان
چین بھی پہلوانون کے ساتھ آپہونچا پیران ویسہ رستم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا فردوسی

بہ و گفت کاموس کای پرخرد	ولت یکسر اندیشہ بد برد	نورستم چہ رانی تو یکسر سخن	یکے کش زبیداد و راستی دین
تن رستم از آہن و روی نیست	بہ پیش سنان آب جو می نیست	من او را چہ یا بم بہنگام رزم	ہمہ رزم اندر اشمارم چو بزم
دل پہلوان زان سخن شاد شد	ز اندیشہ رستم آزاد شد	القصہ جسوقت ترک خنجر گذار یکہ سوار بعزم رزم تو آمادہ ہوا	

وسیار سمند سبز فام پر کنود ار ہوا دونون صفین آراستہ ہوئین فوج توران سے اشکبوس پہلوان سر میدان نکلے مبارز طلب ہوا رہام گرد ایرانیون سے نکلا اشکبوس نے گرز لگایا یہ سپر پناہ سر لایا مگر دسال کا عجب حال ہوا پر زرے تنکے اوڑگئی پھول بھی نظر نہ آیا مغز جو پریشان ہوا رہام معرکے سے گریزان ہوا اشکبوس نے عزم بازگشت کیا تھا کہ جہان پہلوان للکارا قضا کی صدا آئی کہ وہ مارا فردوسی

تہمتن بکینش خود تور دہ جنگ	از این کرد دیکھ بہ تیر خدنگ	بمالید چاچی کمان را بدست	بچرم گوزن اندر آورد شست
چو سوفار آمد بہنای گوش	ز چرم گوزنان بر آمد خروش	بزد بر سر و سینۂ اشکبوس	سپہر آن زمان دار او را بوس
چو بوسید پیکان سر انگشت او	گذر کرد از مہرۂ پشت او	قضا گفت گیر و قدر گفت دہ	فلک گفت احسن ملک گفت زہ
جہ شستن بران پیکان ہو اند	فلک جائے گلہا بر او افشاند	ہم اندر زمان پہلوان جان بداد	تو گفتی کہ ہرگز زمادر نزاد

لوگ اوسکی لاش بصد تلاش خاقان چین کے روبرو لائے دیکھا کہ تیر جوشن کہ توڑ کے تا پر غرق بخون سینے کے پار ہے زخم کی جگہ غار ہے تمام فوج کے دلمین اوس ضرب کے خوف سے ہراس چھایا کوئی مقابلے کو سپرنہ آیا لڑائی موقوف رہی صبح کی ٹھہری دوسرے دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہے کہ جرات کرے اشکبوس کا بدلہ رستم سے لے کاموس روبرو ہوا تہمتن بچشم زدن مثل صید لاغر باندھے کے زیست کا اوسکا قصہ پاک کیا تہ شمشیر لاکے زیر خاک کیا بیان رزم خاقان چین اور گرفتاری اوسکی بصد ذلت وخواری پھر پولا دوند کا آنا اور معرکے سے بھاگ جانا

کنون رزم خاقان چین آورم	روان زابر دانش یقین آورم	جب کاموس کشی مارا گیا ہیران ویسہ نے خاقان

سے کہا مصلحت یہ ہے کہ افراسیاب کے پاس مین جاؤن اوسکو یہان لاؤن خاقان نے جواب دیا ف

من اوراکہ کاموس شد ہلاک	بہم گندانند ورا در مغاک	اور چنگش ایک پہلوان خاقان کا تھا بارہا سر میدان

اوسکا امتحان ہو چکا تھا وہ نکلا مجمع مقابلہ عجیب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے نعرے سے ایسا

نوبت آیا کہ جیسے لڑے بھڑے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پیلتن نے بسرعت تمام اوسکے
گھوڑے کی دم پکڑکے جھٹکا دیا وہ پشت زین سے پرچھے زمین پر آیا وہیں ہم حلال کیا جسم اوسکا گھوڑے
کے سم سے پامال کیا پھر تو یہ حال ہوا سپاہ فوج درہم وبرہم رعب سے ہوگئی بہو پچال ہوا ہر چند
مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا اگر ہومان بیچکی صورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سہراب نے
وصیت آپنے بھلائی توارنیون کی جان پر ناحق بلا آئی رستم نے جواب دیا کہ سہراب سے زیادہ میرے
نزدیک سیاوش شاہزادہ تھا جو تم لوگ اوسکو بیگناہ قتل نکرتے تو میرے ہاتھ تمہارے لہو مین بھرتے
ہومان بولا وہ ترکیب بتائیے کہ جس سے ہماری تقصیر معاف ہو آپکی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو
تہمتن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلا لاؤ جو میرا کہنا عمل مین لائے تو تم لوگون کی جان بچ جائے
اوسنے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبور رہا دل بیچ پر اندیشہ وبیم بحال سقیم پیران ویسہ رستم کے
سامنے آیا دور سے پکارا کہ مین نے فرنگیس اور کیخسرو کی دلسے خدمتگزاری کی ہے اور آپکو معلوم
ہوگا کہ جب مین نے اونکی جان افراسیاب کے ہاتھ سے بچائی تو کیکاوس کو دیکھنا نصیب ہوا ایران جانیکی
نوبت آئی رستم نے کہا درست ہے مگر بانی ہنگامہ فساد خانہ برباد تو ہی ہے یہ گناہ تیری گمراہی ہے کہ ہزارہا
بندۂ خدا کی زورق حیات طوفانی ہوئی قتل عام کی نوبت آئی ہے پیران ویسہ نے کہا گذشتہ را صلوات
اب تیری اطاعت سے قدم باہر نرکھونگا جو کہے گا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل وخون ریزی سے
درگذر رستم نے کہا اگر افراسیاب گرد کو اور گرسیوز بانی فتور کو میرے حوالے کرے اور پیشکش مناسب
مال بہت سا زروبال دے تا اوسکو کیخسرو کے روبرو لیجاؤن نشیب فراز سمجھاؤن صلح پر راضی ہو
فراموش حال ماضی ہو اور تو جانتا ہے کہ مجکو صلح کی پروا نہین لڑنے سے ابھی جی بھرا نہین اس نظر سے
کہتا ہون کہ تونے کیخسرو کی یاری خدمتگزاری کی ہے چاہتا ہون کہ تیرے تن سے سر اوتارا نجائے
میرے ہاتھ سے تو مارا نجائے پیران نے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ بہت برہم ہوا پھر اپنے پہلوانون کو
وہ جنکے نامدار جوانونکو طلب کیا جس سے رستم کے مقابلے کا مذکور آیا اوسکے جسم مین رعشہ پڑا
سر جھکا یا لیکن شنگل نے کہا مین جاتا ہون پیلتن کا سر لاتا ہون خاقان تو شاد ہوا الا ایران نسبت سے

نامراد ہوا القصہ شنگل سرد جنگل نکلا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیزے کی نوک پر اوٹھا کر تمام فوجکو دکھا کر زمین پر ٹیک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر مین تفرقہ ڈالے روح اوسکے جسم سے نکالے چار طرف سے فوج گھر آئی اوسنے بھاگنے کی فرصت پائی رستم تو اونسے لڑنے لگا شنگل

بعد جو اس خاقان کے پاس پہونچا فردوسی

چنین گفت شنگل کہ این مرد کیست
کہ گیتی کس او را ہم آورد نیست
اگر زانکہ رخسار او بر زمین
بلرزند چون پست بر پشت کوہ
مرو رفت تا پیش خاقان چین
مگر رزم سازند حملہ گروہ

الغرض تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا تہمتن کا یہ رنگ تھا کہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے جو اٹکتے تھے فی النار ہوتے تھے اور تہمتن زبردست مثل شیر غران کف در دہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین کے برابر پہونچا اوسوقت اوسنے صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ سر پر تیرے تاج ادبار اور یہ تخت مجکو دے تو اپنی راہ لے اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہوکے سفید ہاتھی سواری کو منگایا جنگ کا سامان عزم میدان کیا پھر فوجکو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو کئی ہزار تیر ایکبار جو چھوڑا ملیتن کا جسم تو بچ گیا مگر رخش لوٹا وہ بل نامدار تیرونکی کثرت سے پیدل ہو گیا اور چلا ہاتھی کے قریب آکے کمند مین خاقان کی گردن بند کرکے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بر سر زمین خاقان چین آیا فردوسی

چو پیوست رستم سر آشند کمند
پیادہ ہمی راند تا کوہ شہد
بگرداند بر ناجو قارون کنی
سر شہریار اندر آمد بہ بند
بزیر آمد از تاج و طوق و بند
دگر ابنا خون جگر خون کنی
ببستند بازوی خاقان چین
بگرداند از شاہی فرو بے
نہ آنت چہر و شہ یافت کین
ز پیل اندر آمد دو رو بر زمین
دگر را بدیدار کا ہی ز بے
کہ ایران ترا داد جان آفرین

چین کی فوج با چین پر چین بھاگی جو کچھ مال اسباب لوٹ مین ہاتھ آیا فریبرز کے ہمراہ کیخسرو کی خدمت مین روانہ کیا خود با فتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر مین چلا پیران ویسہ جو بھاگا رستم سے پہلے پہونچا شکست کا حال خاقان کا آل پہلوان کا قتل ہونا دلاوران کا جان کھونا تفصیل وار بیان کیا افراسیاب یہ قصہ سنکے بیتاب ہوا اسکے تدبیر سوچی کہ پولادوند ایک بادشاہ پر شوکت جادو اوس سے مدد چاہی فوج اسکی بعزم جنگ رستم کیطرف روانہ کی تاکہ لموات کو آگاہی ہو دلی القصہ

مقابلہ ہوا اور پولاد میدان مین نکلا پکارا کہ جو زیست سے بیزار ہو موت کا طلبگار ہو میرے روبرو آکے مبادرونکی ضرب کا ذائقہ چکھ جائے یہ صدا سنکے گیو جنگجو دوبدو ہوا پولاد نے حلقہ کمند مین فوراً بند کیا رہام اور بیژن تاب نلائے مدد کو آئے دونون نے کمند مین پولاد کو پھنسایا اور چاہا کہ خانہ زین سے برزمین نگونسار کرین تلوار کا وار کرین ادہر سے انہون نے کمند کھینچی ادہر پولاد نے زور کیا کمند کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہمدم کمند ٹوٹی گردن اوسکی چھوٹی تہ سنبھلنے نپائے تھے کہ اوسنے بجالاکی ایک وار مین دونوکو زخمی کیا تمام جسم لہو سے گلنار ہوا گودرز یہ حال دیکھکے مضطرب وبیقرار رستم سے بدلے کا امیدوار ہوا جہان پہلوان نے رخش کو ٹھکرایا ہزبر خشمناک کیطرح پولاد کے سر پر آیا اور کمند رہائی پولاد نے گردن چرائی پھر گرز گرو شگاف تہمتن کے سر پر مارا کہ بھیجا ہلگیا دلاورونکا دل ہلگیا زخم جبکاری ہوا دریاے خون سر سے جاری ہوا فردوسی

تہمتن چنان شد کہ مغز سرش	ز دو گوش نامد برون چون ابر سرش

رستم نے ضرب کا جواب ندیا پولاد نے بجستی کھکر تیغ آبدار شمر پر مار لگائی جوشن سے باعث کارگر نہوئی تہمتن کے جسم کو خبر نہوئی اوسوقت پولادوند کو حیرت ہوئی دل سے کہا کہ میرے گرز کی ضرب پہاڑ کو سرمہ سا کرتی ہے اور تلوار سر و تن جدا کرتی ہے سخت عجب ہے کہ یہ جوان خانہ زین سے بزمین نہ آیا میری ضرب خاطر مین نہ لایا اب کشتی کے سوا چارا نہین ہے اسکے گذارا نہین رستم سے کشتی کا سوال کیا اوسنے قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا پولاد سے کہا افراسیاب کو بلاؤ مجھسے وعدہ کرے دوسرا تیری مدد کو نہ پہونچے پولاد نے اوسکو بلایا اتنے عرصے مین رستم کے ہوش حواس درست ہوے سینے مین دم سمایا افراسیاب سے عہد مستحکم ہوا کہ ہم دونون کو اختیار ہے تیسرا کا دخل بیکار ہے الغرض وہ نرہ شیر تادیر سرگرم گیرودار رہے پسینے کے نالے بہے آخرکار رستم نامدار نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کیا سبکو دکھا کے زمین پر ٹپکدیا پولاد نے ڈر کے مارے دم چرایا سانس سینے سے باہر نلایا تہمتن سمجھا یہ مرگیا دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخش کیطرف چلا پولاد میدان خالی دیکھکے بھاگا افتان وخیزان افراسیاب کے پاس گیا بدن چورچور رنگ غیرت سے دل خانہ زنبور کہنے لگا قضا تو آئی تھی مگر حکمت عملی سے جان بچائی اور بے رخصت واجازت

بہزار رسوسیاہی اپنے ملک راہی ہوا افراسیاب بھی نہ ٹھہر سکا با دل غمگین عازم چین ہوا خالی میدان
مین لاشون کا انبار تھا خون کی کثرت سے جو چشمہ بہتا اوس صحرا مین گلنار رہتا جہان پہلوان نے
بفتح و فیروزی افراسیاب کا ملک و زر مال پہلوانون پر تقسیم کیا اور تحائف گرانبہا اپنے ہمراہ لیکے
کیخسرو کی خدمت مین چلا گیو رہام بیژن تہمتن زخمی تھے یہ توران مین ہے رستم بصد جاہ و حشم ایران
مین داخل ہوا خسرو نے وہ سب مال و زر اسباب جو لوٹ مین ہاتہ آیا تھا تہمتن کو عنایت کیا اور اپنے
پاس سے خلعت گران بہا زر و جواہر بہت سا دیا لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوسکو اوٹھا لیجانا
دریا مین پھینک دینا ایک روز بہجت افروز کیخسرو نے جشن پادشاہانہ جلسہ ملوکانہ کیا اور بزم طرب
آراستہ کرکے عیش و نشاط مین مشغول ہوا سب امیران سپاہ دلیران خیرخواہ خنجرگذاران دشت نبرد فرد فرد اپنے اپنے
قرینے سے حاضر تھے مطربان خوش صدا مہوشان جادو ادا رقص و سرود مین سرگرم تھے نائے و نوش کا
ہنگامہ تا فلک جاتا تھا ہر طرف پرستان کا عالم نظر آتا تھا کہ ایک گلہ خاص کا نگہبان بحال پریشان فریادکنان
حاضر ہوا عرض کی کہ ایک گورخر پیدا ہوا ہے بہت سے گھوڑے اوسنے درگور کیے ہلاک کیے
زیر خاک کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گور کی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہین ہوتی یہ امر عقل
کے خلاف ہے اسمین پیچ صاف ہے اوس صحبت مین چند سن رسیدہ نیرنگ زمانہ دیدہ موجود تھے
عرض پیرا ہوے کہ مدت سے سنتے آئے ہین اوس دشت مین ایک چشمہ خوشگوار ہے گرد مرغزار ہے
وہان دیو خونخوار سرگرم آزار رہتا ہے جسکا اودہر گذار ہوتا ہے کچہ نہ کچہ صدمہ سہتا ہے اکوان دیو اوسکا نام ہے
قتل و آزار اوسکا کام ہے وہی گورخر کی صورت بنکر آتا ہوگا گھوڑونکو کہاتا ہوگا سلطان نامدار گردون وقار
نے جہان پہلوان سے مخاطب ہوکے فرمایا گو دیو کو مارنا مشکل ہے لیکن تمکو یہ مقدمہ حاصل ہے کہ تیغ
فرد ہے غفلت مین فتور ہے تہمتن آداب بجا لایا اوس دشت مین بے خوف و خطر آیا دفعتہً وہی گور نظر پڑا
جہان پہلوان نے کمند رہا کی وہ غائب ہوگیا کمند خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلوار کھینچکر
دوڑا قریب جو آیا میدان خالی پایا تین روز اوسی طور سے دانہ و آب تہمتن و رادوش مین خراب
رہا کسیجا اوسنے سامنا نکیا چوتھے دن نیند کا غلبہ ہوا رخش کو چراگاہ مین چھوڑا رستم کمر

کہا کے سوتا ہا دیو نے غافل جیا یا وہ زمین کا قطعہ اوٹھا کے آسمان پر پہونچا ف زمین گرد بہر بو بر داشتش

تہا مون بگردون افراشتش | سو تہم جنبید بر خویشتن | چنین گفت اکنون کہ ای پیلتن | بگیے آرزو کن کہ تا از ہوا
کجات افگنم تا کہ گردی تباہ | سو آب اندر از منت یا بکوہ | کجا خواہی افتاد دور از گروہ |

رستم نے دلمین خیال کیا کہ اس فرشتے کا کام برعکس ہوتا ہے اگر دریا کا نام لونگا پہاڑ پر گرائیگا جو کوہ کا ذکر ونگا دریا مین ڈبائیگا تردد کا مقام ہے اگر پتھر پر اسنے پٹکا تو استخوان پارہ پارہ کا پتا نملیگا جو دریا مین پھینکدیا تو پہلے کنارہ ہاتہ آئیگا یہ سوچکے کہا پہاڑ کی تمنا ہے اوسنے فورًا بحر زخار دریاے ناپیدا کنار مین فی الدیا اپنی دانست مین آفت کو ٹال دیا پہلے تو گرتے ہی غوطہ کہایا پھر پانی اوبہار کے اوپر لایا رستم فن شنا سے آشنا تہا تیرنے لگا جانوران آبی اپنی خوراک سمجہ کے دوڑے تہمتن نے حافظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لہو سے سر خود خنجر فولاد کیا اتنے نہنگ اور گھڑیال مارے کہ دریا خونچکان ہوا ہر ایک لحظہ لہولہان تہا بعد گرد کنارہ نظر آیا زندہ و سالم باہر نکلا سجدہ یزدان ادا کیا لباس سکہایا اور اوسیطرف ہوا کئی دن کے بعد وہ دشت دیکہا رخش کو وہین پایا زین باندہ کے سوار ہوا سامنے سے گھوڑون کا غول نمودار ہوا گھوڑے چونا پاس دیکھے دل مین آیا پہا لنے لیچلیے شہ افراسیاب کے تہے نگہبان چراگاہ تہے سدراہ ہوے اونکو سمجہایا کہ ملازم افراسیاب ہین گھوڑون کے واسطے بے تاب ہین فردوسی

بغرید چون شیر و برگفت نام | کہ من رستم پور دستان سام |

یہ کہکے تلوار جو کہینچی بجلی سی چمک گئی سبکی آنکہ جہپک گئی دو چار جان سے گئے باقی چل نکلے وہانکے حاکم سے یہ حال کہا کہ رستم یکہ و تنہا گہوڑونکا غول لیے چلا وہ چار فیل اپنے کفیل بناکے آیا جسدم سامنا ہوا چالیس نامدار تہمتن شمشیر آبدار ہوے سہدار پیٹہ دکہاکے فرار ہوے وہ چارون ہاتہی اور گہوڑے راہ چلتے ملگئے سبکو لیکے کیخسرو کی حضور مین حاضر ہوا ماجراے گذشتہ حرف بحرف سنایا گہوڑے ہاتہیونکی نذر دی آپ پہر اوسی چشمے کیطرف راہ لی جب وہان پہونچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ جرأت ہے تو دو بدو ہو ہم تم لڑین لوگ تماشا دیکھین سو کیا نامردون کی طرح چھپکے دغا کرنا اکوان کو طیش آیا سامنے ہوا تہمتن نے چالاکی سے کمند مین پہنسا کے جھٹکا دیا دیو نے منہ کی کہائی چہٹی کا دودہ کی لذت یاد آئی سنبہلنے نپایا تہا

کہ گرز کوہ شکن لگایا تڑاقے کی آواز آئی کھوپری ثابت کسی نے نپائی بھیجا کو سون جانورونکو کھانیکو بھیجا
ایک ضرب مین وہ بیدین اسفل السافلین کو پہونچا پھر خنجر آبدار سے خنجر اوس بد شعار کا کاٹا اور فتراک سے
باندھ کے کیخسرو کی نذر کو لایا شہریار والا تبار قدر دان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت فاخرہ
سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا اور زیادہ اقتدار کیا چندے بموجب فرمان شاہ
ایران مین جشن با صد لے عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی محبت دلپسند رہی جب رخصت
ملی جہان پہلوان نے وطن کی رخصت حاصل کی مع الخیر سیستان مین پہونچا بیان گرفتاری
بیژن منیژہ کا عاشق ہوکے اوٹھالانا پھر اوسکی گرفتاری پہلیتن کی آمد
اور رہائی اوسکی افراسیاب کی ذلت و خواری فردوسے

کنون رزم بیژن بپیش آورم	از دفتر بگفتار خویش آورم	بگویم یکے داستانے کہ چیست	کزان رزم بیژن بباید گریست

ایک روز کیخسرو نامدار سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت وزیر امیر پہلوان سپہ سالار نامی جوان
سب حاضر تھے کچھ لوگ با دل ناشاد فریاد کرتے حاضر ہوئے سر خیل اونکا بعد آستان بوسی دست بستہ
عرض پیرا ہوا کہ ہم لوگ فلک کے ستائے ہین دور سے آئے ہین تھوڑے دنونسے بہت سے گراز
ہماری سرزمین مین جا گزین ہوئے ہین باغ سب ویران کیے زراعت کھا گئے کھیت میدان کیے
بادشاہ نے نامداران جرار آزمودہ کار کیطرف دیکھا کہ بیژن ہاتھ باندھکے اوٹھا عرض کی خانہ زاد کو
ارشاد ہو گیو نے کہا اسکا یہ خیال ہے یہ خرد سال ہے وہان مرد جہان دیدہ مشقت کشیدہ چاہیے بیژن نے
کلمہ زبان پر لایا فردوسی

جوانم ولیکن بہ اندیشہ پیر	تو اے شاہ این کار بامن بگیر

کیخسرو راضی ہوا اور ایک
پہلوان کہ نام اوسکا گرگین تھا مرد سال خوردہ دوربین تھا اوسکو بھی بیژن کے ساتھ کیا نشیب و فراز سمجھایا
جب بیژن اوس دشت مین پہونچا جسطرف منہ اوٹھایا ہر گراز مین کئی کئی گرازون کو خاک مین ملایا بہت
قتل کیے جو بچے وہ بھاگ گئے نام و نشان نرہا دشت صاف ہو گیا بیژن اس کام سے فرصت
کرکے سیر و شکار مین مشغول ہوا اونکو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوش گذری جب ایکدن
گرگین نے کہا مین نے سنا ہے کہ یہانسے قریب ایک دشت ہے کہ ہر طرف اوسکے سبزہ زار ہے باغ

سے زیادہ بہار ہے چشمہاے سرد و شیرین ابلتے ہین جانوران الی قاز قرقری لقلق مرغابی پران ہین
کہین خیل گاے پاڑہے ہرن پھرتے ہین پھولونکی مہک سے مست ہو ہوکے گرتے ہین کہین کبک و
دراج ہر پل ہین چکور ہین کسی طرف جو درخت لہلہے ہین وہان بلبلونکے چہچہے ہین کسی جا پپیہا کہین زمین
سبز مخمل کا فرش فراش صبا نے کوسونتک بچھایا ہے جوش بہار نے عجیب عجیب غنچہ و گل کھلایا ہے اور
شب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحرا کا یہ حال ہوتا ہے بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہین سکتا ہوا کا گذر محال ہوتا ہے
وہ راتین عجب سین دکھاتے ہین جہان کی کیفیتین نظر آتی ہین منیرہ دختر افراسیاب بغیرت آفتاب چاندنیکی
سیر کو اوسی آتی ہے زمین آسمان کچھ اور نظر آتا ہے دونی فضا ہو جاتی ہے ایک تو خود بیمثل و یکتا ہے مشہور
ہر شہر و دیار ہے جہان نادیدہ مذکور سنکے اوسکا طلبگار ہے دوسرے ہزار ہا پری پیکر گل اندام فتنہ خرام غنچہ
دہن غرق دریاے جواہر ہمراہ ہر ایک دلبری مین چالاک ہت چھٹ بیباک شاہ انسان تو کیا فرشتہ
منہ کی کہاتا ہے زلف مسلسل سے دام بر دوش ہین الجھا اور پہنس جاتا ہے گانے والیان شہرۂ آفاق
گانے کی مشتاق وہ بھی کم سن آمد شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرداز ہوتی ہین جن و انس کے ہوش حواس
کہوتی ہین ایک تو روشنی مشعل ماہ دوسرے جھاڑ فانوس لال ٹین ایک سے ایک سبحان اللہ رات کو کیفیت
رہتی ہے یہ صحبت آٹھوں پہر رہتی ہے بہزاد تو یہ فسانہ سنکے دیوانہ ہوا گلچین کو رہبر بناکے اوسی طرف روانہ
ہوا جب وہ اوس دشت بیخار سر سبز گلزار مین آیا تختہ فردوس سا کئی کوس مصفا ہموار پر بہار پایا جو کچھ سنا تہا
وہ آنکہون سے نظر آیا اور ایکطرف درخت کچھ گنجان تہے کئی چشمے متصل رواں تہے وہان مخمل
کے غول سیمبر تن کے دیکہے دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنا تہی وہی سیر کی انجام
بخیر ہے ہیر کچھ انکو دوش بدوش پایا شاہد مدعا ہم آغوش نظر آیا اوس سمت کو با قدم تیز گرم خیز ہوا جب
نزدیک پہونچا صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینے سے دور ہوا انشاہ محبت مین چور ہوا صورت تصویر
وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا اودہر تاثیر الفت نے بے مشاطہ دلالہ منیرہ
کو خبر دی تاب و توان کیا نیم جان اوس جوانکو نذر دی سر اوٹھا کے مشتاق سے آنکہ ملائی مہیان تیغ
چشم تیر نگہ چھپائی نظر اول تیر نگہ کا جو وار ہوا دفعتہ دوسار ہوا لیکن بہزاد تو لڑکہڑایا منیرہ نے بھی دل دہکڑ گیا

تہ و بالا پایا لگا ہین جو دونونکی چار ہوئین طبیعتین بیقرار ہوئین عشق بے پیر جہان اپنی تاثیر دکہاتا ہے
عاشق توکیا معشوق بہی بے چین ہوجاتا ہے محبت نے عجب رنگ دکہایا عرصہ نکہچا دونونکو عاشق و معشوق
بنایا اسکا سینہ جو چاک تہا تو اوسکا دل زخمدار ہوا سے جو آسیائے الفت نے پیسا تو اوسکو بہی فشار ہوا
ایکدم کے بعد منیژہ نے سنبہلکے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہے خود بخود دل مضطر بیقرار
ہوا جاتا ہے اس دشت پر فضا مین خوف افراسیاب سے مرغ بر روی ہوا در ماہی کا دل تہ دریا کباب
ہوتا ہے یہ جوان اجل گرفتہ بے نظر دوسرا یہ گرگ باران دیدہ مرد پیر یہان کیونکر آیا اتنی دیر مین دل سینے مین
منفعل ہوکر پہڑکنے لگا کلیجا دہڑکنے لگا بار بار اس ہوا کے سردی مین پسینا آنے لگا ہاتہ پاؤن سنسنانے لگے
پہر کیفیت کچہ ضبط کرکے ایک محرم راز غمزہ پرداز کو بیژن کے پاس بہیجا کہ حال مفصل معلوم ہوجائے
کیفیت اس جوان و پیر اُنکی یہانتک رسائی انکی تقدیر کی دریافت کرکے برزبان لائے القصہ وہ
بصد کرشمہ و ادا ادہر ادہر دیکہتے بہالتے مستانہ وار قدم ڈالتے بیژن کے پاس آئی یہ حرف برزبان
لائی کہ اے جوان ناتجربہ کار جنون مین گرفتار دوسرے گرگ باران دیدہ سن رسیدہ تم دونون کون ہو
کہانسے آئے ہو معلوم ہوا کچہ نشاہ کہائے ہو جانتے نہین کہ یہ دشت سیرگاہ دختر سلطان جہان
سرفرو کنندہ گردنکشان بادشاہ عالی جناب افراسیاب ہے پرندہ یہان پر مار نہین سکتا بشر کا تو ذکر کیا
ہے مگر تمہارا پیمانہ عمر بادہ زیست سے لبریز ہوکر چہلکا ہے بہلا تیری جوانی تو حماقت کی نشانی ہے اس مرد
پیر دام اجل کے اسیر پر کیا آفت آئی ہے اسنے بہی تجہکو منع نکیا نہ سمجہایا ہمراہ ہوکے یہان لے آیا
معلوم ہوتا ہے اتنی زندگانی کس عیب مین کی ہے یہ ریش دراز سفید بہاڑ کی دہوپ مین کی ہے بیژن
باتین سنکے پہلے خوب ہنسا پہر جواب دیا کہ یہ جسکا رعب جلال ہمکو سناتی ہے جسکی ہیبت سے ہمین ڈراتی
ہے وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہے لشکر اوسکا تیغ آبدار ہوا ہے توران مین بیٹہا ہمارے
ڈرسے راتونکو چونک پڑتا ہے نیند نہین آتی ہے نام سے ہمارے اوسکی جان جاتی ہے اگر تو جانتی ہے
تو خیر نہین خبردار ہوجا خواب غفلت سے ہشیار ہوجا جہان پہلوان رستم دستانکا نام سنا ہے
جسکے ہاتہ سے افراسیاب نے منہ پیٹا ہے سوبار سر دہنا ہے مین اوسکا لخت جگر راحت جان ہون خود

ہتی پہلوان ہون منیژہ کا اشتیاق مجکو یہانتک لایا ہے کشش دل نے اس جگہ پہونچایا ہے پھر ایک
انگوٹھی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اوسکو دی وہ پھری منیژہ کو دکھائی کہا یہ تو نشانی ہے
اور اونکی یہ کہانی ہے یہ شخص رستم کا بھانجا ہے بیژن نام ہے نور چشم زال وسام ہے فردوسی

چو پیغام بیژن بهما گفت	بگو گلبر وی سمن شگفت
بگفتا بیارش بنزدیک من	که روشن کند جان تاریک من
بدیدار او چشم روشن کنم	بدین دشت خرگاه گلشن کنم

وہ آفت روزگار چھر آئی بیژن کو لے گئی گرگین تو
باران دیدہ تھا سمجھا کہ بیژن دام محبت مین گرفتار ہوگا آخر اسکے پاداش مین یا جان جائیگی یا ذلیل وخوار ہوگا تو
وہان سے روانہ ہوا اور منیژہ بیژن کا ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لے گئی جہان کا سامان وسامان موجود تھا
دور شراب ناب شروع ہوا تین دن رات متواتر ہنگامہ نے ونوش گرم رہا جب بیژن بیہوش ہوا منیژہ نے
عماری [illegible] کیا شہر کا رستہ لیا شبکو پوشیدہ محل مین لے گئی بے دغدغہ نیرنگی فلک کج خرام صبح وشام
بسر کرنے لگی مثل مشہور ہے کہ عشق چھپانے سے نہین چھپتا اسمین آدمی مجبور ہے بعد چندے دربان
اس راز سے آگاہ ہوا خوف عتاب شاہ ہوا بدحواس پیش افراسیاب آیا ماجرا من وعن سنایا فردوسی

بیامد بر شاه توران بگفت	که دخترت ایران گزیدست جفت

یہ مقدمہ سنکے افراسیاب غیظ سے تھرانے لگا منہ
سے کف جانے لگا مشیرون سے مصلحت پوچھی قتل پر سبکی رائے گئی گرسیوز کو مجبور بھیجا وہ روزن سے
جھانکے جھانکا عجب جلسہ نظر پڑا کہ منیژہ اور بیژن نشا دسکے غلبے سے ہم آغوش ہین مگر بیہوش ہین فرصت
غنیمت جانی دروازے سے آ کے للکارا بیژن خبردار ہوا آمادہ کارزار ہوا یہ بدنہاد گرسیوز سوچا
کہ مجسے غلطی ہوئی شیر گرسنہ کو چونکایا بڑا دھوکا کھایا بیژن کا قتل آسان نہین یہ آفت ڈھائیگا جنگ رستم
کا غم زبان پر آجائیگا حیلہ کیا چاہیے کہ اپنی جان بچے اور کام نکلے بیژن سے کہا سوربا چیا بھاڑ
نہین چھوڑتا ہے تو تن تنہا یہان فوج بے شمار کس کس کو قتل کرے گا کہانتک لہو مین ہاتھ بھریگا
مصلحت وقت یہ ہے کہ خنجر ہاتھ سے رکھدے میرے ہمراہ پیش شاہ چل مین پیران ویسہ کو متفق کرکے تیری
حمایت کرونگا جرم گذشتہ کی شفاعت کرونگا طبیعت کا لگاؤ برا ہوتا ہے محبت مین پہلے عقل جاتی
ہے یہ سیدھی بات اونکی نظر آتی ہے منیژہ نے بھی کہا سچ کہتا ہے گرسیوز نے قسم کھائی پھر کیا بیژن نے

خنجر رکھدیا پھر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گھر آئے کشان کشان افراسیاب کے روبرو لائے اوسنے پوچھا اسے مرگ رسیدہ ہیبت سلطانی تیرے دل مین نہ آئی میرے ناموس مین تو نے کیونکر پا بہ پائی بیژن سمجھا اب مقدمہ بگڑ گیا اب دنیا کیا ضرور ہے فلک کو میرا قتل منظور ہے جواب دیا کہ مجھکو خبر نہین کہ کون لایا کسطرح آیا جنگل مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی محل نظر آیا افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو سے مجھے بہلاتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکے حکم دیا کہ اسکو ذلیل و خوار کرو زندہ بردار کرو لوگ لیچلے شہر مین ہنگامہ بپا ہوا کہ ایسا جوان رعنا گرفتار بلا ہوا قضائے کار پیران ویسہ ادھر چلا آتا تھا بیژن اوسکو نظر آیا پاس بلایا ماجرا پوچھا ابتدا سے تا انتہا حال سنا تاسف کیا سر دھنا لوگون سے کہا تا حکم ثانی کوئی قتل کا بانی نہو آپ افراسیاب کی خدمت مین گیا سلام کو سر جھکایا بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھا لیکن مدار سلطنت اسیر تھا بے مشورے اسکے افراسیاب کوئی کام صبح و شام نکرتا تھا گھبرا کر کہا جو مطلب ہو بیان کرو اوسمین کہ تکرار نکرونگا تیرا کہنا رد نکرونگا جب قرار کامل ہو چکا پیران نے عرض کیا فردوسی

تو این بیژن نامور را مکش	بیندیش تا بانی زین رای و ہش	اگر کین سیاوش تازہ کنے	در ایران یکین جنگ انگنی
ہمانا بجز آنکہ آزار آوری	درخت بلا را ببار آوری	چو کینہ ہو گرد ندارم پاے	اباشاہ ایران جہان کند اے

افراسیاب نے کہا اگر اسکو قتل نکرونگا رسوا و بدنام ہونگا پیران نے عرض کی یہ تدبیر کرو کہ پابزنجیر کرو اور محبس مین بھیجدو اسیر کرو اوسوقت مجبور کر بیوزے سے افراسیاب نے فرمایا وہ جوانمرد ماکنوان تیرہ و تار مسکن کردم دماران خونخوار ہے اوسمین بیژن اور منیژہ دونونکو سرنگون ڈالدو کہ عذاب عظیم مین بحال ستیم مبتلا رہین اور وہ پتھر جو اکوان بشیہ چین سے اوٹھا لایا تھا اوس سے کنوئے کا منہ بند ہو پھر اسطرح انکو گزند ہو منیژہ کو آزاد کی ماں نے بچالیا الا گھر سے نکالدیا بیژن کو کنوئین مین ڈالدیا شعر

کنوان شہ جوانمرد ماتھا رستم شنا ہوا	جوان او کہیں وہ سانپ کا من ہوا

القصہ بیژن چاہ مین رہا اور منیژہ جگت پر مصروف نالہ و آہ مین رہی جو کچھ آب و دانہ منیژہ کو میسر آیا تو اوسنے بھیجا یا کسی سوراخ سے کنوئین مین پہونچایا یہ تو رات دن اسطرح بسر کرنے لگے گرگین کا حال سنیئے وہ گھوڑا لیکے ایران مین پہونچا گیو اور گودرز کو خبر ہوئی پاس بلا کے حال پوچھا گرگین نے کہا بیژن گرازون سے فرصت پا کے اونکا

قصبہ میں آکے شکار میں مصروف رہا ایک روز گور کے پیچھے گھوڑا اڑا لے گیا پھر پتا نہ لگا کہ بیژن کے جدا
گھوڑا خالی لیکر خستہ حالی میں سنے پایا اسکو لیکے یہان چلا آیا گیو نے قصد کیا کہ گرگین کو مار ڈالون رنج
مالون گودرز مانع ہوا کیخسرو کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا بیژن کا حال بوجھے درہم و برہم ہوا گرگین کو
طلب کرکے بیژن کا حال پوچھا اونہون نے بہت دیر تک بہانے کیے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہے
کہ زندہ ہے مگر بلائے عظیم میں گرفتار ہے نہ کوئی پاس ہے نہ مددگار ہے خسرو نے گیو اور گودرز کی تسکین کی

پھر جام جہان نما طلب کرکے حال دیکھا فردوسی	بہر ہفت کشور ہمہ بنگرید	بجائی ز بیژن نشانے ندید
سوئے کشور گرگساران رسید / بفرمان یزدان مر او را بدید	اگر در چاہ بستہ بہ بند گران	ز سختی ہمی جست اندر زمان

دیکھا جو دیدے بلکے گیو سے کہا بیژن زندہ ہے مگر چاہ پر آزار میں بند ہے باب ناکامی کھلا ہے گرفتار ہے گیو نے
عرض کی غلام جانتا ہے جان لڑاتا ہے کیخسرو نے فرمایا یہ مطلب بجز جہان پہلوان حاصل نہ ہوگا تو جاکے رستم کو
بلا لا حسب فرمان گیو سیستان سے تہمتن کو لایا پہلے شرف آستان بوس حاصل کرکے دعا و ثنائے شاہ
بہ زبان سے ادا کرنے لگا سلطان والا شان قدر دان بھی اوسکی صفت بیان کرنے لگا فردوسی

بدو گفت خسرو درستا مدی	کہ از بہر جان نیو درست بدی	گزین کیانی و پشت سپاہ	نگہدار ایران و لشکر پناہ
مر آنشاہ گردی بہ ہدار خویش	ازین کہ بہر جان ہشیار خویش	پھر فرمایا ایک برخت طلائی خاصکار مع برگ بار ہمہ تیار رہے	
جب وہ دوبرد آیا تخت مرصع کار اوسکے نیچے بچھوایا فردوسی		بکبر مود تارستم آمد بہ تخت	نشست از برتخت بر درست

پھر بیژن کا قید ہونا گیو اور گودرز کا رنج و غم کہا تا ہمینہ کی بیکسی بیژن کی بے بسی افراسیاب کی فرحت اور خوشی

بیان کرکے فرمایا فردوسی	بدیدکار اکنون بہ بندی کمر	نہ بینیم بجز تو کسے چارہ گر	رستم نے گردن جھکا کے عرض کیا
گر ایدیر کام اندر سنان	ستاہم ز فرمان خسرو عنان	کیخسرو نے فرمایا فوج و لشکر مال و زر و جواہر جو احتیاج ہو	

تیار ہے تہمتن نے جواب دیا فوج تو سفر اسیر کار ہے اگر اوسکو لیکر جاؤن اور افراسیاب بیرحم آمد سنکے
بیژن کو تہ شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے بدلے اگر افراسیاب بھی مارا جائیگا مگر بیژن کہان
ہاتھ آئیگا ایک حیلہ سوچا ہون کہ سوداگر بنکے وہان جاؤن اوس گم گشتہ متاع دل کو چھانکا ڈھونڈ ھ لاؤن
بادشاہ ذی جاہ کو یہ بات پسند آئی تحسین و آفرین فرمائی رستم نے ہزار اشتر اسباب و زر و جواہر سے

پھر کر ہزار پہلوان جان فشان ساربان بنائے اور گرگین زندان نشین کو ساتھ لیا اس ہیات سے توران
کا سفر کیا کو سون دہوم مچی کہ ایک ملک التجار ہزار اونٹ پر بار اسباب نادر کے اور تحفہ جواہر کے لیے آتا ہے
الغرض وہ میر قافلہ جرار آخر کار افراسیاب کے شہر مین وارد ہوکے کاروان سرا مین اوترا
اور وہ مبتلائے مشقت مسافران ایران گم کردہ خان و مان یعنے منیژہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فورًا روبراہ ہوئی
کاروان سرا مین رستم کے قریب جاکے کہا اے سیاح ہر شہر و دیار ملک التجار تو جو یہ متاع گرانبہا
لایا ہے مین نے سنا ہے کہ خطہ ایران سے آیا ہے تہمتن نے جواب دیا کہ ہان مگر تو اپنا مطلب بیان کر
اوس حواس باختہ تحمل کی دشمن نے کہا اے جوان تو سلطان ایران اور جہان پہلوان رستم دستان سے
آگاہ ہے اور بیژن آوارہ وطن کی گرفتاری اوسکی ذلت و خواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہین
رستم نے آشفتہ ہوکے کہا کہ مین جرد تجار ہون یا شہریارونکا خبردار ہون مجکو ان قصون سے کیا سروکار
اس جھڑکنے سے زخم جگر کو ٹیس جو لگی بے اختیار آہ سرد کھینچکے منیژہ رونے لگی جسکا دل دکھا ہوتا ہے
اوسکی آہ و زاری تاثیردار ہوتی ہے یہی سنان چرخ کے سینے کے پار ہوتی ہے علے الخصوص جب اونکو
یاس ہو معین و مددگار نہ پاس ہو

کبھی حوالہ حرمان کسی کی آس نہو		عدو کا بھی جو عدو ہو وہ اسیر یاس نہو	

اوسکی بیقراری سے رستم کا دل بھر آیا دلاسا دیا حال پوچھا اوسنے کہا کچھ نپوچھ اے عزیز مین ننگ خاندان
آوارہ خان و مان ذلیل و خوار ہون وطن مین ہون اور بلائے غربت مین گرفتار ہون زمین پاؤن کے
تلے سے نکلی جاتی ہے آسمان مجھ بے سر و سامان پر ٹوٹا ہے جب بلا ہے وہ شام و سحر مجھپر آتی ہے کشور
دل یاس و ناکامی نے لوٹا ہے یوسف میرا زندان چاہ مین گرفتار ہے زمانہ میری نظر مین تیرہ و تار ہے شعر

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد	

نہ تو چپ رہا جاتا ہے نہ حال اپنا کسی سے
کہا جاتا ہے میری تڑپ اور بیقراری سے سیماب کی چھاتی پارہ پارہ ہے آتش دوزخ سینہ سوزان کا ادنی شرارہ ہے
جو مجپر گذرتی ہے جسطرح میرے دن کٹتے ہین اوس ماجرے کے سننے سے پتھرونکے دل پھٹتے ہین شعر

منیژہ منم دخت افراسیاب	برہنہ ندیدہ تنم آفتاب	برای یکی بیژن شوربخت	فتادم ز تاج و فتادم ز تخت
ہمان قد چون تیر گشتہ کمان	ہمان رخ کہ خوبم شدہ زعفران	کنون دیدہ پر خون و دل پر ز درد	ازین در بدان در دوان روز زرد

رات دن خرابی ہے تباہی نہ وہ تخت سلطنت ہے نہ تاج شاہی ہے ونکو در در کی خاک چھانکتی ہون شبکو چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کنوئین جھانکتی ہون لوگ مجکو دیوانو نین شمار کرتے ہین بھیک کا ٹکڑا دینے مین ننگ و عار کرتے ہین اگر بیژن پر فریفتہ و مبتلا نہوتی تو سلطنت کیون کھوتی باپ عدو جان ہوگیا ماں کا دل نامہربان ہوگیا ایک شخص کیواسطے کنبا چھوڑا گدائی اچھی سمجھی بادشاہی سے منہ موڑا رستم یہ سنکے خوب رویا پھر بیژن کی قید کا حال پوچھا منیژہ نے کہا ویرانے مین ایک کنوان ہے تیرہ وتاریک جیسے کافر کا دل پانی کے بدلے اندھیرے کے خوف سے مار و کژدم کا زہرہ آب ہوتا ہے گرمی ایسی ہے کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہے اوسکے اندر وہ باطوق و سلاسل ہے منہ پر اوسکے کئی ہزار من کی سل ہے لیکن میری آہ کے اثر سے اوس پتھر کی چھاتی مین سوراخ ہوگیا ہے اتنا مطلب نکل آتا ہے کہ کچھ کھانے پینے کی قسم سے اوس تک پہونچ جاتا ہے تہمتن نے بادل بریان ایک مرغ کباب کر کے منیژہ کو دیا اور اپنی انگوٹھی اوسمین رکھدی جسدم منیژہ بحال تباہ سر چاہ پہونچی وہ کباب لٹکایا بیژن کو تعجب آیا کہا آج یہ نعمت غیر مترقب کہانسے ہاتھ آئی کیونکر پائی اوسنے کہا سوداگر ایران سے آیا ہے اوسنے میرے حال پر رحم کھایا ہے بیژن نے اوسکو جو کھایا انگوٹھی کو پایا پہچانا کہ جہان پہلوان میرے سلیمانکی انگوٹھی ہے پھر اسکو آیا با آواز بلند قہقہہ لگایا منیژہ نے کہا اتنا عرصہ ہوا کہ تو گرفتار بلا ہے کبھی تو مسکرایا نہین ہنسنا تو کیا ہے اسکا سبب مجکو بتا بیژن نے جواب دیا دلکو شاد کر خدا کو یاد کر یزدان مددگار ہوا طالع برگشتہ یار ہوا وہ سوداگر نہین رستم نامدار ہے اس پردے مین یہانتک آیا ہے پروردگار نے یہ دن دکھایا ہے اب تو اوسکے پاس جا جو فرمائے بجالا یہ راز ہے اسکو چھپانا خبردار زبان پر نہ لانا منیژہ یہ سنکے شاد ہوئی بندِ غم سے آزاد ہوئی اسیوقت رستم کے پاس آئی نصف شب جب گذری جہان پہلوان نے اسباب حرب جسم پر آراستہ کیا غرق دریائے آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت زبردست جوان تھے اونکو مسلح مکمل کر کے ساتھ لیا منیژہ آگے آگے اوس کنوئے پر آئی رستم نے سنگ گران کنوئے پر دیکھکے ہمراہیون سے کہا اسکو سرکاؤ ہر چند سبنے زور کیا پتھر جگہ سے نہ سرکا چالیس پہلوان بدقت تمام اوسکو اوٹھاتے تھے اسپر تھک جاتے تھے غرضکہ تہمتن کو غصہ آیا فرفرہ سبی

بلرزید زان سنگ روی زمین	بلند اختر بیشہ شہر چین	بیزدان اسیر از شہر خواست	بزد دان سنگ را بدست راست
ہمہ تن برآمین شد ونا پدید	خروشید چون رستم اورا بدید	جب کنوئیکا منہ کھلا کمند لٹکا کے اوس اسیر کو یعنی بیژن کو طوق زنجیر نکالا	

پھر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو کاٹا طوق توڑا کہا تو نے قید کی ایذا بہت اوٹھائی ہے مصلحت یہ ہے کہ منیژہ کو ساتھ لے ایران کو جا میں افراسیاب کے پاس جاتا ہون خواب غفلت سے جگاتا ہون تا یہ دیکھیں سمجھے کہ رستم آیا پھر اسکے دونوں کو لے گیا بیژن نے نمانا ساتھ ہوا یہانتک افراسیاب کے دروازے پر پہونچے جو نگہبان جاگا خواب مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزاروں تہ شمشیر ہوئے کشتونکے در دولت پر پشتے بنے ڈھیر ہوے پھر رستم نے آواز دی کہ اے بانی بیداد بیژن تیرا داماد حاضر ہے بہت رنج قید میں پایا ہے ملاقات کو اوسکے آیا ہے اور داماد کے جلاد خبردار ہوشیار ہو جا کہ رستم مانند قضا مبرم تیرے سر پر آ پہونچا افراسیاب تو آواز سنکے بھاگ گیا تہمتن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک نازنین مہ جبین کا ہاتھ پکڑ کے باہر آیا ہر پہلوان ایک ایک غنچہ دہان کو لیکے نکلا پھر سراپن آکے آرام کیا رات کو تمام کیا صبحدم بصد رنج و الم افراسیاب لشکر کو جمع کر کے مقابلے کو آیا بیان وہ جو نبرد سالبان نامی پہلوان تھے سب نے لباس جنگ بدن پر تنگ و چست کیا صف کے باہر برابر آیا جسنے مبارز طلب کیا ترکون نے منہ چھپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بارہا تو نے اور تیرے لشکر نے مجھکو آزمایا ہے زندہ میرے ہاتھ سے کون جانے پایا ہے مگر تو سخت بے شرم ہے جو مجھسے برسر رزم ہے افراسیاب نادم ہوا فوج سے کہا غیرت کیا ہوئی بزم ہے یا معرکہ رزم ہے

بمانند دیوان مازندران	یکے حملہ کردند جملہ سران	چنان تیرہ گون رنگ آفتاب
	تو گوئی کہ ماندہ اندر غرقہ در آب	

جب چار طرف سے ہجوم ہوا رستم حملہ کرنے لگا دشت نبرد گلزار ہو گیا جدہر رخ کیا لاشوں کا انبار ہو گیا فردوسی

بہر تیغ و بخنجر و گرز و کمند	برو زیر دان یل ارجمند		
درفش سواران کمان برگزین	شدان بزنگہ سر برجوی خون	بیانا سر سینہ پا و دست	برید و دریدہ و شکست و ببست
کز ایرانیان کم و کینہ یافت	خود و سرکشان سوی ترکان شتافت	سواران کمان ہمہ گشتہ دید	سپہدار چون بخت برگشتہ دید
خروجہ بر آن چرمان پیروز	دو فرسنگ چون اژدہای دژم	ببارید بر لشکرش گرز و تیر	برفت از پسش رستم گرد و گیر

انتہ فتح مد و فیروزی ہوئی بسکو بھگایا مال اسباب بہت ساہاتھ آیا پھر جہان پہلوان سوے ایران بیزدان ہوا جب

جب قریب پہونچا لیجنسر کو خبر ہوئی سلطان قدر دان حسب عادت پیشوائی کو آیا گلے سے لگایا دو نا مرتبہ بڑہایا

به پایان رسانیدم این داستان | بدانسان که بشنیدم از باستان
چو از کار بیژن بپرداختم | به برزوی سهراب پرداختم

یہاں سے بیان برزو بن سہراب جوان ستودہ شمائل قوی ہیکل اور رستم کی لڑائی اور گرفتاری لشکر اکثر فرامرز بن بلیتن پہر اوسکا نکلجانا رستم کا سامنا

لکہا ہے کہ جب افراسیاب بادل اندوہگین سمت چین بہاگا راہ مین ایکنے جوان باشوکت وشان نظر آیا دیو شمایل بہت قوی ہیکل اس قد و قامت کا انسان وسعدم تک شاہ توران کی نظر سے نگذرا تہا از سر تا پا دیر تک اوسکو دیکہا پہر پاس بلاکے حسب اور نسب اور نام رہنے کا مقام پوچہا اوسنے جواب دیا کہ اس نواح مین مشہور کوہ ہے کہ نام میرا برزو ہے پہر زمین کی کیفیت خوب بتائی وقت نامیدہ سکی اپنی صورت شکل دکہا کے سنائی لیکن تخم ریزہ کے بیان سے گریز کرکے کہا ہان میری رئیس قوم دہقان باپ کا حال خوب معلوم نہیں کہ کہان ہے اتنا سنا تہا کہ ایک جوان عنانزہ شیر نیستان شجاعت پلنگ اژدہا در شیر گرفت صید افگن وام زرہ در بر خود مرصع بسر چار آئینہ مہر سے زیادہ درخشان اسپ پری پیکر تند و تیز از صحرا زیر ران شکار کہیلتا ادہر آنکلا تہا میری مان کی اوسپر نظر جو پڑی شرم سے سر بگریبان ہوئی قدرت حق دیکہکے عقل حیران ہوئی وہ جوان بہی بچشم محبت نگران ہا تا دیر یہ سامان رہا آخر کار مشاطہ حسن وعشق نے باہم فیصلہ کرکے دونون کو بہم کیا دم سحر وہ تو رو بمنزل ہوا نتیجہ اوسکا مین حاصل ہوا افراسیاب نے کہا ایک میرا دشمن عظیم ہے زبردست غنیم ہے اوسکے ہاتہ سے دربدر پریشان ہا حسن لیے خانہ نان ہون مجکو یقین ہے کہ اگر تیرا اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال جنگ جدال کا معاملہ ہوگا برزو نے نام اوسکا پوچہا افراسیاب نے کہا زمان دعالم سے ہے کہ وہ نرہ شیر رستم ہے برزو نے کہا تجسا بادشاہ ایک شخص کے ہاتہ سے باختہ ہوش خانہ بدوش ہے اگر وہ رستم ہون تو دم مین تہ خاک کرونگا قصہ پاک کرونگا افراسیاب نے فرمایا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو چین ماچین کی حکومت اور ہمسین اپنی بیٹی بیہما کی صورت تجکو دونگا برزو نے

چو برزو بگیتی که فردوسی | ز خون رود ایران چو دریا کنم
نشست تمام برترا یا کنم | افراسیاب نے ادسیدم

خلعت فاخرہ ہاتی گہوڑے خیمہ سرا پردہ اسباب زیب و زینت کا اوسکو مہیا کردیا برزو کی مان نے یہ حال جب

سنا بہت سا سر دہنا بیٹے کو سمجھایا کہ یہ خلعت پُر زر کفن ہے افراسیاب تیرا دشمن ہے رستم کا مقابلہ
دلیودن سے نہو سکا تو کیا کریگا اس حرکت بیجا سے باز آ بجبر اور اپنی جوانی پر رحم کر برزد نے کہا اب تو
وعدہ کر چکا ہمت مقتضی انکار کی نہین جو مرضی پروردگار اوسنے کہا تو طفل جنگ نادیدہ وہ پہلوان
سن رسیدہ ہی یہ سنکے اوسیدم افراسیاب نے ہرفن کے استاد طلب کیے وہ برزد کو لڑائی کی
گہاتین بتانے لگے ہنر کشتی علم تیراندازی نیزہ بازی سکہانے لگے قصہ مختصر کچھہ دن نگذرے کہ
استاد شاگرد ہوگئے اور سب نے بالاتفاق افراسیاب کے روبرو بقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ مردم نژاد است آہرمن است	یکی کوہ البرز در جوشن است

افراسیاب بہت خوش ہوا اور جاہ وحشم برزد کا زیادہ ازحد بڑہایا اوسنے کہا اب تامل کس بات کا ہی فردوسی

دل شاہ بیرنج ازین غم کنم	ہمان پشت بدخواہ را بشکنم
چو ہنگام تیزی درنگ آورم	ببرم سر رستم زال زر
جہان کرد بر خویش تنگ آورم	بپیش تو آرم سر کینہ ور

یہ سنکے افراسیاب نے دس ہزار سوار جرار اور بارمان وہومان یہ دونون پہلوان نامدار برزد کے
ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہاین بہی قریب آیا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی فرمایا کہ ہمیشہ ایک ایک
پہلوان سے شاہ توران گریزان تہا اس بار خود دعزم اسکا سبب کیا ہی شاید کوئی نوجوان پہلوان تازہ پایا
آگیا ہی یہ کہکے طوس و فریبرز کو بارہ ہزار مرد میدان کارزاری کر رخصت کیا اور آپ بہی بافوج ظفر
موج روانہ ہوا جسدم طوس اور برزد کا مقابلہ ہوا نیا معاملہ ہوا یعنی وہ شکست جو کبھی سنی نہ تہی ایک رات دن کی لڑائی
مین ہوئی فردوسی

شکستی گران کو نہ دیدہ ندید	نہ گوش زمانہ بدانسان شنید

فریبرز اور طوس تابنلا کے باگین اوٹہ گئین برزد نے سرمیدان دونو کو گہوڑون سے اوٹہالیا جیسے گرسنہ شیر شکار ضعیف پر دلیر جاتا ہی
پنجے مین دابکے لے آتا ہی اور بارمان کو حوالے کیا وہ شادیانے بجاتے برزد پر زر سرخ وسفید نثار
کرتے خیمے مین لائے پہر یہ ماجرا فرح افزا افراسیاب کو لکہا اور ہزیمت کی خبر کیخسرو کو پہنچی شاہ ایران
کی طبیعت مکدر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا تہمتن صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا
غیظ سی عجب حال ہوا عرض کی اگر فضل یزدان مددگار ہی تو دونکو چہڑا لاونگا جب دبر واد گا نصف
شب گذری گستہم کو اپنے ہمراہ لیکے وہ جرار عیار پیشہ بے اندیشہ سراپردہ برزد مین آیا عجب ماجرا نظر

آیا اتفاقاً اوسی روز افراسیاب بہی مژدہ فتح سنکے داخل ہوا تہا دیکہا کہ تخت مرصع پر افراسیاب
بیٹہا ہی دست راست برزو تخت پر جلوہ گر ہی بائین جانب کو کرسی زرنگار پر پیران ویسہ ہی روبرو طوس اور
فریبرز کہڑی ہین حلقہا آہن ہاتہ پاؤن پڑے ہین اور افراسیاب بصد جوش و خروش کہتا ہی کہ
صبحکو مثل سیاوش گردن اونکی زیر خنجر ہوگی کیخسرو کو خبر ہوگی جہان پہلوان یہ ہر باین سنتا رہا دو
گہڑی کی بعد پاسبان دونون کو باہر لا رستم بلسان اجل ونکے سر پر آیا جدا ہر ایک نگہبان کا جسم سے سر نظر آیا
اور دونون کو پیٹہہ پر لادکے خیمے سے دور لیگیا زنجیرون کو توڑ کے لیچلا کچہہ دیر کے بعد افراسیاب کو
اطلاع ہوئی کہ ایک شیر بیشۂ ایران سے آیا وہ دونون صید کو گرفتار اٹھا لیگیا پیران ویسہ نے کہا سوای
رستم کسی اور کا یہ کام نہین غرضکہ رات تو بصد پیچ وتاب افراسیاب نے بسر کی جب ہجوم ہوئی سحر کی
اور رکیتاز چرخ چہارم بصد جادہ حشم طلوع فرما ہوا رات گذری روز ہوا صف جنگگاہ آراستہ ہونے لگی
اجل رسیدون کے سر پر قضا رونے لگی برزو نوجوان بصد شوکت وشان مانند پیل دمان پرے سے نکلا
اور پکارا کہ کہان ہیلتن جہان پہلوان ہے میرے سامنے آئے کہ یہ گوہی میدان ہی کیخسرو سے اجازت
جنگ رستم نے لیکے رخش کو چمکا کے چہیڑا کس حسینی وچالاکی سے پویہ کا دے لگا کے ایڑ ان
پہیرا ہر حلقہ گرداب جل تہا نشان سم نقطہ پرکار کا محل تہا دیکہنے والونکی نظرمین بجلی سی کوندجاتی تہی
اس سرعت سے آتا جاتا تہا کہ ہوا بہی گرد کو خاک نپاتی تہی الغرض خوب جولان گرم عنان کرکے برزو کے
برابر باگ لی بغور اوسکی صورت دیکہی بہت تعجب ہوا کہ تم کون ہے ایسا جوان ذی شوکت وباشان
اوسدم تک ندیکہا تہا پہر کہا ای جوان نا آزمودہ کار دام جہالت کے گرفتار رستم کو طلب کرتا ہی مرنے
سے نہین ڈرتا ہی خبردار ہو جا کہ مین ادنی شاگرد رستم نامدار کا ہون برزو نے یہ سنکے حلقہ کمان ہاتہ مین
لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ کہنی کو توڑ دہر کہینچا تہمتن نے بہی جواب دینے لگا دو گہڑی تک شست مین سوای
سن سن دوسری صدا نہ آتی تہی دونون کے جوشنون پر تیر پڑتے تہے دیکہنے والون کی آنکہین لب
سوفار کی طرح حیرت مین کہلی تہین روح قالب سے اوڑی جاتی تہی اسکے بعد گرز کوہ شکن دونون ہیلتن لگانے
لگے صفحہ دشت کو مثل شاخ بید ہلانے لگے دہم دہم جو ہیم ہوتی تہی زمین و زہم بر ہم ہوتی تہی گرز

ہر ایک سر افشان تہا میدان نبرد بازار آہنگران تہا اسی گرما گرمی مین برزو نے گرز لگایا جہان
پہلوان سر کو بچا کے سپر رد پر ڈالا لیکن سپر ریزہ ریزہ ہو گئے اور ہاتہ بہی بیکار ہو گیا پیلتن ناچار ہو گیا لیکن
یہ جہاندیدہ و نا تجربہ کار تہا اس حقیقت سے آگاہ نہوا اگرچہ کلمہ کہا کہ تو عجب بیکیہ ہی اگر یہ ضرب میری فولاد تن
پشتی تا روز بون کر دیتی پہاڑ کو سرنگون کر دیتی تو خبر نہوا اس صدمہ کا اثر ہوا رستم نے ہنسکے جوابدیا کہ یہ
لڑائی میرے سامنے کہیل ہے برزو نے خوف کہایا دل مین ہراس آیا اس عرصے مین دن تمام ہوا شام کی
شفق نمایان ہوئی جہان پہلوان نے کہا گہوڑے دن بہر کے بہوکے پیاسے ہین اور رات بہی آئی صبح کو ہم
تم سمجہ لینگے برزو نے قبول کیا اپنے لشکر مین چلا گیا افراسیاب سے کہا عجب حریف کا مقابلہ تہا نہین معلوم
وہ اور اوسکا گہوڑا فولاد کا بنا تہا کہ کسی حربے نے میرے اوسپر اثر نکیا دم سحر دیکہئے کیا ہوتا ہے کسکی فنا
کون راہی ملک بقا ہوتا ہے ادہر جہان پہلوان بچشم خونفشان کیخسرو سے کہنے لگا مجکو اس نوجوان نے
بیکار کیا گرز کی ضرب سے شانہ ٹوٹا حکمت عملی سے اوسکے ہاتہ سے زندہ چہوٹا صبح کو اوس سے
لڑنا محال ہے شدت درد سے عجیب حال ہے اور فرامرز بہی ہندوستان مین لڑ رہا ہے جو وہ ہوتا تو البتہ مقابلہ کرتا
خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا بحمد اللہ تعالی صبحکو ہمارا اوسکا سامنا ہے اور جو جو نامدار خنجر گذار حاضر تہے سب نے
دست تضرع کی ابہی تو ہم سر دینگے موجود ہین بعد ہمارے اختیار ہے ہم زندہ رہین ایسے بادشاہ کو ایک بیگانہ
ترکستان سے لڑنے کو بہیجین القصہ نصف شب گذری مگر رستم درد سے بیتاب تہا نیند نہ آتی تہی طبیعت
اولجہکر گہبراتی تہی ہر بار دست شکستہ بدرگاہ حاجت روا اوٹہا کے دکہاتا تہا یکایک دروازہ رستم کا بہائی
خبر فرحت اثر لایا کہا مبارک ہو فرامرز مع الخیر بالفتح وظفر ہند سے آیا جہان پہلوان بیٹے کو دیکہکے شاد
ہوا تمام لشکر بشکر خدا آباد ہوا تہمتن نے آرام کیا فرامرز نے استراحت کا سرانجام کیا جبکہ خسرو خاور
در کیہ شرق سے نکلکر صف جنگگاہ کو بالا خانہ کرنے لگا رستم نے سب سباحث بیان فرامرز کو سنایا اور جا
گذشتہ کا سبق پڑہایا پہر مقابلہ کو بہیجا صف توران سے وہ نوجوان نکلا ادہر سے فرامرز نے
رخش کو ٹہکرا کے بڑہایا باہم گفتگو ہونے لگی برزو سمجہا پہلوان دیروزہ نہین
کہا کل والے تو میری ضرب کے صدمے سے راہی ملک بقا ہوئے تم آج تازہ مصیبت مین مبتلا

ہوے فرامرز نے کہا گفتگوے لاطائل سے کیا حاصل سنبھلجا یہ کہکے گرز کوہ شگاف کنندہ میدان مصاف ہاتھ میں اوٹھایا اور برق کی طرح چمکے آیا اسطرح پیہم اور تواتر گرز لگائے کہ برزو کی ہوش و حواس سنبھلنے نپائے مجبور ہو کر جہانہ زین سے برزو زمین پر آیا سپر کے ٹکڑے ہوگئے نشان تھا یا فردوسی

زبس خم گوپال سست برزو کین — بجنبید بر جای گفتی زمین
بیفتاد برزو چو پیل مست — فرامرز بگشاد آنگاہ دست
کمندش ز فتراک زین برگشاد — بیفگند بر بال او ہمچو باد

جب برزو کمند مین الجھا افراسیاب تمام فوج کو لیکے گرا اودہر سے کیخسرو مع تمام جہان پہلوانان کے دوسری کمند دست شکستہ سے لگائی وہ بہی گرد نمین آئی یہان تو دونون صفون مین تیغ کی برانی سے سرافشانی ہونے لگی کمند مع برزو زوارہ کو دی رستم بہی مصروف جنگ ہوا تورانی برزو کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوے زوارہ تو برزو کو خیمے مین لایا فرامرز اور رستم نے تورانیونکو معرکے سے بہگایا کیخسرو کے روبرو طبل فتح ہوتا لشکر دلشاد خیمے مین داخل ہوا افراسیاب فرار ہوا اسطرح حاصل ہوا خسرو نے برزو کے قتل کا حکم دیا رستم نے شفاعت کی کہا ابہی یہ کم سن ہے افراسیاب نے مال و اسباب سکو فزون از حد حساب دیا تہا اسنے حق نمک ادا کیا تہا اب جو یہان پرورش پاے گا شرط جان نثاری بجا لائے گا کیخسرو قتل سے درگذرا رستم کے حوالے کیا تہمتن نے بہت احتیاط سے سیستان بہیجا زال کے پاس رہنے لگا شہرو جو برزو کی مان تہی اوسنے گرفتاری سنا منہ پیٹتا سر دہنتا پہر او سیدم وہ بیچاری عازم سیستان ہوئی وہان پہونچکے ایک ڈومنی سے کہ وہ رستم کے گہر مین آتی جاتی تہی بہت معتقد تہی میراثنی کہلاتی تہی اوس سے ربط بہم پہونچایا زر و جواہر اوسکو دیکے ملایا ایک روز برزو کو کہانا اوسکے ہاتہ بہیجا انگوٹہی اوسمین رکہدی برزو دیکہکے خوش ہوا اوسکے ہاتہ کہلا بہیجا کہ تین گہوڑے جو صرصر سے تند و تیز رفتار ہون کمیت نظر سے جلد بحر زخار کے پار ہون بہم پہونچا اور ایک سوہن مجکو بہیجدے کہ زنجیرین کاٹ ڈالون ہاتہ پاون قید و بند سے نکالون القصہ اوسنے گہوڑے لیے اور سوہان ڈومنی کے بہیجدیا جب سوہان برزو کے پاس آیا اوسنے زنجیرین کاٹین باہر ہوا وہان رکہنے والا اوسکا کون تہا یہ تینون سوار ہوکے تورا ن کو چلے تہمتن گذار راہ مین تہمتن نامدار شکار کہیلتا تہا برزو کا سامنا ہو گیا بہاگنے کی راہ نپائی بہجو بولا

لڑائی کی نوبت آئی جب دونون خوب تہکے دم لینے لگے تہمتن اوس ضرب کے خیال سے
وردکے ملال سے حیلہ سوچا کہا دن کم رہا کچہ کہالین تو پہر لڑین برزو نے کہا اچہا کہانے
کہانے اوسمن نے ہر ملایا پہر برزو کو دیا کہ تو بہی کہانے شہرو یہ معاملہ دیکہتی تہی اوسنے بیٹے کو نکہانے دیا نہ
کہایا ڈرتی تہی جو کہا گئی ہو شہو پہر دم آمادہ جب مرگئی برزو نے آکے جہان پہلوان کو بہت نادم و خجل کیا
تقریر کو طول دیکے منفعل کیا **فردوسی**

ترا تہم نامد بدرریش سفید ۔ زیزدان ہمانا بہرید امید
برستم چنین گفت کای پرخرد ۔ زنام آوران این کی اندر خورد

پیلتن محجوب ہوکے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو تیار
ہوا بعد ردو بدل جب شمشیر و خنجر گرز و تیر سبکی نوبت اخیر ہوئی کشتی کی باری آئی باگڈورین کمر کی
اٹکا کی دونون دیو پیکر کشمکش کرنے لگے یکایک رخش برزو کی گہوڑی پر حملہ آور ہوا وہ جہککے پیچہے ہٹا
اودہر تو برزو کو جہٹکا لگا ادہر سے موقع پاکے جہان پہلوان نے زور کیا **فردوسی**

زنیرو بی بازو سرافراز مرد ۔ بخاک اندر آمد بد آشفتہ برزد
برو چیرہ شد رستم شیرزاد ۔ برآورد بازو بکردار باد

جبکہ برزو گرا رستم چہاتی پر آیا خنجر کہینچا تہا کہ اوسکی مان دوڑی یہ کہا **فردوسی**

بخواہیش کشتن بد نگوید زال ۔ تبرا ز جہاندار پروردگار
اگر گاہی نبیرہ کشتی گو پور ۔ بہانہ ترا جنگ ایران تور

بہت سی خاک اوڑائی کہا تجہے شرم نہین آتی کبہی پر خنجر بیٹا کبہی لیتا ہے افراسیاب کی لڑائی کا
حیلہ ہوتا ہی رستم نے کہا تو جہوٹ بولتی ہی شہرو نے کہا سہراب کی نشانی انگوٹہی اسکے پاس ہے اوسکو
دیکہلے جو تجکو وہم ہو اس ہے **فردوسی**

برون کرد از دست انگشتری ۔ نگین فرزندہ چون مشتری
نگہ کرد رستم در دبنگرید ۔ نگین جفت آن مہرہ خویش دید
بخندید چون گل رخ تاجبخش ۔ زبان ہو برآمد برافراز رخش

تہمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پہولا نہ سماتا تہا ہر بار مثل غنچہ گل کہلا جاتا تہا برزو کو پہر دوڑ کے گلے
سے لگایا پیار کیا گہوڑے پر اپنے ہاتہ سے سوار کیا سیستان مین لایا پوتے کو دادا سے ملایا پہر

بیان افراسیاب آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سوسن کو پایا وہ وعدہ
گرفتاری جہان پہلوان اور جو نامور جوان تہے سبکا کیا راہ مین مکان
بنایا جال بچہایا آخر کار وہان سے فرار ہوئی سر دو سرایان محفل سخن تازہ کرتے

راویان داستان کہن نے اسطرح زمزمہ پیرا ہوے ہین کہ بعد گرفتاری برزو افراسیاب بصد
پیچ و تاب توران پہونچا رات دن غم و غصے سے ملول رہتا تھا ہمیشہ جفا کین سوچتا تھا کہ ایک عورت
سازندہ بوڑہی ہیوس سوسن نام پیدا ہوئی اوسنے بادشاہ سے کہا آپنے اتنی کوشش و پیکار کی سب بیکار
کی رستم پر فتح نہوئی مجکو اجازت ہو کچہہ سامان عنایت ہو تو نیرنگ فسون سے سبکا حال دگرگون
کردون سیستان کو جوی خون کردون شاہ توران کو اوسکی بات کا یقین نہ آیا اوسنے اپنا سحر و نیرنگ دکہایا
افراسیاب خوش ہوا فرمایا کہ جو تجکو درکار ہو سے اپنی کام مین مصروف ہو غرضکہ پیلسم گرد کو ہمراہ کیا
مال اسباب حسب لخواہ اوسکو دیا سوسن نے سیستان کے متصل سر راہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے
طرح پر بنوایا پاس اوسکے خیمہ استادہ کیا جو اوس راہ سے شام و پگاہ گذرتا ایکبار ور مہمان رکہتی
شراب کباب رقص و سرود مہمانی کا سب سامان رکہتی شرط مہمان نوازی بجالاتی شراب پلاکی تحفہ تحفہ
کہانی کہلاتی ادہر یہان سیستان مین برزو کے آتے ہی سبکو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کرکے سبکو
بلایا طوس کو کیخسرو نے بفرمایش رستم کے پاس بہیجا گودرز اور طوس مین نزاع قدیم تہی یہان وہ
چہڑ گئی بات بڑہ گئی طوس شاہزادہ نازک دماغ تہا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا تکرار کا بہانہ
ہوا رستم نے یہ حال جو سنا بہت بدمزہ ہوا کہا وہ خلف سلطان دوسرے میہمان آدے آزردہ کیا
برا کیا مصلحت یہی ہے کہ گودرز خود جائے بمنت لے آئے جب گودرز لینے کو چلا گیو نے رستم سے
کہا آپ سب حال جانتے ہین تنہائی مین انکو لڑنے کا موقع ہاتہہ آجائے گا دوسرا کون ہے جو سمجہائیگا
اگر مجکو ارشاد ہو جاؤن سمجہا کے لے آؤن رستم نے کہا اچہا بیژن بہی چلا انکے بعد تہمتن کو خیال
ہوا کہ یہ سب جاہل ہین ایسا ہو قصہ طول ہو مطلب حصول ہو فرامرز سے کہا تو بہی جا وہ رخصت
ہوا زال نے کہا طوس شاہزادہ ہے اگر انکے کہنے سے نہ پہرا اور ایران پہنچا تو سخت خجالت ہوگی
ندامت سے عجب حالت ہوگی مین بہی جاتا ہون قصہ مختصر زال بہی راہی ہوا اب یہ سنئے کہ طوس
یکہ و تنہا اوس مکان کے قریب آیا دیکہا کہ خیمہ ایستادہ ہے باورچی کہانے پکاتے ہین امیرانہ ٹہاٹ
ہے اسنے پوچہا کہ یہ مکان کسکا ہے سامان کیسا ہے وہ بولے سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہے توران سے

آئی ہے یہاں قیام ہے مسافر پروری کا شغل علی اللہ دوام ہے گھوڑا کسی کو دیکے خیمے میں آیا دیکھا ایک
عورت نقاب ڈالے بصد غمزہ و ادا کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہے گرد ساز و سامان سب طرح کا مہیا
ہے یہ بھی کرسی پر بیٹھا اوسنے تعظیم کی طوس نے حال اوسکا پوچھا بولی میں زن سازندہ ہوں دف
سرود میرا کام ہے سوداگر بچہ مجپر فریفتہ تھا تھوڑا عرصہ ہوا وہ بہت کچھ مجکو دیکے مرگیا افراسیاب نے
چاہا تھا کہ بجبر مجکو اپنے گھر میں ڈالے مطلب نکالے میں حیلہ کرکے چلی آئی لیکن شوق ملازمت شاہ
ایران از حد ہے شب روز مجکو کد ہے کہ کوئی وسیلہ رسائی ہو تو مقدر آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم
لے چلینگے اور دور شراب شروع ہوا دو پیالے پیے متوالے ہو گئے بیہوش ہوا پلیسم گرد باندھکے
حویلی میں لے گیا کچھ دیر میں گودرز بھی نجانے بھی گرفتار رہا پھر گیو پھنسا اور بیژن بھی قید ہوئے اور
دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگوں نے کہا خیمے میں جاؤ یہ نگیا کسی نے کہدیا دو چار
نوجوان پہلوان اس مکان میں گرفتار ہیں زال سمجھا کہ یہ جال ہے پھنسانے کی چال ہے ہوشیار ہوکے
خیمے میں گیا سوسن تیور دیکھکے بھاگی حویلی میں پہونچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا پیچھا
نچھوڑا وہاں پلیسم نکلا باہم لڑائی ہونے لگی پلیسم کا گرز زال کے سر پر لگا مغز پریشان ہوا حیران ہوا وہین
فرامرز ڈھونڈتا آنکلا زال کو جدا کیا آپ پلیسم سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا ادہر افراسیاب
تو ہمہ تن گوش تھا پہلوانوں کی گرفتاری سنکے یلغار چلا ادہر سے تہمتن پہونچا یہ خبر کیخسرو کے
گوش زد ہوئی شاہ ایران بھی مع فوج و سامان داخل ہوا غرضکہ پلیسم گرد کو رستم نے مار لیا افراسیاب کا
مقابلہ ہوا بیژن نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک رنڈی کج سرشت کے کہنے سے ملک و مال برباد
کیا پھر لڑنے کی خاطر آیا قصہ بڑھایا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ تیری فوج میں تو رستم کا مقابلہ کسی نے
نہیں کیا ہے اکیلے نے لاکھوں کو بھگا دیا ہے پیران ویسہ کی یہ صلاح ہوئی کہ نکل چلو افراسیاب کو
غصہ آیا کہا بھاگتے بھاگتے یہ حال ہوا کہ اب جینا وبال ہوا تاکہ یہ ذلت گھوڑا اڑا کے کیخسرو سے
گفتگو کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو فیصل یہ معاملہ ہو خسرو بھی ہاتھی پر سے کودا گھوڑا طلب کیا
لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانوں نے روکا سلطان ایران نہایت کبیدہ خاطر ہوا آخر گودرز نے شیر تین

بیان چرب زبانی سے بادشاہ کو سمجھایا خود افراسیاب کے سامنے آیا فردوسی

به برزو چنین گفت کای دیو زاد	نداری تو نام پدر را بیاد	کنون رزم جوئی بیا در دگاه	ترا شرم ناید ز توران سپاه
تو برگرد تا خسرو آید برزم	بگویند شاهان همه جای بزم	تو نیز از جهان باد برداد گر	نه ترسی ز بندی برزم کمر

برزو نے جواب دیا کہ فی الحقیقت میں نہ کیر وردہ سرکا ہون الا تیری عادت سے بیزار ہون سمجھا بادشاہ
والا جاہ مگر مشہور ہے کہ بد دغا شعار ہوا دادا کے قتل سے بے اعتبار ہوا لازم ہے تجھے پر اس کے
تیرے مطلق نہ پاس کرے فردوسی

چو افراسیاب آنچنانش بدید	نه زو شد چو شیر ژیان بر کشید	بگفت این و برداشت گرز گران	[illegible] سوار از ندران
		بدو گفت چون پیل مستی مکن	نبرد ما بیشه [illegible] مستی مکن

القصہ صبح سے تا شام وہ نوجوان اور شاہ توران باہم مشغول بجنگ وجدال ہے فردوسی

ز بیگاه ایشان نهان گشت مهر	ستاره بگردون بپوشید چهر

اس عرصے میں ترکش خالی ہوا شاہ نے گرز ہاتھ میں
لیا غصے میں آکے چاہا تھا کہ برزو پر لگائے عرصہ نبرد میں بہو نہال ہو جائے فردوسی

بیامد بر شاه هومان چو شیر	بدو گفت کای شهریار دلیر	ترا ننگ ناید ز بیگاه را د	تو باید که خنجر و شوی جنگجو
بهومان چنین گفت افراسیاب	که از کینه دارم بدیده پر آب	مراد دو این بد ترا زخسر دست	که در پیش من کینه خواه دست

ہومان نے عرض کیا اگر اسکو مارا ایک جوان خیرہ سر بے پدر رہتا ہے اگر خدانخواستہ تو ہلاک ہوا تمام
توران تہ خاک ہوا لشکر کو حکم کیا سب نے برزو کو گھیرا اوسنے نہ منہ پھیرا یہ حال دیکھکے فرامرز رستم نے
گھوڑے سے اوٹھائے بدکو آئے خون کے دریا بہائے کیخسرو نے حملہ کیا پھر تو عجیب تلاطم پڑا کوسون
لاشونکے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا جہان جگہ خالی تھی وہان لہو کا دریا بہا جاتا تھا تورانیون کی شکست
فاش ہوئی کیخسرو کو افراسیاب کی تلاش ہوئی وہ میدان سے فرار ہوا کیخسرو نے تعاقب کا قصد کیا
پہلوانون مانع ہوا صدہا کوس فتح کو سون گئی حریفان کے بھاگنے کی نوبت آئی چرخ نے بیرنگی دکھائی
سیستان قریب تھا جہان پہلوان شاہ ایران کو مہمان لے گیا ایک ہفتہ دعوت لشکر کی جشن شاہانہ
رہا مست و سرشار اپنا بیگانہ رہا رستم نے خسرو سے عرض کی کہ جانثار بہت کام ہون ہوا آرام
نہ چار دن ہوا اسیر دار ہون چند سے وطن میں قیام کرون بدولت سلطان راحت سے آرام کرون

پیرے بدلے فرامرز اور برزو دست بستہ روبرو بیٹھے نوجوان ہیں یہ تکلیف بیٹھے گئے نے قبول کیا
جہان پہلوان نے اپنا مطلب حاصل کیا اوسی دم منشور غور نہری برزو کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرامرز
کو مرحمت کیا پھر آپ با فتح و ظفر مع فوج و لشکر منزل بمنزل کوچ و مقام ہو تا بیت السلطنت کو روانہ ہوا

داستان اختتام دولت افراسیاب ہے کہ پیران ویسہ قتل ہوا اور رشید اگویا سرودمیر اچھا گشتوں کے اس لڑائی میں پشتے ہیں لہو کے دریا بہے ہیں اور

چاہا تھا کہ بخیر آخر کار گرفتار ہوا ہے اس بار افراسیاب جو شکست کھا کے ذلت اوٹھا کے توران پہونچا
ایران از
لے چلا سے نے جوش کیا فرط غضب سے بیہوش کیا جو کچھ خزانے میں موجود تھا سب فوج کو تقسیم کیا عزم جنگ
کیا تم عظیم جوان جیسے ہم پہونچائی جو جیسے طلب کیا اوسکو دیا یہ خبر کیخسرو نامور کو پہونچی اوسنے گودرز
نے فرمایا کہ رستم کئی بار جنگ توران فتح کر آیا افراسیاب کو روز سیاہ دکھایا ہے ابکی تمہارا حصہ ہے
وہ تدبیر کیجیو افراسیاب اسیر ہو یا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گودرز نے طوس اور گیو اور بیژن کو
با فوج بیشمار ہزار در ہزار ہمراہ لیا اور انکا رخ کیا پھر فرامرز سے خسرو نے ارشاد کیا کہ تو ہندوستان کو فتح کر اور
سر حد چین ماچین میں گودرز سے ملحق ہو تا جب تک افراسیاب پابزنجیر ہوگا یہ بکھیڑا آخیر نہوگا جس دم افراسیاب
نے سنا کہ گودرز با لشکر جرار فریدون آثار آ پہونچا اوسنے ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور
پیران ویسہ کے ہمراہ ہزار ہا زرہ پوش کمک کو بھیجے گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا کوشش و ل
بیژن نے ہومان کو مارا فوج فرار ہو کے پیران ویسہ کے پاس آئی گودرز نے دم لیا ہے تو قت پیران آیا
لڑائی ہونے لگی پھر گودرز نے کیخسرو کو عرضداشت لکھی کہ بدولت اقبال سلطان با جاہ و جلال ہومان کو
جان سے مارا اب پیران ویسہ کا سامنا ہے لشکر عظیم بہت عظیم ہے رستم کو ادھر روانہ فرمایئے کہ ہماری
فوج کا جی ٹھہرے جاسے خوف و ہراس نہ آئے کیخسرو نے اوسی دم فرمان واجب الاذعان سیستان کو روانہ فرمایا
اور تاکید لکھی کہ بمجرد دیکھنے فرمان کے ادھر آؤ اوسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاؤ منظور یہ تھا کہ
کہ ایک روز جنگ عظیم ہوئی شکست عظیم پیرانیوں کی ہوئی فتح و فیروزی سے ایرانیوں کا پھریرا اوڑا یا تورانیوں کو
بھگایا مگر پیران ویسہ نے پائے ثبات معرکہ کارزار میں جمایا جرأت کی داد دی انتہا کی بہادری کی

آخرکار کام آیا فوج شکست خوردہ مضطر خاک بر سر بدحواس افراسیاب کے پاس پہونچی پیران ولیسہ کی خبر کہی افراسیاب کو یقین ہوا کہ پیر انکا انتقال سلطنت کا زوال ہو گیا

مرا جهان بین من	سوار سرافراز آئین من
ازان دیگر بیست افراسیاب	مرا تو پناه و برادر پدر
همی کینه موبد بهی بخت آب	سپهدار و سالار لشکر بدے

نہ کہا کہ بے انتقام پیران ویسہ تیغ نیام میں نکرونگا خواب و خور مجھپر حرام ہے یہ خبر کیخسرو نے سنی جیحون سے عبور کرکے افراسیاب کی فکر میں چلا وہان افراسیاب نے خزانہ فوج کو بانٹا ہو اونکو نامی ۱۲ ۳۲ ۲۹ شیدا جو اوسکا بیٹا تھا لاکھ سوار کا سالار کرکے خسرو کے مقابلے کو بھیجا کیخسرو نے سنکے لہراسپ کو کہ بیٹے سے زیادہ جانتا تھا اسی ہزار جرار سے روانہ کیا رستم نامدار بھی قضائے کار اوس میدان میں آکے لہراسپ کے شامل ہوا افراسیاب اس حال کو دریافت کرکے لاکھ سوار سے بیٹے کی کمک کو آیا فوج کا دل بڑھایا اور بطریق رسالت شیدا کو کیخسرو کے پاس روانہ کیا زبانی یہ پیام دیا کہ اگر صلح منظور ہے تو ایک بیٹا میرا مع سپاہ ہمیشہ تیری اطاعت میں ہمراہ رہیگا نازیست اس عہد سے نہ پھرونگا عالم اللہ کا ہے تجھے نیک کہیگا ف

بشیده بگفت ای جهاندار پور	که یاد آید از روزگار تو دور	بکیخسرو از من بیاید رسان	اگر کیش گیتی دگر شد جهان
بنیزه که جنگ آورد با نیا	بود نزد تو خوار روز جزا	چو کار سیاوش فراموش کنی	بیارد ابجا هر سیاه ...
به زان گفتم این تا ترسان شدم	دگر پیر گشتم هراسان شدم	همه کوه و دریا مر الشکر ند	همه تیره شیران ...
چو با من بسوگند پیمان کنی	بکوشی و پیمان خود نشکنی	زمین نیز همان شاید شکست	بیزدان ...
دو لشکر بیاساید از رنج رزم	همه رستم با باز گردد به بزم		

جو صلح کا تعہد نہ ہو تو ہم تم باہم ... دگر ... تو شیدا میرا بیٹا حاضر ہے جو اوسکو تو نے مارا تو تمام توران اپنے قبضے میں جان ... ہاتہ اوٹھایا قصہ ہی مٹایا اور بتاکید اکید شیدا سے کہا حرف ولیرانہ برزبان لانا جمع دیکہکے نہ گھبرانا ... شیدا کیخسرو کے روبرو آیا تسلیم کو سر جہکایا خسرو نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا ... سنکے ادہی ... کی خوب وکالت کی کیخسرو نے جواب دیا کہ آج تو کسل راہ سے آرام کرو صبح کو اسکا جواب لو ... رخصت کیا اوسکے جانیکے بعد مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سے مشورہ کیا کہ یہ پیام افراسیاب کا مکر و فریب سے خالی نہیں بارہا تجربہ ہو چکا ہے اور شیدا کے تیور و دم گفتگو دیکھے ... بار مستعد جنگ ... تھا میں نے

رخصت کردیا اب اس سے بذات خاص بے وسواس لڑونگا صلح ہرگز نکرونگا رستم نے عرض کی کہ اسکے صاحب اقبال یہ امر مناسب حال نہیں ہوتا فردوسی

تکا نامہ گم شود زان جہان پاک ‌ ‌ دگر دو راز ہین گر تو گردی ہلاک

ز ایران برآید یکی تیرہ خاک ‌ ‌ بدست تو گر شیدہ گردد ہلاک

یہ صلاح ٹھہری کہ شیدا کو رخصت کرو دونامے کا جواب اور کیسہ کے ہاتھ بھیجو دم سحر لبعد کرو فر شیدا کو وداع کیا فرمایا قارن صف شکن جواب لائیگا شیدا نے کہا میں تو آپسے لڑنیکو آیا تھا نامہ حیلے میں لایا تھا یہ کلمہ سنکے خسرو کو غیظ آیا کہا ہم انشاء اللہ تعالی یہ گو یہ میدان ہے ہمارا تمہارے جنگ کا سامان ہے پھر ادسیدم جواب نامہ قارن کے ہاتھ روانہ کیا مضمون تھا

کنون کار زاد تو دشوار گشت ‌ ‌ سخنہا ز اندازہ اندر گذشت

کہ چندین بنا بہم شمارا امان ‌ ‌ کہ بر گل چہ باد تند خزان

بر بوم و گنج و سپاہت مراست ‌ ‌ ہمان تخت و تاج و کلاہت مراست

سپیدہ دمان با دو ہمان من ‌ ‌ بہ خنجر بہ بندید سر افشان من

من شیدہ دست شمشیر تیز ‌ ‌ برآرم بفر جام ازو رستخیز

تو این چون نہار البشیدہ انگوہی ‌ ‌ کہ اے کم خرد چند تا ناجوی

بگرد یز چنان زار بر تو بدیر ‌ ‌ کہ کاوس گرید ہمی بر سپیر

بزور جہان آفرین کردگار ‌ ‌ بتیمم کاوس پروردگار

اگرم پشت گرمی بیزدان بود ‌ ‌ ہمیشہ دل بخت خندان بود

پلنگ تو در خواب آزمانبرد ‌ ‌ نہ نام درم ار پلو بر تو ستمبرد

کسے را نخواہم ز ایران سپاہ ‌ ‌ کہ یاری بگرد دبہ آوردگاہ

جب نامہ قارن کو حوالے کیا کہدیا کہ افراسیاب سے جانا مگر بیان ہے

جہاندار تا انگیخت انجمن ‌ ‌ کہ این جامہ است بر تو سازد کفن

قارن نے جب یہ پیام شیدا کو پہونچایا اوسکے جواب میں تو یہ حرف زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ مگر صبح کو ہماری لڑائی کی سیر دیکھکے جانا اور کیخسرو سے کہنا تنہا آنا قارن نے کہا خیر ہے خسرو کب محتاج مدد غیر ہے القصہ سپیدہ دم خسرو فلک جاہ باصد جاہ و حشم جلوہ گر ادہر کارزار گاہی ہوا ہر ایک شاہزادہ سرگرم تیاری ہوا مسلح و مکمل ہوکے بر سر میدان دونوں جلوہ کنان آئے فردوسی

برفتند ہر دو ز لشکر بدور ‌ ‌ چنان چون بود مرد دان پسور

القصہ مشغول کارزار سرگرم پیکار ہوئے کوئی کسب اور فن سپہ گری ایسا نہ تھا کہ سر میدان اونسے ظاہر ہوا دونوں طرف کے پہلوان اور مرد میدان واہ واہ سبحان اللہ کرتے تھے آخر کار شیدا نے کہا کہ اب ہم تم کشتی لڑیں خسرو نے کہا اچھا گھوڑے سے اوتر کے دونو شیر تادیر گاہ زوری پیچ کی گھات اور چوری کرتے رہے یکایک شیدا نے کمربند میں ہاتھ ڈالکے اوٹھایا خسرو نے جنبش نکی ایسا لنگر جمایا جب خسرو کی باری آئی شیدا کے سر پر قضا چلائی دفعۃً سبکی سے اوٹھا کر

سر سے بلند کیا پھر زمین پر پٹک دیا اور فوراً خنجر نکالکے حلال کیا فردوسی

بزد بر جهان آفرین کردگار — بزد دست کیخسرو نامدار
بگردار شیری که بر گور نر — بزد دست گردن درآمد بسر
گرفتش چو پیل ژیان راست — برآورد و زد بر زمین درشت
یکی تیغ تیز از میان برکشید — سراسر تنش نامور بر درید

بعد قتل شیدا کیخسرو نے حکم دیا کہ اسکے جسم کو مشک اور گلاب سے دہوکے دفن کردو اور مقبرہ عالیشان جلد تیار ہوا اسکے بعد قارن افراسیاب کے پاس نامہ لیکے گیا لوگوں نے شیدا کے مارے جانیکا حال کہا افراسیاب نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی زمانہ پیش نظر تیرہ و تار ہوا نامے کا جواب دیا مگر فوج جمع کرکے لڑائیکو سوار ہوا جب ہم دونوں بادشاہ جنگجو فوجیں لیکے دوبدو ہوئے ہنگامہ عظیم برپا ہوا شیدا کے قتل ہونے سے ترکوں نے زندگی ترک کی سرمیدان جوانمردی کی داد دی فردوسی

به پیوست جنگی گرانشان لشان — ز کین بد پدر روز لیسر سوگوار
خداوند گردان گردنکشان — دو شاه و دو لشکر خیان کینه دار
سپه یکسر انداختند زیر نعل اندرون — بیابان بکردار جیحون خون
چو کرباس را آبدار داده بخون — یکی بی سر و دیگری سرنگون

آخرکار فتح ایرانیونکو نصیب ہوئی ترک ناچار ہوئے معرکے سے فرار ہوئے اور افراسیاب کو بھی بجز بھاگنے کے

عنانش گرفتند و برتافتند — بدان تا مگر آهو بشتافتند

جب اسطرح کی لڑائی فتح ہوئی کیخسرو نے نامہ کاؤس کو لکھا ماجرا سے جنگ مشروحاً تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے درپے ہوا سرحد چین ماچین میں ہوگیا خاقان کی سلطنت کو تزلزل ہوا اسکے سے تحفے نقد جنس کی قسم سے بھی لیکے ایلچی اسکا حاضر ہوا شرط خدمت بجالایا زمین بوس کو سر جھکایا کیخسرو نے فرمایا اگر افراسیاب کو پناہ دی تو میں نے تیری بیخ و بنیاد کھود دی وہ مجبور رہا نسبتی بھاگا کوہ و دشت طے کرتے کرتے عاجز ہوا کوئی پاس نرہا جہاں جاتا تھا کیخسرو کے ڈر سے سب منہ بناتا تھا صاف جواب دیتا تھا اپنے شہر سے نکال دیتا تھا انتہا کار پہاڑ میں ایک غار تھا اوسمیں چھپا اتفاقات زمانہ سے قریہ والے ہوم نام اوسکے خوف سے وہاں بستا تھا ہزار طرح کے رنج سہتا تھا ایک آستانہ دردناک اوسنے سنی غار کے قریب آیا سنا کہ کوئی شخص ترک کی زبان میں بصد حزن یہ بیان کرتا ہے کہ اے شاہ توران وہ جاہ و تجمل وہ فوج اور سامان کیا ہوئے اگر دو دن جب مجھسے پھر اکس کس بلا اور ستم میں تو گھرا کے جان پناہ ملی تو بھاگ جانیکی راہ ملی

وہ فوج ظفر موج کیا ہوئی کیا وہ تخت و تاج ہوا آج یکہ و تنہا بوریے کا محتاج ہوا نکوئی امیر ہے نہ وزیر پاس ہے
ہر سمت ہجوم حسرت و یاس ہے رفیق ناکامی جلیس یاس ہے ہوم نے تامل کرکے آواز پہچانی فردوسی

چنین گفت کاین نالہ ہنگام خواب | نباشد مگر زان افراسیاب

بسکہ جور افراسیاب سے ستم کشیدہ آفت دیدہ تھا دلمیں
رقت انتقام ہے اسواسطے سابقین کا یہ کلام ہے سعدی

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک | نروید ز تخم بدی بار نیک

دم سحر ہوم نفتہ جگر پکارا کہ اے شاہ توران پرشوکت والاشان دعا تیری قبول ہوئی باہر آجو حاجت رکھتا ہے
بر زبان لاغیب سے تیرے واسطے مدد آئی ہے شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی
سند آئی ہے افراسیاب خوش ہوکے نکل آیا ہوم نے گردن پکڑ کے گھونسا لگایا پھر مستحکم باندھکے حال
پوچھا اوسنے تمام سرگذشت بیان کی وہ کیخسرو کے پاس لیچلا ہرچند منت و زاری فریاد و بیقراری کے
سودمند ہوئی کشان کشان روبروے سلطان ایران لایا بہت کچھ نقد و جنس پایا فردوسی

چو در پیش کیخسرو آمد بدرد | ببارید خون بر رخ لاجورد
شہنشاہ ایران زبان برکشاد | وزان طشت و خنجر ہمیکرد یاد

پھر کیخسرو نے فرمایا کہ سیورز کو حاضر کرو طشت و خنجر بھی ساتھ ہو اوسیدم دونون خودسرون کے تن سے
سر کٹ گرے ملک پہلوانونکو مین چلے جوانونکو بٹ گرے رستم کو توران کے بندوبست کو چھوڑا اپنا
ایران کیطرف منہ موڑا جب دم قریب آیا کاؤس کو خبرداروں نے مژدہ پہونچایا خود با جاہ و جلال بفرو
شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگالیا کہا شکر ہے یزدان کا کہ سیاوش کا انتقام بھر پایا جانکو راحت
ملی دلکو چین آیا کچھ دن نگذرے تھے کہ کاؤس کو پیام اجل آیا دار فنا سے رحلت کی بعد غرغرہ شراکت
غیر کیخسرو کے سلطنت کی یہ بیان محققین مورخین کا مضمون تو صاف صاف ہے
مگر تحریر و تقریر میں گونہ اختلاف ہے اسواسطے لکھا اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخ
یکتا ہے وہ اسطرح لکھتا ہے کہ ایک روز حرکات ناپسندیدہ سالار ترکان کیخسرو والاشان یاد فرما کے سخت
دل ہوا کہ باوجود اتنی لڑائیونکے ابتک مطلب نہ حصول ہوا چار سردار جہاندیدہ خنجر گذار با فوج
بیشمار چار طرف بھیجے کہ افراسیاب کو ہر سمت سے گھیرو لڑنے سے منہ نہ پھیرو مع کیفر یا گرفتار ہو
یا مسرے زندہ بھاگنے نپاوے اور گودرز کو درفش کاویانی دیا جسکو بادشاہون نے اپنے پاس سے کبھی جدا

گیا تھا اور سپاہ کیطرف بھیجا خود بھی اوسیطرف عازم ہوا جب افراسیاب کو گودرز کی آمد معلوم ہوئی
پیران ویسہ کو بلایا اپنے بھائی کو اوسکے ہمراہ کیا فوج دریا موج بے حساب ہمراہ لیکے گیا گودرز سے
لڑنیکی اجازت دی مگر یہ خبر نتھی کہ جب سعادت اقبال نحوست زوال کے ساتھ بدل جاتی ہے مآل سے
اعمال بدلتا ہے نہ زر کام آتا ہے نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہے القصہ مقابلہ ہوا طرفین کے دلاوروں نے
جانبازیکا کوئی مقدمہ اوٹھا نرکھا ہر سمت لاشونکے انبار ہوئے دریاے خون رواں تھے زنگان
سپہر شجاعت موجیں مارتے تھے شعلہ زنان تھے رباعی اگر بخشم زامل بخاک رنگی ما ابر بہار یہ خود اندر

دگر نہ از چہ لبش خشک و دیدہ تر یا لی ۲ آخر کار	ہزار سر بالی ہے جو غنچہ پیر جگر بکشیر بیرون ز انغی سبت

پیران ویسہ کو گودرز نے مارا اور گیارہ سردار نامدار تورانی اسیر ہوئے گرسیوز نے اپنے اعمال ذلیل و خوار ہو کے
گرفتار ہوا لاکھ سوار افراسیاب کا اوس کارزار میں کام آیا باقیماندونکا کمیت پاؤں اوٹھ گیا اس ہنگامے
مین رایت نصرت آیت کیخسرو نمودار ہوا گودرز نے حکم کیا کہ ہر ایک صاحب علم ڈلوا اپنے اپنے قتل کیے ہوے
زیر علم ایک جا کریں کہ مقتول جلد شاہ ایران کے ملاحظے سے گذر جائیں قاتل انعام پائیں اور
خود استقبال شاہ با اقبال کو روانہ ہوا الغرض حسب معمول ہر ایک سر ہر علم لایا کشتونکو اور اسیرونکو دکھایا
دیکھتے دیکھتے کیخسرو علم گودرز کے قریب آیا پیران ویسہ کو زیر علم بر خاک بیجان پایا گھوڑے سے
اوتر کے گریہ و زاری بہت سی بیقراری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکے اچھی جگہ دفن کرو اور گیو کے
علم سے گرسیوز کو بندھا پایا اوسکا سر کٹوایا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص و عام کو بقدر لیاقت
و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور گنج مکران فریبرز کو دیا اور محاصل اصفہان و جرجان و قہستان گودرز کو
عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت ناک لڑائی مچا ڈالی دولت
کی نوبت آئی پھر شیدا کو بعد یاس بھیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بھیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ
خوارزم نے بجز اس کے خوارزم اور سمرقند کا نام ہوا جب شیدا قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان
گنگ دژ کہ دار الملک افراسیاب کا تھا وہاں آیا قلعے کو گھیرا افراسیاب کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا قلعہ فتح
ہوا متعلقان سرا پردہ افراسیاب کے پردہ و حجاب میں ... زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب

کیخسرو خواب ہر سمت بھاگتا تھا جہاں جاتا تھا آفت میں گرفتار ہوتا تھا آخرکار بنواح آذربائیجان میں بابل جا کر
خوار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضوں کا قول ہے کہ تیسرے دن جب کہ ان شمار بازی آلی برین قتل بعضے
لکھتے ہیں کہ حسب دستور سجال یوں بزار گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان رحیم دل کو اوسکا مال کا بہ عبرت سے
تاسف ہوا رقت آئی گودرز ابن پرخواس ہوا کہ مبادا کیخسرو اسکو جان کی امان دے تو بہ تدبیر کیخسرو اپنے بیٹے چلے
بے اجازت شاہ سر اوس عالیجاہ کا کاٹ ڈالا جنگ و جدال کا قضیہ بالا جب اس غم غصے سے فرصت پائی
آذربائیجان سے بلخ میں رونق افزا ہوا جشن با ساماں عیش و طرب بپا ہوا اسکے بعد ایک روز تمام ایران و توران کے
بزرگواد وزیر امیر سبکو جمع کیا پھر اونسے مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ نکتہ ستاد وبرادین سبکو ثابت ہے کہ جسنے
زاویہ عدم سے صحرای وجود میں نمود کی قدم رکھا اوسنے ذائقہ مرگ بالاشک چکھا اور فنا سے گذرنا ہے
جیسے کہ فرمایا ہے پس جس شے کو زوال ہے اوسکی محبت بیہودہ خیال ہے آج میرا یہ مدعا ہے کہ ہر کہ عاقبت منتہا
کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ کرے اسکے کاروبار سے مجھے انکار کرے کسی کیطرح یہ شخص کہ جسکی اصل ہم ہے ہیں
کم ہے بہتر ہے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جہان بکھیڑوں سے دور رہو تو قرین رحمت
پروردگار ہو اس بحر خونخوار ناپیدا کنار سے شرابار ہو جب دم یہ تقریر دلپذیر کر چکا لہراسپ کو ولیعہد کر کے سبکو
اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا فرمان بتاکید کیا اور جو جو امراء عمر بادیرینہ اور دادرسی کی لہراسپ
اوس اگاہ کیا دقیقہ سلطنت اور فرمانروائی اوسکو سیکھا دیا بادشاہ کیا پھر اوسی دن راتوں رات حشمت کو
وداع کر کے ترک لذات کی وارستگی لی نظم

جہاں از رخ بخت او شد و گر زند | زبانی تا مہر برد و گردند
بوقت آنکہ پیمانہ ساں انجم | کیخسرو بدیر گردون برد

پھر اسطرح منہ چھپایا کہ پھر کسیکو نظر نہ آیا اور بعضی
تواریخ میں یہ نظر سے گذرتا ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے قصد گرفتاری کیخسرو کیا تھا وہ بلخ کیطرف
بھاگ گیا وہاں ہلاک ہوا اور فردوسی نے ہو لکھا ہے کہ تیرے والی کوہ برآب ... دل گیا جاتا ہے وہ تحریر
میں آنکا حال لکھا گیا زمانہ سلطنت کیخسرو آئینہ تاریخ کے نزدیک ساٹھ برس ہے اور مولف تاریخ معجم کہ تحریر
اوسکی آسائش ہم کم ہے وہ یہ لکھتا ہے نظم

زالست خسرو چو بیرون نگان | اگر گیتی شہر ست باز گشتگان
چو چند سال کیخسرو شاہزادہ | بہ تخت چند انکہ پیشتر
بہ پیمانہ زر دگرد شد کام گار | بہر باشد ش تشنگی بیشتر

بلہراسپ و افسر خسروی | وسے عہد و تاج کیخسروی | اور حافظ ابرو نے لکھا ہے کہ مورخ کہتے ہین کہ

کیخسرو نے مسجد بنائی تھی وہ ہمیشہ سفر و حضر مین پاس ہاتھی تھی محراب مین در و جواہر گرانبہا نہایت آب و تاب سے لگائے تھے بطریق پیران بیشین اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تھا اور خلق کو پرستش بے نیاز کی ترغیب کرتا تھا اور فارسی کہتے ہین ہمیشہ تھا جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تھا سبکو بلا کے پھیر دیا بہرحال کفالت کرتا رہا عہد حکومت ظلم و جور نکیا خسرو کا قول یہ تھا کہ پائداری ملک و رعیت کی مالیسے ہے پروردگار نے اسکو وسیلۂ حصول مقاصد ہر دو سرا بنایا ہے اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہے پس لازم ہے کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے نگذرے لقب اوسکا مبارک ہے

ذکر پھر اصل کتاب کا ہے یعنی شاہنامے سے شمشیر خانی مین جو کچھ لکھا ہے ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہے آئینہ روستان ہے سمجھا نا رستم و زال کا تمنا سلطان خوشخصال کا لہراسپ کا جانشین ہونا اور انکا برف مین دب جانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر و زبان مالک اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکھتا ہے کہ بعد انتقال کیکاؤس بکیسٹھ برس حسب دلخواہ کیخسرو با فر و جاہ سلطنت کر چکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا ایک روز کارپردازان سلطنت امیر و وزیر حکیم مشیر ترقیخواہان دولت جتنے تھے سبکو جمع کیا پھر فرمایا کہ یہ جا جسکو سرائے فنا فجہ دنیا کہتے ہین عاریتہ جسمین اوترتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر

اگر صد سال مانی ور یکے روز	بباید رفت ازین کاخ دل افروز

جو اوسکو دار ناپائدار سمجھے وہ اوسکی شادی یا غم کا اعتبار نسمجھے یہ جگہ ایک دن خواہ مخواہ چھوٹ جائیگی تخت کے بدلے تختۂ تابوت ہوگا لحد کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جائیگی لطف یہ ہے کہ اسکو آپ چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کرکے رشتۂ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار اگر شامل ہو تو فارغ البالی مین بڑی سلطنت جاودان حاصل ہو اب مین نے لہراسپ کو قابل فرمانروائی سمجھکے ولیعہد کیا نظم و نسق سلطنت ملک کا انتظام اوسکے قبضۂ قدرت مین دیا تم سب اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا یہ رعیت پروری غربا نوازی کریگا انصاف اور عدل کا سررشتہ ہاتھ سے نہ دیگا تم سبکی چارہ سازی

کرے گا دامن امید تمہارا زر وجواہر سے بھر دے گا مجکو دل سے بھول جاؤ گے اوسوقت میرا یہ کلام یاد کرنا بے اندیشہ و غم باہم رہنا ستم رسیدوں کا دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانگداز سنکے رونے لگی جان کھونے لگی کہ ایسا سلطان والاشان قدردان کہاں پائینگے در و دیوار سے سر ٹکراکے مرجائینگے کیخسرو نے سبکی تسکین و تشفی کی خلوتسرا کی راہ لی رئیسوں نے یہ مضمون زال و رستم پہلوانوں کو لکھا دونون بر خلاف استعجال یعنی رستم و زال فوراً آموجود ہوئے پردے کے قریب ال ستود و خصال آیا آداب و تسلیم بجالایا سبب آمد خسرو نے پوچھا زال نے خلوت نشینی گوشہ گزینی شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون بسنا بق بر زبان گہرفشان سے دونونکو سنایا کہ بالفعل یہ خیال آیا ہے اس سے منہ چھپایا ہے تہمتن نے عرض کی داد رسی ایک ستم دیدہ کی عبادت صد سالہ کا مزا رکھتی ہے پھر بہر حضرت امور سلطنت ملاحظہ فرمائیں تین پہر خالق کی بندگی بجالائیں بادشاہ حق شناس نے جواب دیا کہ دل ایک دو طرف توجہ کرنہیں سکتا اور میں نے رویائے صادق میں دیکھا ہے کہ کوچ کا زمانہ اس مقام سے نزدیک ہے آپ الغرض مصلحت اندیش سے بہت دور ہے کہ یہ چند روز بھی بطور گذشتہ ہاتھ سے دیجیے سامان سفر تیجیے کیونکہ وہ راہ در پیش جہان میل ہے اور نہ سنگ نشان ہے نہ رہبر ہے نہ کوئی کاروان ہے عالم تنہائی میں یار نہ آشنا ہوگا خوف ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوگا

القصہ رستم و زال مایوس ہو کر گریہ کنان باہر نکلے یہ کہتے تھے

خردمند زین کار حیران شود | کہ زندہ کسی سوی یزدان شود
دریغ آن بلند اختر رای تو | کہ داند کہ گیتی چہ او را نمود
بزرگی و دیدار بالای تو | چہ گوییم کہ گوش این نیارد شنود

پھر حکم کیا کہ خیمہ ہمارا صحرا کے پر فضا میں بپا ہو حسب ارشاد کارپرداز بجالائے ایک ہفتہ جشن عظیم رہا در خزانہ گنج کھلا باب افلاس و احتیاج مسکین و غربا پر بند ہوا جو ذی حق تھے حوصلے سے زیادہ اسباب اور مال سبکو عنایت ہوا فقیر ہر ایک امیر ہوا مستغنی جوان و پیر ہوا یہ سب بانٹ کے جنگل کی طرف چلا بجد یک روز چشمہ معہود نظر آیا سبکو رخصت کیا اونہون نے عرض کی جو دم ہے زیارت سلطانی غنیمت ہے کیخسرو نے فرمایا یہان برف گریگی طوفان آئیگا زندہ گھر تک کوئی جانے نپائیگا یہ کہکے اوس چشمے میں در آیا پھر جو ڈھونڈھا بادشاہ کو نہ پایا فردوسی

ہمہ تنگدل گشتہ و تافتہ | سپردہ زمین شاہ نایافتہ

جب شاہ نامدار شاہ گردون وقار کو کھو چکے خوب سا رو چکے فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اگر چہ زاری

فریاد وبیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کرو دل پر جبر کرو اور کچھ کھاکے ایکساعت استراحت پاکے پھر چلو قول فردوسی

وزان پس چنین دید چون یکه بود ۔ زخوردن بسی خواب فتند زود ۔ ہم آنگاه برآمد یکی باد و ابر ۔ ہوا گشت بر سان چرم ہژبر

برآمد یکی باد و برف گران ۔ زمین شد سپید از کران تا کران ۔ فتند دید بیچاره گردان نیو ۔ چه طوس و فریبرز بیژن چه گیو

زمانی طپیدند در زیر برف ۔ یکی چاه کندند در ره ازرف ۔ نماند ایچکس را از ایشان نشان ۔ برآمد بفر جام شیرین روان

ایک شخص زندہ نہ بچا وہ مجمع برف کے تلے دبکے ٹھنڈا ہوا گودرز جو پہلے رخصت ہوکے پھر آتھا وہ راہ مین انکا منتظر تھا مجبور کسیکو احوال دریافت کرنیکو بھیجا اوسنے برف کے تلے سبکو جان بحق پایا تنفس زندہ نظر آیا

اب سلسلہ اور جھگڑا مقدمہ جرأت اسفندیار سے شروع لہراسپ کا ہوتا ہے روئین تن ہوتا ہے اور گشتاسپ کا بیان ق

بیارست آئین کیخسروی ۔ برافراخت آئین ہر خسروی ۔ کنون تاج و تخت لہراسپ شاه ۔ برآریم و ارانشانم بگاه

لہراسپ نے عدل و انصاف جسقدر کے زیادہ کیا کشش وجود مین دست ہمت بلند کرکے کیخسرو کو سبکے دل سے بھلایا ایرانی شکر یزدان بجالائے سبہوں نے اوسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سر جھکائے پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اوسکو دیے تھے آرداور سداسپ توکاوس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسپ اور زریر کسی درامیر کی لڑکی سے تھے الاسپ مین گشتاسپ متین و دوربین خوش فہم زبردست شکیل فرمانروائی کی دلیل بہت عقیل تھا دبدبہ سلطانی پیشانی نورانی سے پیدا عزم و شان بشرے سے ہویدا تھا لہراسپ تعمر دیدہ جہاندیدہ تجربہ رسیدہ تھا وہ اولاد کاوس سے باسباب ظاہر زیادہ مانوس تھا بیشتر حکومت اور امارت کا کام انہین لوگونکو دیتا تھا اس سبب سے گشتاسپ ملول اور پریشان رہتا تھا دلکا حال کسی سے نہ کہتا تھا اگرچہ زبانی تو نہین طول ہوا مادہ معجود تھا زیادہ ملال ہوا گشتاسپ کو ترک وطن کا خیال ہوا سو سوار ہمراہ لیکے وہ ذی شان سمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہراسپ نے چوسنا زریر کے ہمراہ ہزار سوار کرکے بلوایا راہ مین جب دونون بھائی ملے باہمی شکایت اور گذشتہ حکایت بیان کی فردوسی

بکاوسیان خواهد نیکوی ۔ بزرگی و ہم افسر خسروی ۔ برو گفت گشتاسپ کامی نجوی ۔ ندار یکم نزد پدر آبروی

مراد تو ازداد و جای نیست ۔ بمغز پدر اندرون رای نیست

غرضکہ بمنت و زاری زریر نے پھر چلنے پر راضی کیا گشتاسپ نے کہا تیری خاطر سے چلتا ہون لیکن یہ شرط ہے

کہ وہی عہدہ مجکو ملے ورگنہ وطن سے آوارہ ہونگا باپ کے روبرو نہ ہونگا زریر نے قبول کیا اپنا مطلب
حصول کیا لہراسپ کے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملایا مگر بدستور سابق وہی فتور رہا گشتاسپ کو خفت ہوئی
بیقرار ہوا بذات خود روم کیطرف وہ محروم فرار ہوا یہاں پھر تلاش ہوئی کسینے پتا پایا جو ڈہونڈہنے گیا خالی پھر آیا
یہ روم میں پہنچا کچھ دنوں گوشہ نشینی میں بسر اوقات کی دنکی رات کی جب فاقے سے حال زبون ہوا دل و جگر کہنے لگے
خون ہوا قدر دیوانی میں بخیال تحریر و تقریر گیا لیکن خلاف تقدیر کیا اونہوں نے جواب دیا کہ ہمیں حاجت نہیں
وہانسے مایوس بصد حسرت و افسوس بازار میں کسی لوہار سے کہا کہ میں مزدوری کو آیا ہوں اوسنے کہا اچھا پہلے
ہتھوڑا اوٹھا کے نہائی پر لگایا دونو نہیں ایک کو ثابت بنایا کام تو ناآشنائے کار دوسرے زبردست زور گرفتار
لوہار ڈرا اسکو کچھ نہ دیا مگر گہر سے نکالدیا فردوسی | ہمی رفت گشتاسپ دل دردمند | خروشان و جوشان ز چرخ بلند
آخرکار پریشان با دل نالاں شہر سے جنگل کو چلا ایک کھیت کی مینڈ پر بیٹھکے رونے لگا کھیت کا مالک مرد پیر
جہاندیدہ تھا اوسنے دیکھا کہ جوان بے مثل لاثانی گرد ایرانی بصد پریشانی سر در ہاہے دامن جیب آنسوؤں سے
بھگو رہا ہے اوسکو رحم آیا قریب آکے حال پرسی کی گشتاسپ نے شکایت بخت نحوست ایام سختی فلک
جفا سرشت کی کچھ بیان کی اپنی غریب الوطنی بھوک پیاس حسرت و یاس کہدی وہ گہر میں لایا شرط مہمان
نوازی ادا کی پیٹ بھر کے کھانا کھلایا اپنے کو مکان بتایا جب گشتاسپ نے اوسکا حال پوچھا اوسنے کہا میں
جگر خون نسل فریدون سے ہوں اس گوشے میں بیٹھکے کار دہقانی کرتا ہوں رنج میں زندگانی کرتا ہوں
گشتاسپ نے کہا یہ بھی نیرنگ چرخ سفلہ پرور و معاملہ فلک دون ہے کہ میرا جد بھی فریدون ہے القصہ دونوں میں
خوب جنسیت کے سبب سے الفت ہوئی یار غم سے چندے ایوان بسر لیل و نہار ہے یکایک طالع بلند گشتاسپ کا بیدار ہوا بخت
خفتہ بیدار ہوا اوس زمانے میں یہ رسم قیاصرہ تھی کہ جب بیٹی جوان ہوتی مجلس طرب آراستہ کرکے شاہ و
شہزادہ ہائے ہر شہر و دیار عالی تبار کو بلاتے بیٹی کو دکھاتے جسکو وہ پسند کرتی اوسکے ساتھ عقد ہوجاتا تھا
اون دنوں دختر کتایون نام پری پیکر گلفام قیصر روم کی بیٹی تھی کئی بار بادشاہ نے مجمع شاہزادہائے نامدار کیا
لیکن کتایون نے انکار کیا وجہ یہ تھی کہ گشتاسپ کو خواب میں دیکھا تھا اوسکی مائل تھی شمشیر محبت کی
گھائل تھی وہ نقشہ ہمیشہ پیش چشم تھا جب اوسکو اون لوگونمیں نپاتی شادی کا غم رسیدہ انکار کرجاتی

آخرکار اس بار قیصر نے جشن عظیم مقرر کیا اوسی رات پھر خواب مین گشتاسپ نظر پڑا پھولونکا دستہ ہاتھ مین
تھا اوسکی ٹہنی توڑکے کتابون کو دی وہ نیند سے چونک پڑی دم سحر بصد کر و فر پیراستہ ہوکے بیٹھی اور حکم ہوا
کہ جو شاہ و شہریار کی نسل سے ہو اس صحبت مین آئے وہ دہقان بھی گشتاسپ کو ساتھ لیکے سیر کنان
چلا جاتا تھا یہ صدا سنکے دونون در دولت پر پہنچے بمجرد نگاہ نظر اول مین کتابون نے پہچانا رفیق خواب بیدار مین
پایا سجدۂ خالق کو سر جھکایا اور پھولونکا دستہ شگفتہ ہوکے گشتاسپ کے ہاتھ مین دیا خزان رسیدہ کو باغ باغ کیا
قیصر جو مطلع کار ہوا سخت بیزار ہوا کہ مرد غریب الوطن مجہول النسب جاہل رنج و محن کو پسند کیا پھر گشتاسپ کو
پاس بلاکے حسب اور نسب پوچھا اسنے سچ سچ کہدیا قیصر کو یقین نہ آیا توری چڑہا کے منہ پھیر لیا مگر عہد شکنی
کے خوف سے کتابون کو حوالے کیا مگر مال و اسباب کی قسم سے خاک نہ دیا بلکہ گھر سے باہر کیا گشتاسپ
اوسکو لیکے خانہ پریشان بے سر و سامان بیابان مین رہنے لگا افلاس کے الم سہنے لگا آخر کو یہ اوسنے مقرر کی کہ
دریا کے پار جاکے گور کا شکار کرتا نصف گذریانون کو دیتا آدہا اپنے صرف مین لاتا روز کی آمد و رفت سے
گذریان یار ہوتے مددگار ہوتے اتفاقاً ایک امیرزادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیام لایا اور تیسری بیٹی کو
اہرن نے طلب کیا قیصر تو کبیدہ خاطر ہو رہا تھا ٹال گیا جب دونون بہت ہوتے تو میرین سے کہا فلانے جنگل مین
بھیڑیا ہے جو تو اوسکا سر لائے تو تیرا مطلب آئے اور اہرن کو دمن اژدر مین بھیجا یعنے ایک جا ایک اژدر رہتا تھا
اوسکے قتل پر شادی ٹھہرائی یہ دونون سخت حیران پریشان ہوئے وہ کام نکر سکے مگر بوساطت گذریان
گشتاسپ سے ملے اپنا حال کہا کہ قیصر نے ہمکو اس حیلے سے ٹالا ہے جو ایسا امر مشکل ہمارے سر پڑا ہے
اوسنے تسلی کی کہا یہ کام کیا ہے تمکو پر اسن بیچا ہے خود اچا ہیگا تو تم دونونکا مطلب جلد بر آئیگا وہ اژدر اور
بھیڑیا بہت سہل مارا جائیگا پہلے تو بعزم قتل گرگ وہ شاہزادہ بزرگ چلا گذریان جو آگاہ تھے پیچھے سیر دیکھنے کو
ہمراہ ہوئے جب بھیڑیا نظر آیا شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسپ پر حملہ آور ہوا ناوک جگر دوز کا سینے
مین گذر ہوا اسپر بھی وہ حبیب ہاتھ کے لپٹ گیا شاہزادہ والا تبار نے خدا کو یاد کیا [illegible] پھر ڈالا
پھر سر کاٹکے لیچلا اور لاکے حوالے کیا قیصر اوسکا سر دیکھکے خود اوس جنگل مین گیا واقعی وہ ٹکڑے دیکھا
دیا نے پھر کر بیٹی کا نکاح کر دیا اب اہرن کی مدد کی باری ہوئی اژدر کے قتل کی تیاری ہوئی ایک خنجر دندانہ

تیار کیا اہرن نشان بتانیکو خائف ہمراہ ہوا جب اوسکے مسکن کے قریب یہ دونون غریب الوطن پہونچے اژدہا بو پاکے باہر آیا خونخوار شریر بار گشتاسب نے چند تیر پے در پے ایسے لگائے کہ اوسکے جسم مین سب کے سب تا پر درآئے خون بدن سے جاری ہوا سست ہوگئے جاری ہوا گشتاسب قریب گیا فردوسی

سبک خنجر اندر دہانش نہاد	زدادار نیکی دہش کرد یاد
بزد تیز دندان آن خنجرش	ہمہ تیغہا شد بکام اندرش
ہمہ تیغ زہر تا گشت سست	بزہر و بخون پیکرش خود نشست
فرو ریخت مغزش بدان سنگ سخت	بگشت اژدہا [illegible] سخت
بکند از دہانش دو دندان سخت	پس آنگہ بیامد سر و تن شکست

کیفر تیغ سے مغز اوسکا بہہ سا گیا

اوسکے دونون دانت نشانی اہرن کو دیے وہ قیصر کے روبرو لیا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اژدر کا مارنا دیوکا کام ہے یا انس کیان سے یہ کوئی عالیمقام ہے مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا بھی عقد کردیا اب ان تینون شخصونمین وہ ربط واخلاص بہم پہونچا کہ ایک جان دو قالب تھے ایکساعت جدا ایک جدا نہوتے جبتک نسوتے اور شہزادیان بھی پاس بے وسواس ایکجا رہنے لگین آخر کو یہ خبر قیصر کے گوش زد ہوئی کہ تیرا داماد اول انکار پھر اقرار پھر اول جو اکھڑیا اور اژدہا اوسی نے مارا ہے انکا کام نکالا آفت عظیم کو ٹالا ہے فرط جرأت سے اس مقدمے کو نالائق جانکے اپنا نام نکیا تھا کہ کچھ ایسا بڑا کام نکیا تھا قیصر روم نے بڑی دہوم سے گشتاسب کو بلایا عذر ایام گذشتہ برزبان لایا پھر لشکر ظفر پیکر کا سالار کردیا مختار کردیا لڑائی گشتاسب کی الیاس والی خزر سے اور بعد فتح شہرہ پایا اور اپنی ہیبت السلطنت مین جانا جب لشکر کا سپہ سالار گشتاسب نامدار ہوا فتح و نصرت نے استقبال کیا ہمت نے ملک ستانی کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزر الیاس کو لکھا کہ اتنے دنون بیفکر غیر ملک کی سیر کرتے تھے اب دست بستہ حاضر ہو بلکہ وبال بندگان سلطان روم کو سونپو وہ سنکے آمادۂ نبرد مستعد کارزار ہوا الرتیکو تیار ہوا یہانسے گشتاسب نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان روم بھی اون دونون داماد و نکو ساتھ لیکے سیر دیکھنے چلا القصہ طرفین کی سپاہ رزم جو جنگجو آہ و یدو ہوا یعنی آراستہ ہوئین لڑائی کی تیاری ہوگئی موت کی گرم بازاری ہوگئی

چکاچاک برخاست از ہر دو سوے	زخون شد ہمہ ہمچو جوی جوے
دریادہ بر آمد ز ہر دو سپاہ	تو گفتی بر آمیخت با شیر ماہ
بجنبید گشتاسب از زیر صف	یکی بارہ زیر اژدہا یکف

پرسے تیر ملکے الیاس کو پکارا وہ بھی گھوڑا اچپکا کے روبرو آیا گشتاسب نے فرصت نہ لینے دی نیزہ
جوشنین بند کیکے گھوڑے سے گرایا پھر آپ کو دیڑا ہاتھ باندھکے قیصر روم کے سامنے آیا فوج مخالف یہ جیتی
اور جرات دیکھکے بھاگی شہر خزر قبضے مین آیا انتہا کا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتاسب کا مرتبہ حد سے
فزون کیا ایک روز گشتاسب نے فوج کے نامدار سالار طلب کرکے عزم جنگ ایران بیان کیا لہراسپ نے لڑنیکا
سامان کیا سبنے متفق جواب دیا کہ الیاس نہو وہ بادشاہ جرار آزمودہ کار ہے اوسکا مقابلہ بہت دشوار ہے
گشتاسب نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہراسپ کا پاس کرتے ہین لڑنے سے ہراس کرتے ہین
مین با معدودے چند لڑونگا فتح کرونگا تم نامہ لکھو کہ یا ملک نصف بانٹ دو یا سر میدان نکلکے لڑو اوسیدم نامہ
تیار ہوا اور قالوس نامہ دار ہوا جسدم لہراسپ کے روبرو پہونچا وہ نامہ پڑھکے بہت ہنسا کہ ایک خزر کے
ہاتھ آنے سے تھوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غرور ہوا ہمسے برسر فتور ہوا پھر قالوس سے لڑائی کا
حال پوچھا اوسنے گشتاسب کی شوکت وشان بیان کی کہ داماد اوسکا والا نژاد دیو ہے بصورت انسان
مثل باز آیا خانہ زین سے صید زبون کیطرح الیاس کو قیصر کے پاس لیگیا لہراسپ نے فرمایا اس جلسے مین
کیسی صورت اوس سے ملتی ہے قالوس نے زریر کیطرف اشارہ کیا کہ یہ نوجوان بھی شوکت وشان
رکھتا ہے لہراسپ نے کہا خیر از ماست کہ بر ماست جواب لکھا کہ فقط فتح جنگ الیاس پہ اتنے بد حواس ہوئے
کہ کسیکا لحاظ و پاس نہ ہا سوال بیجا ہمسے کیا اگر سیتو باج وخراج بھیجا تو خیر ورنہ تختگاہ روم مسکن بوم شوم
بنادونگا نام سبے نشان ہوجائیگا وہ بسا بسایا ملک ویران درودیوار پامال سم سپاہ گردنکشان ہوجائیگا
جواب لیکے وہ تو رخصت ہوا بعد چندے زریر کو نامہ تحریر کرکے دیا کہا اونکو قیصر کے پاس جانا سخنان صلح و
آشتی زبان پر لانا اور شبکو گشتاسب کی ملاقات کرکے سمجھانا کہنا ہمسے غلطی ہوئی خانہ خانہ شماست
بے تکلف چلے آؤ یہ تخت وتاج مبارک ہو ہم تنہائی مین بیاد حق مشغول ہین تمہارے مطلب حصول ہون
زریر روم مین داخل ہوا خبر ہوئی کہ پسر لہراسپ پیغام لایا ہے نامدار بنکے آیا ہے قیصر نے اعزاز واکرام سے
طلب کیا گفتگو رہی رخصت ہوکے مکان پر آیا گشتاسب کے پاس گیا دونون بھائی بغلگیر ہوکے روئے زریر نے
بتقسیم کہا کہ باپ اب سلطنت سے بیزار ہے تمہارا طلبگار ہے یہ باتین سنکے حب وطن الفت مادر وپدر طبیعت مین

نفیس زن ہوئی اوسی صبحکو بصد تجمل وشان کتابون کو ساتھ لیکے سوے ایران روان ہوا جب برد آیا لہراسپ تخت سے اوٹھا بیٹے کو گلے سے لگایا پیار کیا گہرہاے اشک کو نثار کیا اور تخت زرین قریب بچھوا کے بٹھایا اوسیدم سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا فقیرانہ لباس حق شناسی پہنکے بلخ کو روانہ ہوا وہان ایک مکان مثل خانہ کعبہ بنا کیا تھا اطراف وجوانب سے لوگ اوسکی زیارت کو آتے تھے مطلب پاتے تھے اوسکے حجرہ مین جاگزین ہوا خلوت نشین ہوا فردوسی

بپوشید جامہ پرستش پلاس
خرد را جہان کرد باید سپاس
چو گشتاسب را داد لہراسب تخت
فرود آمد از تخت و بربست رخت
سبلخ گزین شد بدان نوبہار
چو یزدان پرستان بدان روزگار

ایک سے بیس برس لہراسپ نے سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہین تک ختم ہوئی یہا سے کارزار اسفندیار کا مذکور ہے ہفتخوان کا جانا اور میدان داری ہے روئین تن کی باری ہے فردوسی

زابیات گفتم من این سی ہزار
کہ نامہ رستم نامدار
کنم نامہ بر نام اسفندیار
دگر سی ہزار ار بود بخت یار

یہا سے جنگ و جدال رستم و زال موقوف ہوئی اسفندیار با وقار روئین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتاسب تخت پر بیٹھا اور زردہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لاعلاج رواج پایا فردوسی

چو گشتاسب شد بر تخت پدر
کہ فر پدر داشت و بخت پدر
بدان فر او مارا کلاہ بزرگ
کہ بیرون کنم از رہ شیر و گرگ
منم گفت یزدان پرستنده شاہ
مرا ایزد پاک داد این کلاہ
ہمہ رسم شاہان بجا آوریم
بدان ایدین خدا آوریم

قیصر روم کی بیٹی سے دو لخت جگر نور نظر حاصل ہوئی ایک پشوتن رونق انجمن دوسرا ختم گذار اسفندیار روئین بدن گشتاسب عجب شہریار ذی اقتدار ہوا کہ ضعیفون کو زور دیا گردن کشون سے کار جبہہ سائی لیا ارجاسب والی چین ماچین کہ نسل تور سے تھا شاہان عجم سے تھا دیو و پری تک رام تھے لونڈی غلام تھے گشتاسب بھی بصد افتخار باج گزار تھا قضائے کار اوسی زمانہ مین زردہشت نام نطفہ خلط دشمن اسلام پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اوسنے گشتاسب کی حضور مین باریابی خلوت کی نوبت آئی عالم تنہائی مین اوس پیر شیطان سنے بدر غلان کر آتش پرستی کے کلام متمکن خاطر بادشاہ پر اختتام کیے اس حیلے سے رام کیا تہ دام کیا پھر ایک درخت مع برگ و بار سحر سے تیار کیا اور یہ کیفیت اظہار کی کہ جو اسکا پتا کھا لیگا اوسکا

رنگ اگرچہ تیرہ ہو روشن ہو جائیگا جب یہ مقدمہ تجربے مین درست آیا اوسنے باغ سبز دکھا کر زیادہ اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگاؤ ہوا چنگاری کا الاؤ ہوا قضا بادشاہ بلخ مین آیا بیمار ہوا اور مرض کے طول سوا قریب ہلاکت نوبت پہونچی وہ گم کردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب خلوت و جلوت مین بار پانے لگا مراد حاصل ہوئی نیا شگوفہ پھلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ مین رازدار حق ہون پیمبر برحق ہون بہشت اور دوزخ پر مجکو اختیار ہے بارگاہ کبریا مین میرا اعتبار ہے اور وہ کتاب ژند و استا آسمانی ہے میری نبوت کی آیت ہے نشانی ہے جو اوسپر عمل کریگا اوسپر نظر عنایت عز و جل کریگا گشتاسب نے باوجود کہن سالی ابلہ فریبی و مہر کا کھایا مرا مستقیم مسلک قدیم سے پھر کر آتش پرستی کے طریق پر آیا فردوسی

چو بشنید از و شاہ دین او
پذیرفت و راہ و آئین او

کچھ دنونکے بعد اوس گبر نا ہنجار نے یہ اظہار کیا کہ آج مجکو معراج ہوئی تا عرش گذر ہوا جلوہ حق منظر ہوا فردوسی

خداوند را دیدم اندر بہشت
دل و جانم آسودگی زا بہشت

اب وزیر زر گشتاسب اسکے حلقہ اطاعت مین آنے لگا نئے نئے گل کھلانے لگا ایکدن زردہشت نے کہا ارجاسپ کو خراج دینا کیسا جسدم تو عزم کریگا چین ماچین زیر نگین ہے اس کہنے پر نامہ تحریر ہوا کہ بادشاہ چین سے دست بردار ہو یا آمادہ کارزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسی بے دین نے یہ آئین نکالا دین و دنیا دونون مین رخنہ ڈالا جواب نامہ بلاتاخیر تحریر کیا فردوسی

شنیدم کہ راہی گرفتی تباہ
تو اورا پذیرفتی و دینش را

ترا روز روشن از و کرد سیاہ
بیاراستی باہ و آئینش را

بیامد فرود زیکے پیر فریب
ازان پس کیا بیز زیر تراشاہ گرد

ترا دل پر از بیم کرد و نہیب
یکے پیر جادو ترا گمراہ کرد

اور افسوس کی جا مقام غور کا ہے کہ تیرا باپ درحق پرست یزدان شناس ہے اور تو اوسکی زندگی مین بدمست ناسپاس ہے میرے تیرے اب لڑائی ملک و مال کی نہین ہے مین جہاد کرونگا تیری سلطنت برباد کرونگا بیخ مخلفت کا نیز نکال خلق کو ہتکڑیے مین ڈال اور اوس نامرسل گمراہ کو روسیاہ کرکے شہر بدر کر ورنہ مجکو دشمن دین سمجھنا

بیا گیم این نامہ تا یک دو ماہ
نوشتم یکے نامہ دوستدار

کہ کم کشورت را سراسر تباہ
کہ در دین و نیاست آید بکار

زمینت بسر اسپ سوزم ہمہ
بگفتم ہمہ گفتنی سر بسر

بتاراج و کشتنت بندم ہمہ
تو در نزد خاندرین نامہ نگر

یہ نامہ تمام کرکے جادو کی مہندو یو کے ہاتھ روانہ کیا جب گشتاسپ کے پاس نامہ آیا اوسنے زردہشت کو کہا

اور وزیر سے تدبیر پوچھی اوسنے عرض کی یہ نامہ غور طلب ہے سمجھکے جواب لکھنا چاہیے جلدی نفرمایئے
زردہشت نے کہا سوچنا کیا ہے جواب اسکا یہی جنگ جنگ ہے غرضکہ اسفندیار مسعود ہوا زریر جو اوسکا چچا تھا
وہ کہنے لگا تو ابھی جنگ نا دیدہ خردسال ہے اور یہ لڑائی نیری ہوگی فتح امر محال ہے مین جاؤنگا بادشاہ نے
فرمایا بہت مناسب ہے اس گفتگو کے بعد دبیر خوش تحریر طلب ہوا جواب یہ رقم ہوا فردوسی

چنین گفته بودی که تا تخت و ماه	سرِ کشور و بوم و آرام سپاه	تو بر خویشتن بر میفزای رنج	کزانا خود گشاییم در بای گنج
بیارم گردان ایران هزار	همه نامداران خنجر گذار	بروز نبرد ار بخواهد خدای	سرت را بیارم بزیر پای
بیارم چو پیدار بجای لوچ کیاست	سپاه و در و لشکر ایران زمین	شنیدم دل پراگنده کین	همی گرد تخت و همی خسته کاخ
ز ترکان همی کند با بیخ و شاخ	چو آگاهی آمد بگشتاسب شاد	که ارجاسب آمد ز چین با سپاه	سوی رزم او نیز لشکر کشید
سپاهی که بر گرد چنانکس بجز	ز نای بکی گرد باید سپاه	سکندر و از رود شن بدیده بره	زردهشت نیز گشتاسب

کہا تو اپنے وزیر جاماسپ سے کہ علم نجوم کی دھوم رکھتا ہے حال فتح و شکست کا دریافت کر جاماسپ نے غور دیکھ
بھلے لگے لوگونکو الگ کے تنہائی مین عرض کی کہ فتح و سرکار سے تکرار ہے الا خویش و عزیز جان نثار نامی
جرار تیغ بے دریغ ہو جائینگے سپر کہ فتح پائینگے القصہ تین لاکھ سوار خنجر گذار اور پہلوان ہمراہ لیکر گشتاسپ
نے میدان کارزار مین پرا جمایا غرض ارجاسپ نے فرزند تھی تشنہ خون تھی وہ بھی آیا فردوسی

چو جنگ آوران گرد برآراستند	بیاران همه نیزه‌ها خواستند	بگردید یک تیر باران سخت	لبسان تگرگ از بهاران درخت
هوا مانند ابر و دگرگون شده	زمین سر بسر خاک گلگون شده	بیٹے آردشیر لہراسپ کا بیٹا جو نسل کاوس سے تھا	

خرد و دلیر خوب لڑا حق پدر ادا کیا سر کرد سر میدان حمد آگیا پھر جاماسپ کا بیٹا آیا جو سپہ گری دکھایا وہ بھی
مارا گیا جان سے بیچارا گیا اسکے بعد زریر لسبان تیر حنف کو جیر کے ارجاسپ کے قریب جا پہونچا اوسنے
خنجر گذار و نکو حوصلے نامدار ونکو پکارا فردوسی

بینداخت تیر پسر آبدار	هم از هفتمان شاه نیرات معو نر	بیامد پس آن میدنش گرگ	بلند و سبک جانور دیر گرگ
		کزو درگرد خسرو با جشنش	بجز خون غرق شد شهر زریر

جب قتل زریر سے گشتاسپ آگاہ ہوا زمانہ پیش نظر سیاہ ہوا کہا کوئی ایسا ہے جو میرے بھائی کا بدلا لے فردوسی

پس آگاهی آمد باسفندیار	از آن کشتن شاه نیزه گذار	باپ کے مرنے کی خبر و آیا آداب بجا لایا جان [illegible] ہوا

بادشاہ نے فرمایا کہ جو تو نے اسکو مار لیا تو میں نے یہ تخت و تاج آج تجھکو دیا فردوسی

که چون باز گردم ز رزمگاه باسفندیارم بود تاج و گاه
سپه ایمن پیشش پیرو کنم ترا خسروی تاج بر سر نهم

بہزاد گھوڑا جو خود کا تہا اسفندیار اوسپر سوار ہوا بیدرفش سے دو چار ہوا فردوسی

بینداخت او تیغ زهر آبدار گرفت آنگهی تیغش اسفندیار
زدش نیزهٔ آبگون بر جگر چنان کز دگر سو برآمد درو

ہوسی گرم تخریبی چستی اور تیزی میں سر اوسکا کاٹکے زیب فتراک کیا جسم تہ خاک کیا پہر ارجاسپ پر حملہ آور ہوا لشکر زریر بہ ہوا تورانی اوسکا سر دیکھکے حیران ہو کر بہاگ نکلے ارجاسپ بہی ٹہر نسکا تا ناچار جنگل کیطرف منہ اوٹھایا باقی ماندون نے ہتیار ڈالدیے جانکی امان چاہی اسفندیار کی دہشت ایسی دلمین سمائی گشتاسپ نے سبکی جان بخشی کی ایذا نہ دی پہر خود زریر کی لاش پر آیا نالہ و آہ کیا حال بہت تباہ کیا فردوسی

چو او را چنین خسته دید برین جامه خسروی بر درید
چنین گفت کای شاه گردان بلخ همه زندگانی مرا گشت تلخ

جاماسپ وزیر نے یہ تدبیر کی کہ طرفین کے کشتے شمار کرو یہ کار کرد فردوسی

ز ایرانیان کشته شد سی هزار هزار و صد و شصت نامدار
ازان دشمنان کشته شد صد هزار وزان هشتصد سرکش و نامدار

القصہ گشتاسپ کی فتح ہوئی زردہشت کی دونی قدر و منزلت بڑہی فردوسی

بیاورد سالار اسفندیار بدست اندرون گرزهٔ گاو سار
چو شاه جهان روی او را بدید ز جان و جهانش دل بر گزید
همه کار ایران مر او را سپرد که زو دید هم مردی و دستبرد

جب گشتاسپ نے اسفندیار کو اختیار دیا ولیعہد کیا کہا اب آرام کے دن گئے کشور ستانی اور ملک گیری کا ہنگام ہے اسمین آبرو ہی تمام ہے پہلے اسفندیار نے روم میں دہوم مچائی قیصر کو زیر فرمان کیا زردہشت کے دین میں لایا کتاب ژند و استا نے رواج پایا وہانسے ہند کا سامان کیا ہندوستان میں رنگ جمایا اپنا مذہب سبکو سکہایا پہر یمن لیا زردہشت کا نام روشن کیا

بهر جا که آن شاه بنمود روی نیامد کمینه کسی پیش او
ازو دین گذارش همی خواستند همه دین او را بیاراستند
همه امر او در الفرمان شدند سر سرکشان حلقه بهان شدند

جب روم میں اور روم کی سرزمین قبضے میں لایا اور ہند تک زردہشت بدبخت کا ڈنکا بجایا گشتاسپ نے بلا کے گرفتار فیل و خوار کیا بعد ملکون کی فتح کے تہنیت نامہ اسفندیار نے گشتاسپ کو لکہا کہ باقبال

لازوال شاہ لتنے ملک تخت حکومت آئے اور سب نے مذہب زردشت قبول کیا مین نے اپنا مطلب حصول کیا آئندہ جو حکم ہو بجا لاؤن گشتاسب بہت خوش ہوا وزیر امیر سبکو طلب کیا نامہ دکھایا اتفاقا گرزم نام پہلوان تھا کہ وہ عداوت دلی قساوت قلبی اسفندیار سے رکھتا تھا اور منتظر وقت پا کرتا تھا اوسنے موقع پایا خلوت مین بادشاہ سے کہا کہ اسفندیار بہت زور پر چڑھا اگر اوسکے عزم فاسد سے بادشاہ مطلع نہوا اوسکے سر پر بیج ہوا سلی ہے کہ بیانین اپکو بند کرکے زندگی تلخ کرے لیبر باب سلطنت بیدغدغہ غیر اپنے اوپر کہتوے فردوسی

ترا	بشاہی ہمی بپسند د ترا	بر آنست کانون ببندد ترا	کہ او را بزرم اندرون نیست یار	تو دانی کہ آنست اسفندیار

اس خبر وحشت اثر سے گشتاسب کو ایسا فشاء متردد ہوا کہ تین دن تک ساغر مے ناب کاسہ شراب ہاتھ سے نچھوا نہ صحبت مین کسی کو بار دی نہ اجازت اجراے کار دی چھٹے دن جاماسپ وزیر سے فرمایا کہ تو جاکے جلد اسفندیار کو تنہا بلالا جاماسپ اسفندیار کے پاس بہ حواس پہونچا نامہ طلب حوالے کیا اسفندیار نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ بادشاہ مجھے خفا ہے جاماسپ بولا کہ خواب تیرا اچھا ہے وہ بولا کہ کیا خوف نہی ہوتا ہے مینے ملک فتح کیے زردہشت کے دین کو اسفندر رواج دیا سرکشو نسے باج لیا اب تو مجکو کیا صلاح دیتا ہے جاماسپ نے کہا چلنا ہر کیف اچھا ہے اسفندیار نے بہمن کو جانشین کیا فوج و لشکر وہین چھوڑا تنہا گشتاسب کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا ملک ستانی سے لتنے دنونکی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے سر پر فتور مین خلل پایا ہی تجکہ آیا اسفندیار نے جواب دیا کہ گوشہ کلاہ آسمان پر پہونچاؤن کہ خاک پاے شاہ ہون امیدوار عفو ہون ہر چند ناکردہ گناہ ہون گشتاسب نے ندیمون سے پوچھا کہ جو بیٹا باپ سے پھر جاے وسوسہ شیطانین گھر جاے اوسکا علاج کیا ہے سبنے عرض کی قید کرنا روا ہے غرضکہ فورا مسلسل اور مطوق کرکے قید سخت مین گرفتار کیا

زمان تا زمان زار بگریستے	بدان تنگی اندر ہمی زیستے	ز تخت اندر آمد بگشت بخت	مرا در انجام بستند سخت

اسفندیار کو قید کرکے گشتاسب سیستان مین آیا رستم اور زال کو اپنے طریق مین لایا دو برس وہان صبح و شام قیام کیا بہمن نے جو باپکی گرفتاری ذلت و خواری سنی فوج کو جواب دیا آپ کید امین باپکی خدمت مین آیا ارجاسپ اسفندیار کی قید کا حال اور گشتاسب کا ہونا پیش رستم و زال سنکے خوش ہوا کہرم کو بھیجا اوسنے لہراسپ کو مارا بلخ مین کہرام مچادیا

ارجاسپ کو خبر ہوئی کہ اسفندیار زندان میں ہے اور گشتاسپ بیتاب نہیں ہے خالی میدان دیکھکے کہرم اپنے بیٹے کو فوج
بھیجا جب بلخ میں داخل ہوا غلغلہ مچا لوگ لہراسپ پاس آئے ہر چند اوسنے لڑنے سے انکار کیا لیکن سنا نا مجبور ہو
اوسکے رفیق قدیم عبادت میں ندیم تھے سبکو ساتھ لیکے لڑنیکو آیا فردوسی

ز کہرم چو لہراسپ آگاه شد		غمین گشت با رنج ہمراه شد		ز جائی پرستش بنا ورد گاه		نشستند بر نہاده کیانی کلاه

القصہ جنگ عظیم ہوئی آخرکار تھوڑے تھوڑے بہت بہت ستے ہیں لہراسپ زخمی ہو کے گھوڑے سے گرا طالع برگشتہ ہوا
نصیب پھٹا فردوسی

جہاندیده از تیر ترکان بخست		نگونسار شد مرد یزدان پرست	

کہرم نے لڑائی فتح کی
گبرونکو قید کیا آتشخانے جلائے مکان کھود ے کتاب ژند واستا کو چاک کیا آتش پرستونکو ہلاک کیا گشتاسپ
کی ایک بی بی بلخ میں رہتی تھی قبل از شکست گھوڑے پر سوار ہو کے فرار ہوئی سیستان پہنچی سب حال بیان کیا
گشتاسپ وسیدم روانہ ہوا رستم حیلہ کر کے رہگیا بادشاہ اوسکے اغماض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسپ
بلخ میں پہنچنے نپایا تھا کہرم آیا راه میں لڑائی ہونے لگی ادرا وسی روز ارجاسپ بھی ملک چین سے اوس
سرزمین میں با فوج ظفر موج داخل ہوا ایرانی بہت گھبرائے الاجرم جنگ ہار اور بھاگ یار انتھا فردوسی

برآمد ز ہر سو دم بوق و کوس		زمین آہنی شد سپہر آبنوس		اگر دانه رون تیر چون ژاله بود		ہمه دشت از ان جنگیان لاله بود
بدر رانه بد بر سپہر چائے مہر		ہمه منتظر تا چه آرد سپہر		سرانجام گشتاسپ شد سوئے پشت		بدان انکه شد روزگارش درشت

ترکون نے تعاقب کیا وه قلعے میں جا کے چھپا مجبور جاماسپ سے تقدیر آسمانی تدبیر دفع بلائے ناگہانی پوچھی
اوسنے جواب دیا کہ اسفندیار پر اس لڑائی کا دار و مدار ہے بغیر اوسکے فتح دشوار ہے اوسیدم گشتاسپ نے
جاماسپ کو کیدان بھیجا نامہ عذر آمیز اپنے ہاتھ سے بیٹے کو لکہا کہ بیٹے تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا
اپنی سلطنت میں خلل کیا جب نامہ اور جاماسپ اسفندیار کے پاس پہنچا وه بہت بگڑا اور شکایت باپکی گرزم کی
عداوت سبب بیان کی غرضکہ جاماسپ نے نشیب و فراز سمجہا کے باہر لے آیا دیکھکے گشتاسپ اوٹھا گلے لگا کر
سہو کو اپنی اوسکی خاطر سے محو کیا اور گرزم کے قتل کا حکم دیا پھر فوج فزون از شمار مع مردان کارگزار ہمراه
کر کے جنگ ارجاسپ نامزد کے ارجاسپ اس خبر سے اندیشناک ہوا کہرم کو مقابلے میں بھیجا جب سامنا ہوا گرگسار
دو بدو جنگجو ہوا اور تیر بلا تاخیر اسفندیار پر لگایا رو ئین تنی نے بچایا اسفندیار نے کمند پھینکا کے جھٹکا جو دیا خا

زمین سے بر دکے زمین آیا | **فردوسی** | بنام جہان آفرین کردگار | بیفراخت در گردن گرگسار

بہ بند اندر آمد سر و گردنش | بخاک اندر افتاد عریان تنش | اور گشتاسپ کے سامنے اپنے لشکر مین لایا پھر جو حملہ کیا ت

وزان پس سوی میمنہ حملہ کرد | عنان بارہ تیز تگ را سپرد | صد و شصت گرد دلیران بکشت | چو کہرم جہان دید بنمود پشت

کہرم میمنہ سے میسرہ مین اور میسرہ سے قلبگاہ مین اپنے باپ کے پاس آیا پھر کسی تاب نہ لایا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ غٹ پٹ ہو گئی خوب تلوار چلی آخر کار شل بخت برگشتہ ارجاسپ نے منہ اوٹھایا بھاگ نکلا اسفندیار نے حکم دیا چینی اور تورانی زندہ نہ بچے **فردوسی**

بخون غرق شد سنگ و خاک گیا | بکشتی بخون گر بدی آشنا

بیفتاد آن لشکر کینہ خواہ | دل پر زکین در پی آن سپاہ

ہمہ کشتن دشمنان ساختند | بہ کالا گرفتن نپرداختند

القصہ با فتح و ظفر وہ پدر و پسر شادیانے بجاتے بلخ مین داخل ہوئے کچہ دنکے بعد گشتاسپ نے اسفندیار سے کہا کہ تیری بہنونکو ارجاسپ لیگیا ہی کلنک کا ٹیکا دے گیا ہے اسکا کیا علاج اسفندیار نے جواب دیا کہ وہان بہی جاؤنگا اگر طالع مددگار ہی چہڑا لاؤنگا گشتاسپ نے عہد کیا کہ جسدم مع الخیر تو لے آیا مین سلطنت سے ہاتہ اوٹھایا تخت و تاج تیرا ہوگا عبادت خالق اور گوشہ نشینی کام میرا ہوگا پہر اسفندیار نے کہا گرگسار قید ہی کئی بار مجہسے منت و زاری ہو چکی ہے خدمتگزاری اور جان نثاری کا وعدہ کر چکا ہی اگر وہ میرے ہمراہ ہوگا تو ضروری حقیقت راہ اور کیفیت اوس مقام کے خوب آگاہ ہوگا بادشاہ راضی ہوا گرگسار کو سامنے بلا کے رہا کیا اسفندیار کے ہاتہ مین اوسکا ہاتہ دیا مین تن اوسکو اپنے مکان پر لا تسلی کی وعدہ ہائے مستحکم بشرط خدمت اوس سے کئے اب استان ہفتخوان کی ہے کہ اسفندیار نامدار بارہ ہزار سوار اور گرگسار کو مع پشوتن سالار انجمن کے لیگیا ف

اکنون بر سر ہفتخوان آمدم | ازان داستان قصہ خوان آمدم

کہ جب اسفندیار گرگسار کو مکان مین لایا دلاسا دیا سمجہایا کہ میرا عزم سمت روئین دژ ہے جو زندہ وہان سے پہرا اور قیدیونکو چہڑا لایا تو ایران اور توران کی سرزمین سے جو ملک تجکو پسند ہوگا بشرط رفاقت تجہی دونگا اور اگر پیچ کیا کوئی فریب دیا تو فوراً تیرا سر قلم کرونگا فردوسی

اگر ہیچ کژی بگردد دروغ | درخت نگیرد بر من فروغ | میانت بخنجر بسازم دو نیم | دل انجمن گردد از تو بہ بیم

گرگسار کہنے لگا کہ جسقدر کہا چکا ہون لڑنے کا مزہ پا چکا ہون مجہسے دلجمعی کیجئے پہر اسفندیار نے پوچہا راہ کونسی اچہی ہے کس مین ضرر ہی کس مین کس چیز کا خوف و خطر ہے وہ بولا تین راہین ہین ایک مین آبادی مسے

سراسر فرحت و شادی ہے دوسری راہ دو ہفتے کی ہے آبادی کم ہے مگر از رشتۂ غم ہے تیسری راہ سات دنکی ہے گرچہ بہت پر خطر ہے قضا کا ہر منزل مین مقام ہے بلا کا گھر ہے زندہ و سالم گذرنا بہت دشوار ہے

اوس راہ کا قصہ بیکار ہے فردوسی

بہر دو رہ بیر تا ہفت کس — بگر کشتن خویشتن کس ندید
بیابان بی آب و ہموار سخت — کہ چون باد خیزد ہمہ بر درخت

کہ بر ہفتخوان ہر گزاد شہریار — ہمہ دیو افسونگر و کامگار
بیابان شیر و گرگ است و اژدہا — کہ از چنگشان کس نیابد رہا

یہ قصہ سب سنکے اسفندیار نے بارہ ہزار سوار جرار آزمودہ کار جہاں دیدہ کے ہمراہ لیے بشوتن اپنے بھائی کو فوج کا سالار کیا گرگسار ساتھ ہوا اس انداز سے پہلی منزل میں چلا جسدم اپنی سرحد سے بڑھا اور دشت مصیبت مین قدم رکھا گرگسار سے پوچھا آج کس کا سامنا ہوگا اوسنے کہا کہ دو بھیڑیے ہین کہ اونکے دانت فیل مست کے پہلو سے آنت نکالتے ہین دیکھتے ہین نہ بھاگتے ہین غرضکہ جاتے جاتے قریب شام ایک مقام پر وہ دونون گرگ باران دیدہ پیل پیکر نظر آئے اور فوج پر جھپٹے اسفندیار نے باران تیر کی تدبیر کی ہر ایک بمدار تیر کی بوچھار کرنے لگا زخمی ہو کے وہ گرے تلوارونکو حکم کیا ایک کا اسفندیار نے دوسرے کا بشوتن نے سر قلم کیا فردوسی

ز ہیبت فرو ماند از بن گرگسار — ز گرگان جنگی و اسفندیار

کہ بر سہون نے بخوف و خطر اوسی مقام کیا تمام شب راحت سے آرام کیا دوسری منزل کا حال ہے شیر و شنگ و جدال ہے کہ دید بازی چرخ کا رنگ نیا دوسرا ہے جسدم آہوے چین بعد زینت تزئین مرغزار چرخ اخضر مین رم کرنے لگا تیر کی عالم کی اپنے جلوے سے کم کرنے لگا کوچ ہوا گرگسار نے عرض کی دیشت شیر و شیر ببر نے ناخن و دندان سب کے خنجر سے تیز ہین مردم درگوشت خور سخت خونریز ہین اونکے خوف سے گاوزمی نے زیر زمین منھ چھپایا ہے انہون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہے اسفندیار نے کہا دیکھنا کہ بمدد داور دادگستر جسے اونکو مارتا ہون سر بریدہ اونکا خنجر سے اوتارتا ہون غرضکہ مہر زروبار زیر فلک پر جلوہ گر تھی کہ وہ نرہ شیر دوسری ادسکی مادہ خونریزی کی آمادہ نکلی شہزادۂ عالی وقار اسفندیار نے چستی و چالاکی دست و بازو سے کار لیا دونونکو ایک حملے مین مار لیا تیسری منزل کا بیان ہے حیرت کی داستان ہے کہ کس توانائی سے وہ اژدہا مارا گیا جسدم خنجر زر افشان آفتاب نے مصر سے شام مشرق سے کھینچا درہم و برہم سپاہ انجم ہوئی راتکی سیاہی گم ہوئی رخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری

منزل کا حال گرگسار سے اسفندیار نے پوچھا اوسنے دست بستہ عرض کیا فردوسی

یکے اژدہا پیشت آید دژم	کہ ماہی ز دریا برآرد ز دم	ہمی آتش افروز داز کام او	یکے کوہ خارا ست اندام او

اسفندیار کو تامل ہوا اندبیر سوچنے لگا حکم کیا کہ ارابہ جلد درست ہوا اور تلوارین تیز خنجر خونریز اوسمین نصب کرکر جب تیار ہوا اوسمین سوار ہوا پٹ اوسکا بند کیا جسم کو بے گزند کیا جب کوچ ہوا جسدم اوس موذی کے مکان سے نزدیک ارابہ قریب ہوا ابدہا کے نکلا ارابہ اور گھوڑے بچھوٹے ایک دم مین حلق تک پہونچے فردوسی

ز دور اژدہا بانگ گردون شنید	خروشیدن اسپ جنگی بدید	ز دریا اندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کہ تاریک شد چشم شاہ
ہمی بست اسپ از گزندش رہا	بدم درکشید اسپ را اژدہا	فرو برد اسپان گردون بہم	بصندوق در مرد جنگی دژم
بکامش چو تیغ اندر آمد بماند	چو دریا و تیر اژدہا بر فشاند	ز نیرون تو انست کردن بکام	کہ شمشیر تیغ و کمش تمام
برآمد ز صندوق مرد دلیر	بغرید بر اژدہا چو شیر	بشمشیر مغزش ہمی کرد چاک	ہمی مغز زہرش برآمد بخاک

ارابہ جو اژدہے نے منہ مین لیا خنجر و شمشیر سے حلق سب چھد گیا نالو کا زہر منہ سے گر گیا موت کا فرزند بانیھر گیا اسفندیار جو صندوق سے نکلا اوسکا قد و قامت دیکھکے بہت گھبرایا پھر تیغ آبدار سے سر اوس خونخوار کا کاٹا لیکن زہر اتنا اثر کر گیا کہ غش آیا ملازمان سرکار ہوشیار آکے لگے آب چھڑکا نشتر لاکے اوسکے کہانے سے طبیعت بحالت اصلی آئی سب فوج شکر کا سجدہ بجا لائی منزل چہارم کا استفسار گرگسار سے کیا وہ بولا زن جادوگر منظر بدخو ہے دوسرا اوسکا شیدا غول ہے اوسکا بھی کیا عرض کرون جو طول ہے چوتھی

منزل سامنا زن فاجرہ ساحرہ کا اور قتل کرنا اوس نامعقول غول کا پھر آگے بڑھنا

جسدم خاتون جہان عشوہ کنان ہودج زنگار مین جلوہ گر ہوئی شب گذر گئی یہان سحر ہوئی اسفندیار سوار ہو کر چکا نقارہ ہوا ڈیرہ خیمہ لدنے لگا اثناء راہ مین ایک دشت سبزہ زار پر فضا ملا ہر سمت باغ سے زیادہ بہار تھی جا بجا کیفیت گل و خار تھی شاہزادہ عالی منزل نے وہان مقام کیا بزم طرب درست ہوئی بادہ گلرنگ کا دور رہا مزاج کا ڈھنگ نشا ہے کی ترنگ مین کچھ اور ہوا کہ دفعۃً وہ زن فاجرہ بالباس فاخرہ وارد ہوئی بصد زاری اسفندیار سے کہنے لگی کہ مین شاہزادی ہون گردش بخت سے تاج و تخت مجھسے چھوٹا مصیبت کا آسمان مجھپر ٹوٹا ایک غول مجکو بھگا کے یہان لایا ہے یار و دیار سے چھڑایا ہے میری

فریاد سنو اس ظالم کے پنجے سے رہائی دیجو وہ اسفندیار نے پوچھا کہاں وہ مخل ہے اوسنے جواب دیا
شکار مین مشغول ہے جسدم آئیگا آفت عظیم لائیگا اسفندیار نے پہچانا کہ یہ وہی کیا دیانی فسانہ ہے فوراً حلقۂ کمند مین
گردن بند کی اوسنے بہت سی فریاد بیقراری کی گریہ وزاری کی سود مند نہولی پھر جو غور کیا تو ایک عورت
پیر زال بحال تباہ ہے سراسر سفید منہ سیاہ ہے اوسی دم سر اوس قحبۂ دغا شعار کا تیغ آبدار سے دیا یکایک دشت
پر غبار صحرا شرربار ہوا دیکھا کہ وہ غول آتا ہے جو سامنے آجاتا ہے وہ جل جاتا ہے اسفندیار بے خوف و خطر او سپر چھپا اور
شمشیر خارا شگاف سے اوس موذی کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گرگسار کہنے لگا صبح کو اگر سیمرغ سے جان بچ جائے تو
فرصت ہاتھ آئے القصہ وہ رات اوسی صحرائے فرح افزا مین بعیش و نشاط بسر ہولی تا سحر نوشا نوش کا چرچا رہا گرما

ذکر پانچوین منزل کا اور پنجۂ سیمرغ سے رہائی عرابے کے باعث رہائی پھر اوسکو چورنگ کیا

جبکہ سیمرغ آتشین پر شاخ لاجوردی رنگ پر کر بال کرکے پر و بال سنبھالنے لگا اور شہپر شعاع کی چمک سے
شب کی سیاہی چہرہ روز سے ہٹانے لگا کوچ ہوا اس روز بھی اسفندیار رویین تن اوسی عرابے مین سوار ہوا اور
گھوڑونکو دوڑایا جب سیمرغ کے مسکن سے قریب پہنچا آواز سنکے وہ جھپٹتی آیا اور قصد کیا کہ پنجے مین اسکو دبا کے لیے چلے
پنجہ جو مارا بیقرار ہو گئے وہ فگار ہو گئے جھنجھلا کر چونچ جو لگائی خنجر کی زبان تالو مین در آئی سیمرغ بدحواس ہو کر عرابے کے
پاس گر پڑا اسفندیار نے نکلکے ریزے ریزے کر دیا صحرا جو سے غول سے بھر دیا پھر خیام ذی احتشام ایستادہ ہوئے نذر سوار
و پیادہ ہوئے شب کو گرگسار سے چھٹی منزل کا رنگ پوچھا اوسنے کہا وہ آفت آسمان ہے یعنے برف و باران وہ اوسی جا گذری

چھٹی جا سخت مشکل ہے اس میں گذار برف اور ہوا سرد سے ہے یعنی مصیبت کا سامنا

ہوا یک کار پردازان قضا و قدر نے بیضۂ آتشین فلک چارمین پر دفع برودت کو تابان کیا اور آتش صبح مجمر
نیلی فام مین دہکی تیرگی بھاگی تجلی کا جلوہ نظر آیا اسفندیار با فوج ظفر موج سوار ہوا قریب شام وہ آفت کا مقام
نظر آیا خیمے کھڑے ہونے لگے اوسی وقت تند و تیز ہوا پیدا ہوئی برف گرنے لگی لشکر کے لوگ دوڑ کر تنبو خیمون
کے تلے پناہ لی کتنون نے عدم کی راہ لی تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی مین دم
رہا پھر تو اسفندیار بیقرار ہو کے بہت سا رو کے فریاد پیش پروردگار کرنے لگا بارے
وہ برف اور ہوا دور ہولی طبیعت مسرور ہولی منزل اخیر کا طور جو پوچھا گرگسار بولا کوسون تک ریگ تفتیدہ ہے

سمندر کا زہرہ آب ہو جاتا آتش سے اگر بنتا ہے تف | بجا اوس زمین کے قطرۂ آب | زمین پر تموج شدہ از آفتاب

نہ خاک اوس جگہ پاید گذر | نہ اندر ہوا کرگس تیز پر | اسفندیار نے کہا جسنے ان بلاؤں سے بچا کے سب کو پار اوتارا ہے اوسکا شکر ہے

بجی سہارا ہے اب سفر بخیر تمام ہوا ایک فرسخ پر وہیں و شہر ہا وہاں مقام ہوا اب

لڑائی ہے قلعہ کشائی ہے الغرض زورق زرین ملاح سپہر چہارمین افق چرخ پر لایا ستاروں نے

بحر ظلمات میں غوطہ کھایا اپنے بیگانے کا منہ نظر آیا اسفندیار بے تردد ہر اس سوار ہوا اور دشت میں گذار ہوا زمین

سر و پا لی سوا آب حرارت طبع گرمی نظر نہ آئی مگر ایک دریا بے موج بیچ دار نا پید اکنار سامنے پایا گرگسار کو بلا یا نگاہ خشم آلود

فرمایا کہ تو جھوٹ بولا اوسنے دست بستہ عرض کی کہ باوجود عہد و پیمان آپ مجھے بدگمان ہے مندگران میں

قید ہو نکس طرح مجھکو لائے چھ منزل تک جو دیکھے عرض کیا وہی سامنے آیا کہیں خلاف نپایا ایکبار جو جھوٹ بولا تو

غصہ آیا اسفندیار ہنسا کہا اب اسکے عبور کی راہ بتادے اوسنے پایاب جگہ سے لشکر کو اوتارا ایک فرسخ رہ میں و شہر رہگیا

اسفندیار نے قلعہ کشائی کی وہانکی لڑائی کی ترکیب پوچھی گرگسار نے کہا اگر ہزار سال آپ یہان جنگ و جدال

کیجیے گا موت قریب ہوگی فتح نہ نصیب ہوگی یہ سنکے اسفندیار نے کہا **فردوسی**

چو ارجاسپ را سر بریدم بتن | بہ افشان کنم جان لہراسپ را | بہ کام دلیران ایران کنم | ہمہ کوہساران کنم شیران کنم

سر شہریاران جگرشان بتیر | بیارم زن و کودکانشان اسیر | اتنی دیر میں گرگسار جھنجھلاکے سر ہوا اقتضا سر آئی موت

بر سر تقریر بیجا آمدن گرگسار فردوسی

بگفت آنچہ گوئی اینچنین | کہ بر تو مباد از کسے آفرین | دل گرگسار اندران تنگ شد | روان جانش پر از ز رنگ شد

بخاک اندر افگندہ بر خون تخت | زمین بستر و گور پیراہنت | ہمہ اختر بد بکام تو باد | بریدہ بخنجر زبان تو باد

یکے تیغ ہندی بزد بر سرش | ز تارک بدو نیم شد پیکرش | ز گفتار او تند شد شہریار | بر آشفت ناگہ دل گرگسار

شب کو تنہا قلعے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین

فلک تمکین بنا ہے جو کنگرہ ہے فلک فرسا ہے عجیب و غریب تر زمین ہے کہ وہم و قیاس کا طائر اوسکی بلندی پر پر مار نہیں سکتا

اور غواص فکر رسا جو خندق کی تہ میں جا پڑے تو کوئی اوبھار نہیں سکتا آنے سے خجل ہوا پھر گل ہوا **فردوسی**

سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل | بجائے ہمیں دید ز آب و گل | زمین آہنی بارہ دید و نیس | ندانم چنین قلعہ بشنید کس

اب قتل گرگسار سے مجبور ہو اکہ اوسکا مار ڈالنا نہ خوب ہوا راہ میں ایک فقیر سے دو چار ہوا قلعے کے حال پوچھا

کہ کتنے نامی جوان اور پہلوان اسمین ہونگے وہ بولا سو ہزار سوار مرد جرار قدر انداز خنجر گذار با زرہ و جوشن غرق دریائے آہن ہر دم دست بستہ روبرو حاضر رہتے ہیں جب اوس میں مسلح آتے ہیں تو اوس وقت وہ کمر کھولنے جاتے ہیں اور چشمہائے شیر نمونہ جیحون قلعہ کے اندر رواں ہیں کھیتیاں ہوتی ہیں مرد جوتتے ہیں عورتیاں بوتی ہیں سب خرم و شادان ہیں یہ سنکے اور پھر اس ہراس فتح ست پائیں جو ہوئی بد حواس ہوا امکان پر آکے ہمراہیوں سے مصلحت پوچھی پھر جلیلیکی مشورت سب نے دی اوسنے کہا یہ ننگ طبیعت قبول نہیں کرتی آخر کار پیروی حیان پہلو انکی اختیار کی ایک سو اٹھہ پہلوان نامی فیق و آزمودہ کار صندوقوں میں بٹھائے سو جوان زبان بنا دیے سوداگرونکی پوشاک بہی ویسی ہی درست کی تدبیر جیت کی اودہر چلا **فردوسی**

بیاورد صندوق ہشتاد جفت	ہمہ بند صندوقہا در نہفت
صدو شصت ہر دار دلیران گزید	کز ایشان بجز نام نیکی ندید

اور پشوتن سے کہا کہ جب قلعہ کے اندر روشنی بلند ہو فوراً آکے گھیر نا منہ پہیر نا اسکے آنیکی دہوم ہوئی ہرکاردان سے ارجاسپ کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک تاجر عجمی اسباب نادر روزگار تحفہائے بے شمار لیکے آستان بوسی کو آیا ہے اوسنے طلب کیا **فردوسی**

بیامد ببوسید روے زمین	بار جاسپ چندی بخواند آفرین
چہ نامی بدو گفت خراد نام	جہانگرد و بازاری شاد کام
بجنبید ارجاسپ بنواختش	گرانمایہ تر جایگہ ساختش

ارجاسپ نے حالات ایران گرگسار کا حال عزم اسفندیار کا خوش اقبال پوچھا اوسنے جواب دیا پانچ مہینے کا عرصہ ہوا یہ سنا تہا کہ اسفندیار ہفتخوان کی راہ سے عازم اس دیار کا ہے ارجاسپ بہت ہنسا کہا اسفندیار تو بشر ہے فرشتے کی کیا مجال ہے ہوا کا گذر محال ہے یہ سنکے رخصت ہوا بہت کچھہ بطریق نذر پیشکش کیا اب خرید فروخت کا بازار گرم ہوا اسکی بہنیں باورچیخانہ میں آتش تہیں سنکر چپکے وہ آئیں اسفندیار نے آواز پہچانی منہ چھپایا وہ کہنے لگیں کچھہ حال اسفندیار اور گشتاسپ کا بہی تو خبر دار ہے ہم تو اس مصیبت میں گرفتار ہیں بابا یہ رہائی شہریار ہیں **فردوسی**

برہنہ سر و پای دوش آبکش	بدر بر بروز و شب دوان خفتا پوش

اسفندیار نے اونکو خبر جلدی دیا کہا میں مرد بیاج سوداگر مجکو گشتاسپ و اسفندیار سے کیا سروکار اسمین وہ ازاد ہونے لگے بہائی کی پہچان لی **فردوسی**

چو خواہر بدانست آواز اوی	بپوشید بر خویشتن راز اوی

قریب آئیں ساختہ گذشتہ رو رو کر زبان پر لائیں اسفندیار نے اونکی تسکین کی کہا یہ سب بلائیں تمہارے واسطے جھیلکے جان پر کھیلکے یہانتک آیا ہوں چندے اور صبر کرو دل پر جبر کرو وہ تو خوش ہوکے چلی گئیں اسفندیار نے ارجاسپ سے کہا فدوی نے کچھہ نذر ربانی تہی

نہ ادا کیا چاہتا ہوں اگر شاہ والا جاہ مسافر پرور کی راہ سے قدم رنجہ فرمائے تو سر فخر کا عنان آسمان پر پہونچے بادشاہ نے کہا اچھا فردوسی

چو ارجاسپ بشنید این شاد شد	سر مرد نادان پر از باد شد

اسفندیار نے قلعہ کے اندر سب سامان دعوت بعداوت تیار کیا اور لکڑیونکا تاکرہ انبار کیا صبحدم ارجاسپ اور وزیر امیر ارکان سلطنت سبکے سب خراد کے گھر پر جمع ہوئے شراب کباب کھانے انواع و اقسام کے روبرو رکھے یہ تو اکل و شرب ناچ رنگ میں مشغول ہوئے اوسنے لکڑیوں میں آگ دی اور روشنی بلند ہوئی پشوتن جو اوسکا منتظر تھا اور یہی اوسکی نشانی تھی اوسکی نظر پڑی فوج لیکے دوڑا اور دروازے سے قتل شروع کیا غلغلہ مچگیا کہ اسفندیار آپہونچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہوگیا زیست نا امید ہوگیا کہرم کو پچاس ہزار سوار دیکے مقابلے کو بھیجا اور چالیس ہزار قلعے کی حفاظت میں بسے دس ہزار اپنے ہمراہ رکھے جب رات ہوگئی تو اسفندیار نے وہ ایکسے ساٹھ ١٢٠ پہلوان سوسار بان مسلح لیکے فردوسی

بدرگاہ ارجاسپ آمد دلیر	خود و نامداران بکردار شیر

اوسکی بہنوں نے خوابگاہ ارجاسپ کا نشان بتایا اسفندیار لڑتا ہوا وہان آیا وہ اپنے نصیب کیطرح خواب غفلت میں تھا فردوسی

بر آویخت ارجاسپ با اسفندیار	از اندازہ بگذشت شان کارزار
ز پا اندر آمد تن پیل وار	جدا کردش از تن سر اسفندیار
ہمی ہر دو از تیغ و خنجر زدند	اگر برمیان گاہ در سر زدند

پھر دو بیٹیاں ارجاسپ کی گرفتار کرکے نوشاد کے اپنے بیٹے کو سونپیں کہ جلائے فرودگاہ دیجل خود دروازے پر آیا پاسبانوں نے قتل ارجاسپ کا غل مچایا کہرم جیسے کھڑا ہوا ادہر پشوتن نے تعاقب کیا ادہر سے اسفندیار نکلا فوج غٹ بٹ ہوگئی باہم تلوار چلنے لگی فردوسی

ز خون یکدو دژ ہمی موج خاست
بہر جای بر تودہ کشتہ شد
دو چندانکہ انسان بدو ریختند
بیامد دل انجمن در زمین
سر از تیغ باران چو برگ درخت

کہ دانست چپ دست از دست راست
بتورانیان بخت برگشتہ شد
کہ گفتی بہم شان در آمیختند
ہمہ لشکرش خواندند آفرین
یکے ریخت خستہ یکے یافت تخت

دو دست از خجاستان رزمگاہ
چو اسفندیار اندر آمد بجای
دو در ویسہ پا ماند اندر شگفت
دو بیلش گرفتند بستند خوار

ہوا شد بکردار ابر سیاہ
سپہدار کہرم مقتدر پیاسے
تہمتن کمر بند کہرم گرفت
پراگندہ شد لشکر نامدار

بعد قتل کہرم کہرام مچگیا اوسکی فوجکو جو جہان ادہر کی سپاہ ملی انکے لہو کی پیاسی مگر اسفندیار نے جو جو بچ گئے تھے سبکو امان دی ترک بست بستہ خدمتگذاری میں حاضر ہوئے بعد فتح روئین دژ نامہ خوشخبری کا بشوکت کمال گشتاسپ کو بھیجا خود کمر باندہی اور نواح میں عمل کر لیا

نگردان چنین نامدارے نماند	بتوران زمین شہریارے نماند	نداد او کسے را بجان زینہار	گیاد ربیابان سر آورد بار
چو از گنج ارجاسپ چیزے نماند	ہمہ پیش خویشان خبر گفتہ اند	سپاہش ہمہ از او تونگر شدند	ز انداز کار بہتر شدند

گشتاسب نے جو آئین اسفندیار کو ملا یا یعنی ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یار تھا وہ آشنا جو برق کے تلے دیکھا تھا بچا انبار تھا

سوی ہفتخوان آمد اسفندیار	بہ نخچیر و با لشکر نامدار	چو نزدیک گنجا ئو سر رسید	ہمہ خیمہ است جا بر جا سے دید

جسدم بیت السلطنت کے قریب آیا سب نامدارونکو گشتاسب نے استقبال کیواسطے بھیجا بڑی شوکت و شان سے ساز و سامان سے روبرو لائے جو جو حاضر تھے سبنے سر جھکائے اور گشتاسب خسرو دین

پدر با مہتران کار او در شگفت	ہمی خواندی بر او آفرین	کہ بے تو مبادا زمان و زمین	بیامد پسر را ببر در گرفت
			تمام شب جشن سلطانی

خط نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصد کرو فر گشتاسب سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو عنایت ہوئی دلجمعی سے بیان ہفتخوانکی حکایت ہوئی اور دبدبے سے ارجاسپ و کرم کا قتل روئین دژ کا لینا باقیماندونکو جانکی امان دینا بیان کیا باسباب ظاہر گشتاسپ کو مسرت حاصل ہوئی سرور ہوا مگر باطن میں بدگمانی نے دلسے کہا کہ فتور ہوا تاج و تخت تو کچھ ندیا در پردہ منافی کی فکر میں ہوا اسفندیار بھی تیور دیکھکے مطلع کار ہوا کہ پھر پدر نامہربان دریئے آزار ہوا بادل دلگیر مآل کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسپ کا مشورہ دفع اسفندیار میں اور بھیجنا سیستان اوس نوجوانکو گرفتاری پور دستانکو کتابون کا منع کرنا اوسکا ضرب رستم سے مرنا جسدم اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسب کی یقین بکمال ہوا سلطنت کے پاس حاصل ہوئی کتابون جو اوسکی مان تھی اوس سے باپکی شکایت کی کہ میں نے ہفتخوانکی راہ میں جانکو لڑایا روئین دژ فتح کیا بہنونکو قید سے چھڑایا پھر وعدہ سلطنت متوقع میں نہ آیا اوسنے جواب دیا کہ بیٹے خاموش ہو کہ تیرے باپکو بدگمانی فراموش ہوا ایسا نہو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرے ذلیل و خوار رکھے اسفندیار سمجھا کہ مان اس مقدمے میں دخل ندیگی نہ سعی کریگی چپکا اوٹھ کھڑا ہوا ایکدن نشاے کے عالم میں تمیز نرہی کل ماجرا سب داستان باپکے روبرو بیان کی یہ فعل اسیواسطے حرام ہے کہ بدمستی کا برا انجام ہے نیک بد کا خیال اصلا نہیں رہتا ہے جو کچھ دلمیں ہوتا ہے بے تکلف کہتا ہے بادشاہ نے سنکے بہت پیچ و تاب کھایا مصلحتاً ضبط کر کر فرمایا جلدی کیا ضرور ہے موقع دیکھتا ہون مجکو حکومت دینا بدل منظور ہے بظاہر یہ بات کہی لیکن بدگمانی باطن

مین بہت بڑی جاماسپ نے پیر کو خلوت مین طلب کرکے پوچھا کہ اسفندیار کسطرح مارا جائیگا تب بولا فردوسی

درامرگ بردست رستم بود	دبیری که در شصت رستم بود

بادشاہ شاد ہوا بعد تفکر سے آزاد ہوا فرمایا کاش یہ روئین تن مارا جاتا اپنی حضور مجلکو بند کیا تہا ایک روز تخت پر دا فتہ بیا اور جتنے نامدار سپہ سالار وزیر امرا تہے سبکو بلایا اسفندیار کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی پہر کہنے لگا کہ مین نے مین تحریر رستم رد جاہی ہر سینہ مند پہرایا پہر کلام خاطر مین لایا اور اس عرصے مین جو جو حادثے ہمپر گذری کبہی خیال نہ پوچہا بلکہ یہ کلمہ زبان پر ہے کہ تجہ نے ہماری جانبازیکی بدلے نیمروز اور کابل تو پاسے گشتاسب کی فرمانبرداری سے ہمکو مطلب کیا ہے اگر اسفندیار اوسکو پکڑ لائے یا قتل کر آئے تو مجکو سلطنت سے کچہہ کام نہین ہے یہ تمنا ہے کہ گوشے مین بیٹہکے عبادت معبود کرون تخت و تاج اسفندیار کو دون سبنے کہا بہت مناسب ہے پہر اسفندیار سے فرمایا کہ سوگند کتاب ژند و استا کر زبان پر لایا کہ اگر تو رستم کو ہلاک کرے اوسکا حصہ پاک کرے تو بادشاہت تمکو ملے اوسنے جواب دیا فردوسی

من از ہفتخوان چونکہ یاد آورم
بدل ز سازان کس یاد آورم
حکایت نیاید بگفتار راست
بمن بر کنون پاک یزدان گواست

کہ از گرگ و از شیر و از اژدہا
وزان پیر جادو و مرغ دژہا
جہان از بیابان و از باد سرد
ہم از کوہسار و ز دریا ز ژرف

بگویم بگاہ دل خارہ سنگ
بروز داران ہم چرم پلنگ
ہمہ نیکو پیمانہا داده بگنج
مرا مایہ آمد از آن سو دو رنج

بہانہ کنون چیست من بر چہ ام
بدین رنج و پیمان بسر کردہ ام
شہان گشتہ خود بجا آورد
ہمہ راستی رہ نما آورند

گشتاسب نے جواب دیا کہ سب سچ ہے جو تو نے کہا مگر تیرے سوا مالک تخت و تاج آج کون ہے الا انصاف کر کہ رستم اور زال کا ؤس و کیخسرو کے روبرو کیسے کمربستہ جانفشانی اور حکمرانی مین رہتے تہے کیا کیا جفائین سہتے تہے اب کیسی سرتابی کرتے ہین ہمین نخوت کا دم بہرتے ہین تو نے روئین دز توڑا ارجاسپ کو زندہ نہ چہوڑا تیرے آگے رستم کا باندہ کے لانا کیا کام ہے گو وہ نبیرہ سام ہے فردوسی

سوی سیستان رفت باید کنون
بکار آوری جنگ و رنگ و فسون
بگیتی کسی نیست ہم نبرد
جدا از توری در دو آزادمرد

برادار گیتی خداوند زور
فروزندہ اختر و ماہ و ہور
برہنہ کنی تیغ و گوپال را
بہ بند آوری رستم زال را

سپارم ترا تاج و تخت و کلاہ
ازانجا بیائی چو در پیشگاہ

اسفندیار نے کہا مجکو رستم کا ڈر نہین ہے مین جوان وہ پیر ہے مثل نخچیر ہے مگر اسکا خیال آتا ہے کہ اوسنے ہمارے جد و آبا کے ساتہہ کیا کیا سلوک کئے ہین وہ ہمین حق نمک ادا کیا فردوسی

شنیدم کہ کس را نکردہ است
دوبار از توران برآوردہ است

اگر او نگردد ز چیں کار سخت | با یران نماند کسے تاج و تخت
ترا در دل اندیشۂ دیگر ست | غم شاہی و تاج و افسر ست
ز شاہان نخست نیست پیمان سست | شہ آن کہ باشد بہ پیمان درست

اگر دشمن آید زابلی پور زال | چہ بودی بہانہ او دو سال
تو بر من بہانہ نگالی بدے | نگر تا چہ باشد رہ ایزدی

گشتاسب نے کہا کہ اسفندیار اگر نہ قبول ہوگا ہے گرفتاری

رستم سے تیرا مطلب نہ حصول ہوگا فردوسی

چو آنجا رسی دست رستم ببند | بیارش بیارہ و گندہ کمند
ازان پس سپہ سر ازما کسے | اگر خواہی گنج نیابد بسے

رہ سیستان گیر با خود سپاہ | اگر تخت خواہی ہمی با کلاہ
بیاور سواران انبرین کارگاہ | سپاہ مرا تا ببیند سپاہ

اسفندیار نے کہا مقصود تیرا فقط میرا مارا جانا ہے باقی

سب فریب ہے بہانا ہے فردوسی

دریغ آیدت تاج شاہی ہمی | ز پیشت مرا دور خواہی ہمی

ترا باد این تاج و تخت جہان | مرا گوشہ بس بود از جہان

یہ کہکے مکدر اپنے گھر کو اوٹھ گیا گشتاسب سمجھا اسفندیار

خفا ہو گیا جاماسپ کو حال دریافت کرنے بھیجا کہ جنگ رستم کو جائیگا یا منہ چھپائیگا وہ اسفندیار کے پاس آیا پوچھا کیا عزم ہے قصد رزم ہے یا دل مائل صحبت بزم ہے اوسنے کہا تیری صلاح کیا ہے جاماسپ بولا جانا روا ہے نافرمانی باپکی بہتر نہیں اسفندیار نے اقرار کیا کہ تو میرا دوست ہے تیرا کہنا بجا لاؤنگا بہر کیف جاؤنگا جاماسپ پھر آیا اور خبر وہ سنایا گشتاسب نے کتایون سے کہا کہ اسفندیار کو رستم کی گرفتاری کی خاطر بھیجتا ہون تو بھی جا کے اسکی تسلی کر وہ سنتے ہی مضطر ہوئی گھبرائی بدحواس بیٹے کے پاس گئی یہ کلمے زبان پر لائی فردوسی

بگیتی ہمی بنیاد ر خویش | ہم او شاہ با او پر اندیشست
کہ نفرین برین تخت و این تاج باد | مرا خاکسار و گیتی مکن
چہ پیر شنبا شہ ہمزہ بکوش | بیارست گفتن ہم اندر او درشت
برین کشور شوم تاراج باد | ازین خیر بالا ہم نشنو سخن

سوار جہان پور دستان سام | ببازوی یکبار صد اژدہا
بجوں سیاوش ز افراسیاب | ز خون کرد گیتی چو دریای آب
جوانی مکن تیغ منمائے دست | بجز سیستان جہان شہر سست

اسفندیار نے جواب دیا کہ چہر اپنے بیٹے کی نسبت کہا ایسا [illegible]

باپ بیٹا انکا دشمن ہو گیا ہے دوسرے قضا وقدر سے بشر کو چارا نہیں جاماسپ نے وعدہ کیا کہ کریگا [illegible] عہد کا توڑنا گوارا نہیں

اسفندیار کا سیستان جانا رستم سے گفتگو کے بعد لڑائی زور آزمائی آخر خدنگ قضا کا نشانہ ہونا دنیا سے رخصت ہونا

محرران کارخانہ تقدیر نقاشان نگارخانہ قضا و قدر یاد لگیر صفحہ [illegible] تیر پرانداز کی تقدیر اس طرح تحریر کرتے ہیں گرفتار اجل

مرگ رسیدہ اگر قفس فولادین بالوق وزنجیر اسیر ہو مکان معہود پر اوڑکے پہونچے وہ تدبیر ہوا اور قضا کا شکار
اژدہا کے رشتے مین اگر بند ہوتا ہے باوجود ہیبت پائے تیر سے جلد جاتا ہے زیب فرق ملک الموت ہوتا ہے جان کھوتا ہے
اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ پروردگار نے فرمایا ہے اور بارہا تجربے مین آیا ہے نہ محتاج
سوار یکجا ہوتا ہے نہ خواہشمند بار بردار یکا ہوتا ہے پیادہ پالی تک منزلونکا سفر نہین معلوم ہوتا بغیر وعدہ گاہ
پہونچ جانیکے مفر نہین معلوم ہوتا ہر دم مضطر اور پریشان رہتا ہے گھبراتا ہے جان شیرین گنواتا ہے خلاصہ یہ کہ
کتابون نے ہر چند سر پیٹا سمجھایا اجل پیچھے کھینچے لیے جاتی تھی مطلق اوسکی سمجھ مین نہ آیا باپ کا حکم موت کا بہانہ ہوا
آخرکار سیستان کو روانہ ہوا پہلی بسم اللہ سر راہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین شتر بار زمین پر جو بیٹھا
کسیطرح نہ اوٹھا ناچار رنج کیا فردوسی

غمین گشت زان اشتر اسفندیار | گرفت آن زمان اشتر شوم خوار
جہانجوی گر آن بد آمد بفال | بفرمود کش سر برید و بیال

لوگون نے عرض کی یہ شگون بد انصد ہے اور آپکو چلنا نہین
ہے مناسب مشفق نہ سنا کوسب تمسر رہنا اور سیستان کے متصل جا پہونچا وہانسے بہمن پہلے روانہ کیا
کہ رستم کو مع زال استقبال کیواسطے لائے اسفندیار کے آنیکی خبر پہونچائے بہمن جب رستم کے پاس پہونچا رستم نے بہت تعظیم و
تکریم کی اور بے اکراہ ہمراہ ہوا جس دم دریائے ہیرمند کے کنارے پر پہنچے بہمن نے پہلے آگے اسفندیار سے جہان پہلوانکی
تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور سدارات کی تشریح بیان کی جب تہمتن اسفندیار کے روبرو آیا تسلیم کو
سر جھکایا اسفندیار نے گلے سے لگایا فردوسی

خنک شاہ کو چون تو دارد پسر | ببالا و فرت بنازد پدر
چو بشنید گفتارش اسفندیار | فرود آمد از بارۂ نامدار
خنک آنکہ باشد بر او تو پشت | بود ایمن از روزگار درشت
تہمتن ز رخش اندر آمد فرود | پیادہ شد و داد شہ را درود
ہمہ سال بخت تو فیروز باد | سر تخت تو گیتی افروز باد
گو پیلتن را ببر در گرفت | بسے شاد شد آفرین برگرفت
سزاوار باشد ستودن ترا | یلان جہان خاک بودن ترا

پھر دونون سوار ہوئے رستم نے کہا غریبخانے کو رشک گلستان کیجیے شبدیز کو اسطرف جولان کیجیے اسفندیار نے
نمانا اپنے خیمے مین لایا آنیکا قصہ گشتاسپ کا آزردہ ہونا سنایا پھر کہا اگر تو قید اور بند پر راضی ہو تو لیجلون
قید باپکو دکھا کے تجھے کھولدون اور جو انکار ہے تو مختار ہے اپنے گھر جا سر میدان سمجھ لونگا جہان پہلوان نے
کہا ایکبار اپنے باپ کی طرح میرا مہمان ہو پھر جو کچھ تو کہے گا بجا لاؤنگا تیرے حکم سے سر پھیر اونگا

اسفندیار نے جواب دیا کہ میرا باپ اس قصد سے یہان آیا تھا میرا عزم ہے اور یہ جا بجا بے تامل فرض ہے اوسکو خیال
عیش شغل بادہ خواری کا تھا میرا دھیان تیری گرفتاری کا ہے جب تیرا مہمان ہوا دعوت کا سامان آج پھر دعوت کا
موقع وضع کے سراسر خلاف ہے مجکو تیرے قید و بند کی فکر ہے عزم مصاف ہے رستم نے کہا جی مین اپنے باپ سے
اسکا مشورہ کر لون تو جواب دون اسفندیار نے کہا اچھا مگر دیر نہ لگانا جلد آنا تہمتن نے زال سے یہ سب حال کہا

تو گفتی کہ شاہ فریدون گرو | بزرگی و دانائی اور اسپرد

دوسرے روز رستم نے نامدار پیش اسفندیار آیا وہی کلمات
گرفتاری زبان پر لایا تہمتن سنکے کہا آپکو ایسی باتین میرے حق مین کہنا مناسب نہین میرے حقوق ملاحظہ فرمایئے
کہ مینے کیسے کیسے کبھی جانفشانی کی جب آپکے باپ دادے نے سلطنت کیانی کی فردوسی

نگہدار شاہان ایران منم | ہم آورد شیران و گردان منم
ز دشمن جہان پاک من کردہ ام | بسی رنج و تیمار من بردہ ام
ازین خواہش من مشو بدگمان | مدان خویش را برتر از آسمان

اس گفتگو سے اسفندیار آشفتہ خاطر ہوا مگر ضبط کر کے
بائین سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا جہان پہلوان نے کہا کبھی کسی بادشاہ کے روبرو بجز دست راست مین نہین بیٹھا
یہ کہکے موافق معمول بیٹھ گیا یہ شمشیر اور نیک زخم تازہ ہوا اسفندیار تجاہل عارفانہ کر کے پوچھنے لگا کہ مینے سنا ہے
زال دیو کی آل سے ہے سام نے خوفناک مقام مین پھینکدیا تھا کہ طعمۂ زاغ و زغن ہو لیکن کرگس سمجھکے کسینے اٹھایا
سیمرغ اوٹھا لایا جو مردار رہ جاتا اوسکا بچہ کو کھاتا تھا پس خوردہ اونکا دیا جاتا تھا آخرکار لوگون کے کہنے سے سام
وہان سے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جوان ہوا مردار خواری کر کے پہلوان ہوا فردوسی

خجستہ بزرگان و شاہان من | پناہ من و نیکخواہان من
ورا برکشیدند و دادند چیز | فراوان برین سال بگذشت نیز
ببرد بچرخ گردون سرش | چو بر شاہ شد رستم آمد برش

ان باتون سے جہان پہلوان کو غصہ آیا بگڑ کے کلمات
سخت و درشت زبان پر لایا فردوسی

بدو گفت رستم کہ آرام گیر | چہ گوئی سخنہای نا دلپذیر
تو آن گو کہ از بادشاہان سزاست | کہ شاہان نگویند جز حرف راست

تو ابھی طفل ناتجربہ کار خردسال ہے تجھے شایان نہین خلاف تیرا
جواب سوال یہ ہے ان باتون سے ہم کیا سبب مانتے ہین تیرے باپ دادا ہمکو خوب جانتے ہین کہ زال سام والا مقام کا بیٹا ہے
اور وہ جہان پہلوان نریمان کا خلف مشہور ہے اور نریمان کا سلسلہ ہوشنگ سے ملتا ہے بارہا تخت و تاج ہمکو دیا یعنی
دنیا و گرشاسپ کو تخت ملتا اور یہان کسی طرف کا شرف ضحاک سے ہے مین عجیب الطرفین وجہ عجب سے شاہزادہ ہون

تو ایک ریچاسپ کو مارکے شخی بگھارتا ہے مینے افراسیاب کو مارا جسکا مثل توران مین نتھا شاہ ہاماوران سے
کیا کیا خاقان چین کو ہاتھی سے کھینچ لیا کاؤس کو ایکبار مازندران سے دوسری مرتبے شاہ ہاماوران سے
چھڑا لیا دیو سفید اور اکوان کو تن تنہا خاک مین ملا یا فت

تو اندر زمانہ رسیدی نوی	اگر چند با فر بخردی
زمین را بچہ سر بسر گشتہ ام	تن خویشتن جنگ اندر جہان
بسے شاہ دیو را کشتہ ام	نہ آگاہ بکار کار آگہان

اسفندیار نے کہا مین نرم گفتگو کرتا ہون تو جواب سخت دیتا ہے اگر گوشہ کلاہ تیرا آسمان فرسا ہے مگر ہمارا انکشا ہے
اور ہفتخوان ہمارا تھا کہ جہان بشر کا گذر نتھا اور رویین دژ کے روبرو قلعہ مازندران کا بیان ایک فسانہ ہے داستان
ہے بلین نے کہا واہ بارہ ہزار سوار مددگار لیکے ہفتخوان مین تو گیا خوب نام روشن کیا فردوسی

گر آیید ز ہفتخوان رخشن بود	ہمان تیغ تیز جہانبخش بود

تو نے اپنی ہمین آدمیون سے چھڑا لین مینے دیو ونکی
بستیان اوجاڑ کے خاک مین ملا ئین کاؤس کو جنگر الستے چھڑا کے ایران دکھایا سلطنت کا سامان کھایا اگر تو میرے
احسان گنوائین بارہ ہزار جوان کیا جو بیس ہزار لیکے جاتا زندہ آتا اور یہ بھی یاد ہے کہ جب کیخسرو نے تیرے دادا کے
سر پر تاج رکھا کوئی سپہ سالار نامدار راضی نتھا سب کہتے تھے کہ فریبرز تیرا دلبند موجود ہے سلطنت اسکو دے
جب مینے اور زال نے منع کیا سمجھا یا او سدم تخت نصیب ہوا تاج بسر آیا ہے حقوق سب سے زیادہ تیرے باپ کے جانے
اوسکا عوض یہ ہے کہ تو باندھکے مجھکو لیچلے میرے کان ان باتونکے آشنا نہین کسی بادشاہ نے سخت کلمہ مجکو کہا نہین فت

چہ نازی باین تاج لہراسپے	باین تازہ آیین گشتاسپے
کہ گوید برو دست رستم ببند	نبندد مرا دست چرخ بلند

ایکبار سخن درشت کاؤس نے مجکو کہا تھا جواب مین جو میری زبان سے نکلا کسی شہریار نے کبھی کا ہے کو سنا تھا
ہزار ہا پہلوان نامی گردان گرامی حاضر تھے کسیکی جرأت نہوئی جو مجکو جواب دیتا آخر کار سلطان عالی تبار
نے عذر کیا منت کی لجاجت کی جب مینے اطاعت کی تیری یہ بیہودہ باتین انسانیت کی راہ سے
سنتا ہون ذلیل سنتا ہون پھر اسفندیار نے اوس نامدار کا ہاتھ پکڑ کے زور کیا رستم متعجب ہو کے ٹال گیا
ہنسنے لگا کہا مجکو نازیبا ہے کہ اپنا زور دکھاؤن سر دست آزار پہنچاؤن اسفندیار نے کہا آج تو میرا مہمان ہے شراب پی
کھانا کھا گھر چلا جا کل سر میدان وہ سامان ہوگا کہ تجکو باندھکے لیجاؤنگا گشتاسب کو دکھاؤنگا فردوسی

بخندید رستم ز اسفندیار	بدو گفت سیر آئی زین کارزار
کجا دیدہ جنگ جنگاوران	کجا یافتی باد گرز گران

نبینی تو ای فرخ اسفندیار	گر آئید ان کوشش کارزار	چو فردا برآیم بدشت نبرد	با اورد مروان چه مرد و نامرد
زکوهہ پر آغوش برداشت	گرفته بر و کیز ال آراست	نشانمت بر نامور تخت عاج	نهم بر سرت برکل افروز تاج
کشایم در گنج برخواسته	نهم پیش تو یکسر آراسته	دهم بی نیازی سپاه ترا	به ابر اندر آرم کلاه ترا
ازان پس ببندم کمر بر میان	چنان چون برستم به پیشین کیان	چو تو شاه باشی و من پهلوان	بجز از تو باشد شهی در جهان

اسفندیار نے جواب دیا تاکے یہ لاف وگزاف دو پہر ہو گئے ادھر کچھ کہا لیں کل تو ہو گا مین ہون گا دیکھو تو کسطرح باندھ کے لیجاونگا پھر خاصہ طلب کیا جو طبق سامنے آیا تہمتن کا نوالہ تھا شراب کا کاسہ گویا پیالہ تھا کھانے کے بعد پھر وہی گفتگو اسفندیار کی زبان پر آئی کہا اگر تجھکو نہ لیجاونگا گشتاسپ کہیگا کہ رستم کے گھر گیا لڑکا تھا لڑنے سے آخر ڈر گیا تہمتن نے جواب دیا کہ تیرے تنہا دیو ونکو مارا افراسیاب کا خانہ خراب کیا تو جنگ نادیدہ خردسال ہے مجھے خون کیا لگر ناحق کا خیال ہے فردوسی

اگر گشته گردی ز من در نبرد	شود نزد شاهان مرا روی زرد	همین در پس مرگ نفرین کنند

جهان نام من نیز بد برین کنند

اور تیرا باپ مرد پیر دام حرص میں اسیر ہے وہ چاہتا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے کچھ دنون اور سلطنت کے مزے اٹھائے یہ خیال محال دل سے نکال کتابون کو مصیبت میں ڈالتا ہے کہکے رخش پر سوار ہوا گھر آیا زال سے یہ حال کہا کہ صبح کو مجبوراً اسفندیار کا مقابلہ ہے زال نے کہا مصلحت نہیں رستم نے کہا جہانتک عذر کیا اوسنے نمانا مجکو کم زور جانا القصہ دم بحر زال نا امید اوٹھا اسباب حرب اپنے ہاتھ سے تہمتن کے جسم پر سجا اور کہا افسوس ہے کہ اگر اسفندیار تیرے ہاتھ سے مارا گیا جہانمین اعتبار نرہیگا تمام عالم بادشاہ کش کہیگا وگر خدا نخواستہ تجکو مار لیا تو سیستان بیچراغ ہوگا رستم نے کہا مصیبت مین نالہ و فریاد کرنا معیوب ہے پروردگار کو یاد کرنا خوب ہے ف

چو تیغ هندی بگیرم بدست	سر جادوان را کنم شکست

اور عزم بالجزم ہے کہ سر اوسکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن تجکو دکھاؤن ف

بخندید از گفت او زال زر	نشانی بیاندیشه بفشرد سر
بگفتار او پیر این سخن	نگوئی شرم ابدا کن تهمتن

لڑنا اسفندیار کا پیلتن نامدار سے ادم زخمی کرنا تیر آبدار سے سیمرغ کا آنا چوب گز بتانا اسفندیار کا ہدف سہام اجل ہو جانا

غرضکہ رستم دستان نے جوشن و خفتان پہنا ہتیار لگائے جیسے نہنگ بحر وغا دریا سے آہن مین غوطہ لگا کر نکل آئے باہر آیا رخش پر برگستوان ڈالکے سوار ہوا لشکر بھی تیار ہوا زال نے زواره کو

میر لشکر سے کہا تمھین سے خبردار رہنا کرنی ہیں جان نثار رہنا اور آپ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
سرکھولکے کہنے لگا فرد

جہان کفت کای داور کارساز	نگہدار ما این بد روزگار

جب رستم کی آمد
دیکھی اسفندیار سے کہا کہ بعزم صلح یہ تنہا آتا ہے اسکو دلاسا دیکے ہمراہ لیچل اسفندیار نے جواب دیا کہ وہ صلح
کے لیے تجھ سے آتا ہے میرے ہتیار کیون نہین لاتا ہے اسکو غصہ آیا یہ جملے سنایا فردوسی

دلت خیره بینم سرت پر ستیز	دگر زین ستیز تو شد برزیز

الغرض ادھر سے اسفندیار بڑھا ادھر سے رستم نامدار آیا مقابلہ ہوا

چو نیزه دلاوران برآوختند	همی جوی خون شیر وریختند
ز نیزه سے گردان زخم سران	شکسته شده آن تهنای گران
چو شمشیرها ناگهان آشوفتند	همی بر سر یکدگر کوفتند
همی هر دو گردان آن بر زین	بجنبید یک دانه پشت زین

چو جنگی دو شیر دو مرد دلیر	گرانم کرانیشت کاید بزیر
سنانند پیچان و جنگی گرس	نیا شد بدین جنگ فریاد رس
ز نیزه سنانها هم بر شکست	بشمشیر بردند تا یار دست

اسکے بعد گرزگران دونون پہلوان لیکے فرد

گرفتند ازان پس دو والی کمر	دو اسپ تگاور عنان داد سر

جسدم نیزه بازی کرنے لگے اور جیسے مثل مار پیچان
ہم لپٹے سنانین شرربار تھین صاعقہ کردار تھین جب بندین گھر سے تھے تو بجلی کیطرح پھرتے تھے دیکھنے والے
حیران نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے جسدم نیزون کے بند بند جدا ہوے تلوارین کھینچکے جھپٹے بجلی سی
دونون لشکر کی آنکھین چمک جاتی تھی آلی جاتی چوٹ نظر آتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے
سپر پر روکی غضب چھایا اوچھالا الی سے لڑتے تھے کہ اکثر تار زره تلوار کی چمک سے گر پڑتے تھے جب
تلوارون نے دانت جھکاے اور ڈہال مین کمال نرمی دونون نے ایکبار تلوار پھینکدی پھر گرزگران سنگ
دونون مستعد جنگ لیکے دمادم چلانے لگے دشت نبرد کو ہلانے لگے آسمان چرخ باختہ مدہوش تھا کافورین کو
خواب غفلت فراموش تھا زمین جابجا شق ہو گئی پانی نظر آتا تھا کم جرأت کا ہول سے جی ڈوب جاتا تھا
ہر نعرہ مین دشت کے شیر تھرلتے تھے مست ہاتھی ہوشیار ہوسے بھاگ جاتے تھے فردوسی

کشف ابر وهان شاشد بجوش کجا	بسند درع و برگستوان گشته با کس

پسینے کے پرنالے تھے دشت مین ہر جا پانی کے
تھالے تھے آخر کار دو سر گروه انجمن دونون پہلوان سست ہوگئے جدا ہوئے زمین و آسمان ہلتے تھے اس
شوکت سے ٹھہاتے تھے زواره کو تاب نہ آئی فوج بڑھائی ادھر سے شاپور اسفندیار کا بیٹا نکلا الواے

تام رستم کا شاگرد تھا اسنے سنا کیا نوشاد زر مار لیا

یکے گرز پولاد زد بر سرش	ہو خاک اندر آمد همه پیکرش
زواره برانگیخت از اسپ گرد	زدند بتی نوشاد آزاد گرد
چو نوشاد نامور کشته شد	سپه را همه روز برگشته شد

منہر نوش و مہر اسفندیار کا یادگار نکلا فرامرز نے اوسکو مار ا بہمن خاک بستر ہوش پہ پڑا یاکہا ب دو بیٹے تیرے رستم کے لوگون کے مارے ڈالے ایرانیونکے پاؤن میدان سے اٹھ گئے اسفندیار غصے سے جل گیا چہرے کا رنگ ٹل گیا فردوسی

برستم چنین گفت کای بدنشان	چنین است پیمان گردن کشان
چو بشنید رستم غمین گشت سخت	بلرزید بر سان برگ درخت
که من جنگ هرگز نفرموده ام	کسے کو چنین کرد نستوده ام
فرامرز را نیز بسته دو دست	بیارم بر شاه آتش پرست
ندانی که مردان پیمان شکن	ستوده نباشند در انجمن
بجان و سر شاه سوگند خورد	بخورشید و شمشیر و دست نبرد
ببندم دو دست برادر کنون	کزاو بود شان رہبری ازہون

اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ اسکا بدلا تجھسے لون شکوہ و نشان مٹادون یہ کہکے تیر و کمان شاہزادہ ایران نے سنبھالا رستم نے بھی جلدی کمانکو نکالا زاغ کمان گوشے سے چلایا قاصد تیر سراسری پیام اجل لایا جو تیر اسفندیار لگاتا تھا پار ہوتا تھا جسم پیلتن کا فگار ہوتا تھا وہ تیر تہمتن کی کمان کا جو سپہر چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بدن پر اوچٹ جاتا تھا منہ موڑتا تھا غرضکہ آفتاب جب غروب ہونے آیا اسفندیار نے رستم کو پیردار بنایا مجبور تہمتن نے کہا اب شام ہے ہنگام راحت و آرام ہے صبحکو پھر یہی سامان ہوگا یہی گو یہی میدان ہوگا اسفندیار نے قبول کیا اپنے لشکر کیطرف پھرا بیٹونکی لاش پر پاؤن پاش پاش آیا خاک کو اوڑایا اونکا تابوت گشتاسپ کے پاس بھیجا کہا آج تو یہ حال ہوا دم سحر دیکھیے کیا ہو کسکی بقا ہے کون لقمۂ دہن قضا ہو پھر پشوتن سے کہا رستم کی سرشت خدا داد ہے تیر سے بے فردوسی

خداوند او را چنان آفرید	بروآفرین کین جهان آفرید

کسی سبب مین اوس سے مین برنہ آیا لیکن اکثر تیر کھا رہا ہے دو سار ہے معاذ اللہ اگر اس راتکو بچ جائیگا تو صبحکو ہنگامہ رستخیز نظر آئیگا ادہر رستم جو پھر کر زال کے پاس ہوا کیا عجیب حال تھا تمام جسم مشک نمونہ غربال تھا تہمتن نے کہا بارہا دیو دن سے اکیلا لڑا ہون زورو طاقت کیسکے بدن کی ایسی حالت نہین دیکھی تیر امیر اجگر کوہ کے پار ہوتا ہے سندان کا سینہ فگار ہوتا ہے ایک کار گر شہزادہ خبر ہوا اب مرنے کے سوا چارہ نہین مقابلے کا یارا نہین زال نے کہا بزور غور سے تکلین ہے اتنی مہلت کہاں جو وہ میدان آئے مگر سیمرغ کو بلاتا ہون تیرا حال و کھاتا ہون یہ کہکے بلندی پر جا کر

پر سیمرغ مجمر سوزان مین رکھا فوراً وہ موجود ہوا فردوسی

بدو گفت سیمرغ شاہا چہ بود / کہ آمد بدینسان نیازت بدود

تن رستم شیر دل خستہ شد / ز بیچارگیش پای من بستہ شد

چو سیمرغ را دید زال از فراز / ستودش فراوان و بردش نماز

بدو گفت کاین بد بدشمن مباد / کہ بر من رسید از بد بد نژاد

سیمرغ نے تسکین کی تسلی دی پھر رخش کے بدن سے تیر باہستگی نکالے اور پر اپنے اوسپر ملے وہ چنگے بھلے ہو گئے گھوڑا فرحت سے ہنہنایا سبکو تعجب آیا پھر رستم نے جب اپنے زخم دکھلائے سیمرغ کے آنسو بھر آئے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے اس عنوان کھینچی کہ رستم کو خبر نہوئی پرونکو اونپر مس کیا اسی مرہم پر بس کیا لب زخم بسان مشتاق ہجر دیدہ باہم چسپیدہ ہوے پہلوان نے دم سے فرصت پائی کچھ غذا کھلائی رخش پر سوار کیا صحرا کو لیچلا دریاے پار اپنے اوپر سوار کر کے لیگیا نیستان نظر آیا اوسمین درخت گز دکھایا کہا اسکا دو شاخہ توڑ کے تیر بنا پیکان لگا اسفندیار کی آنکھ کو نشانہ کر اجل کے تیر کو روانہ کر رستم نے اوسکو کاٹا پھر سیمرغ اوڑ کے مکان پر لایا اور زال سے رخصت ہو کے اپنے آشیانے مین آیا جہان پہلوان نے اوسیدم اوسکو سیدھا کیا دو پیکان آبدار قطرہ سیماب دار بھر کے ترکش مین رکھا ایکن سیمرغ زرین بقر و تمکین آشیانہ مشرق سے نکلا تہمتن نے اسباب حرب و جنگ چست و تنگ بدنپر آراستہ کیا سر بالین خفتہ بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے پشوتن سے آنکھ کھولتے کہا بغور دیکھنا کہ رستم کا جسم صحیح ہے یا زخمدار ہے ران کے نیچے رخش ہے یا کسی اور گھوڑے پر سوار ہے پشوتن جو گیا نہ کہیں تیر نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخش پر سوار وہ نامدار تھا اتنے مین اسفندیار جلد مسلح ہو کے روبرو ہوا کہا مین سمجھا کہ زال فن سحر مین بیمثال ہے بزور سحر تجکو اچھا کیا اچھا کیا آج تو زندہ بچانے پائیگا جادو کا مزا ابکی آئیگا جہان پہلوان نے کہا اپنی جوانی پر رحم کر اس خیال سے درگذر اپنی جان قدر ہے مجکو بدنام خاص و عام نکر فردوسی

ہزارت کنیزک دہم نوش لب / کہ باشند پیشت بروز و شب

ترا گنج بر من نیست دست / بسیجیم آنچہ شاہ یزدان پرست

ہزارت دہم گوہر شاہوار / ہزارت دہم تاج گوہر نگار

وزان پس ببندم پرستار وشی / ز روم آنچہ بیش شہ کینہ کش

تخت و تاج کی ہوس مین کیون اپنی جان دیتا ہے اپنا خون ناحق اپنی گردن پر لیتا ہے تو مارا جائیگا گشتاسپ کا مطلب بر آئیگا اسفندیار نے کہا فردوسی

بیا تا بکوشش بکارزار / ببینیم دیگر گون پاسخ میار

یہ کہکے تیر و کمان ہاتھ مین لیا مجبور رستم نے بھی ہی تیر

وابستہ تقدیر اور کمان جسکے گوشے مین اجل اسکی دامنگیر تھی اوٹھا کے سوے آسمان دیکھا پھر کہا اے دانائے نہان و آشکار تو گواہ ہے کہ یہ ذرہ بیمقدار بیگناہ ہے جہانتک عذر کی جا ہے وہ کرچکا زروما ل کا وعدہ کیا یہ جاہل مرگ رسیدہ کسیطرح نہین مانتا کہ دفعتہً فردوسی

تہمتن گز اندر کمان راند زود — بدانسان کہ سیمرغ فرمودہ بود

نگون شد سر شاہ آتش پرست — بیفتاد جامی کمانش ز دست

چنین گفت رستم ز اسفندیار — کہ اے تیغ زن پہلوان نامدار

بجز زہ یکے چوبہ تیر گزین — نہادی تو سر البقربوس زین

تو آنی کہ گفتی کہ روئین تنے — بلند آسمان بر زمین بر زنے

چنین داد پاسخ کہ گردان سپہر — از انگونہ بسیار ورزید مہر

یکے تیر بر ترگ رستم بزد — چنان کز کمان جہانبان سزد

بزد تیر بر چشم اسفندیار — سیہ شد جہان پیش آن نامدار

سر نیچے پر رکھکے بیہوش ہوگیا دم نکارا خاموش ہوگیا

بجز روم شصت و یک تیر خدنگ — بیفتاد و امد فرو مرد جنگ

ہم اکنون بخاک اندر آرم سرت — بسوزم دل مہربان مادرت

زگفتار رستم دل تہمتن — بہ پیچید پیچان ما بر خویشتن

جہان یادگار دار از ین صد ہزار — فلک را انگیختن اینست کار

یہ کہکے غش ہوگیا پھر جواب نہ پایا جہان پہلوان نے نعرہ کیا جگر چرخ کو پارہ کیا اور ڈر کے لپٹ گیا پشوتن کا کلیجا پھٹ گیا فوج نے گریبان چاک کیا بہمن نے منہ سوے افلاک کیا زال کو خبر ہوئی پہلے تو سجدہ شکر کا بجا لایا پھر اسفندیار کے پاس بدحواس عذر کو آیا اوسنے کہا تقدیر آسمانی اور تدبیر طلسمانی یہی تھی کہ رستم کے ہاتھ سے میری جان جائے وہ سلطنت کا لطف اوٹھائے لیکن بہمن کو اسکے عوض کیو اسطے تمکو سونپتا ہون اسکو تخت و تاج کا مالک کرنا رستم نے قبول کیا پھر پشوتن سے کہا اب دم ہے دم اخیر ہے بیکار سب تدبیر ہے تو جب ایران پہنچے گشتاسب سے کہنا میری قضا رستم کے تیر سے نہ تھی مگر تیری تدبیر سے تھی مرگ بہت جلد تر آئی تیری مراد بر آئی جسدم ہنگامہ محشر ہوگا پھر اپنا فیصلہ پیش داور ہوگا فردوسی

کشودہ سپہبد بہ پاسخ کام دل — بیاسائی بنشین با کام دل

سیان من تو داوران داوری — کنند داور داوران داوری

اور میری ماں کو سمجھانا کہ میرے ماتم میں نالہ و فریاد نکرنا آنسو بہانا قضا سے کیا چارہ ہے لیکن سمجھا دینا کہ یہ درد بھرا ہوا دل لیکر دنیا سے جاتا ہے

بگفت این و بر زد یکے تیز دم — کہ بر من ز گشتاسب آمد ستم

بمانده ہم بر وقت انشستن جان پاک — تنش خسته افگنده بر تیره خاک

پشوتن نے اوسکی لاش صندوق زرنگار مین رکھی رخت بدن سب نے سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا یہ تو ایران کو چلے بہمن کو رستم و زال سیستان مین لیگئے زواسے نے کہا اف کشتن و بچہ اتش نگاہداشتن

خاک در دیدہ اپنا شغل سمت پلیتن سے کہا وصیت کا بجا لانا خوش ہمتوں کا دستور ہے اور وہی ہوگا جو خدا کو منظور ہے جسدم اسفندیار کی لاش گشتاسب کو نظر آئی چھاتی بھر آئی کلیجے مین پھانس سی کھٹکی کلاہ شاہی زمین پر پٹکی کتابون جگر فگار اور بہنین اوسکی دیوانہ وار یہ کلمہ کہنے لگین **فردوسی**

سپہر ار کشتی نہ رستم نہ زال		تو کشتی مرا او را چو کشتی منال
تراشم ہمی باید از ریش سفید		که فرزند کشتی ز بہر امید

ایک جہان کی نفرین گشتاسب حزین سنتا تھا جواب نہ پاتا تھا سر دھنتا تھا رو پیٹ کے آخر کار سب نے دخمے مین خاک کو سونپا یہان سیستان مین بہمن کی حکمرانی زور و طاقت کی دھوم مچی کہ سب کام مین بے مثل لاثانی ہے زور شور پر عالم جوانی ہے یہ خبر سنکر گشتاسب نے بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکھا حکومت سے ہاتھ اوٹھایا

مذکور سانحہ آفت خیز نمونہ شور نشور یعنے قتل رستم جہان پہلوان کید شغاد بد نہاد سے اور شرارت شاہ کابل کی حرکت چل کی پاتین کا کنوین کرنا پھر انتقام اپنا آپ لیکے جان دینا بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان فردوسی سخن سنج محرر داستان لکھتا ہے کہ آزادہ سرو نام مرد عالی قدر پسندیدہ خاص و عام کہن سال ستودہ افعال تھا اور نسب اپنا سام نریمان سے ملاتا تھا اکثر قصص شاہان ایران حکایات رستم دستان زبان پر لاتا تھا ماجرائے گذشتہ اوسکا سناتا تھا اوسنے شغاد کا حال جہان پہلوان کا مرنا خانہ بربادی زال اسطرح بیان کی کہ ایک جاریہ زال کے تصرف مین تھی وہ حاملہ ہوئی لڑکا جو پیدا ہوا زال نے نام اوس بد نہاد کا شغاد رکھا اور طالع شناسون سے اوسکا حال و زائچہ پوچھا اونھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ یہ گمراہ خانمان سام نریمان تباہ کریگا **فردوسی**

ہمہ سیستان زو شود پر خروش		ہمہ شہر ایران برآید بجوش

زال یہ خبر سنکے سخت وحشت ناک ہوا مگر فرط الفت سے پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کر دیا شادی کا اسلوب کر دیا زال کو تو اوس سے محبت تھی الا رستم کو خود بخود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قرابت کے شاہ کابل سے خراج لیتا تھا فرمانبردارون کیطرح سے رہنے دیتا تھا ایک بار خود کابل گیا زر مقرری سے کچھ زیادہ لیا شغاد کو ناگوار ہوا کہا افسوس رستم کو مطلق میرا پاس اور خیال نہین اوسکی نظر مین میں کچھ مال نہین

اس فکر مین ہوا کہ تہمتن کو ہلاک کرے حکومت کا قصہ پاک کرے شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر
پوچھی اوسنے کہا باسباب ظاہر تجسے آزردہ ہے کے اوسکے پاس جاؤنگا تیری شکایت زبان پر لاؤن گا
یقین ہے کہ وہ طیش کھاکے میری حمایت کو کابل مین آئے راہ مین کنوین کھدوا رکھ کر اوسمین خنجر ہائے آبدار
اور تلوارین جو جسم کے پار ہون اور نیزہ و تیر ایسی تدبیر سے اوسمین ہون کہ گرتے ہی بدن پاش پاش ہو
مرہم کے بدلے کفن کی تلاش ہو سلطان غدار نے یہ حیلہ پسند کیا ایکدن دربار عام مین جنگ زرگری کرکے
وہ کیا دبانی فساد شغاد میلیتن کے پاس آیا بصد گریہ وزاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر
لایا تہمتن غیور اوسکا کید و فتور کچھ نسمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع رکھ
انشاء اللہ تعالی وہان چلکے اوسکا خان مان تباہ کرونگا تجھکو کابل کا بادشاہ کرونگا کچھ دنکے بعد
تہمتن بعزم کابل سوار ہوا ہمراہ وہ نابکار ہوا جب قریب پہونچا حاکم کابل پیادہ پا دست بستہ استقبال کو
آیا عذر حجاب کر کے سر جھکایا عرض کی میری غلطی اور قصور معاف ہو طبیعت میری طرف سے
صاف ہو میلیتن نے ریاست اور مروت کو کام کیا خطا عفو کی تسکین دی آبرو بخشی فردوسی

ببخشید رستم گناہ ورا | بیفزود آن پایگاہ ورا

اوسنے دھوم سے ضیافت کی زر و جواہر
بہت سا پیشکش کیا برپا قیامت کی ایک روز رستم سے کہا اس دشت مین شکار لا انتہا ہے صحرا پر فضا ہے
لطف نسیم کیفیت صبا ہے اسکو صید و شکار کا ذوق تھا بیابان گردی صحرا نوردی کا شوق تھا
سوار ہوا اوسی راہ سے وہ گمراہ چلا جدہر کنوین تھے رستم بھی چاہ سے ساتھ ہوا دفعۃً رخش رک گیا زمین
کیطرف جھک گیا خاک کی بو سونگھنے لگا رستم نے ایڑ لگائی اس چھیڑ سے بھی نہ بڑھا خفا ہوکر کوڑا مارا

اذا جاء القدر اعمی البصر
یکے تازیانہ برآورد نرم | بزد تنگدل رخش را کرد گرم
دو پایش فرو شد بآن چاہ پر | دران چاہ بارہ و تیغ تیز
نہ بد راہ آویزش راہبر | نہ بد جائے مردی و راہ گریز
بدو پہلوی رخش ستبر گ | بر دیا آن پہلوان بزرگ

گھوڑا جو اوچکا کنویں مین گر پڑا جب تڑپکر رخش کنوین سے نکلتا تھا دوسرے
مین گرتا تھا اسطرح سات کنوین جھانکے تمام جسم زخمون سے چور ہوا گھوڑے کا بدن اور رستم کا تن
جراحت کی کثرت سے خانہ زنبور ہوا رستم سمجھا کہ معاملہ شغاد اور شاہ کابل کا ہے شغاد کا ہے کام بانی فساد

نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس تہمتن ہمارے شہر میں ضایع ہوا جلد تو شغاد ادنا اور رستم کو کہلا تہمتن نے کہا تجکو
جنون ہے تو بھی طرح ملعون ہے آخر شغاد روانیسر پر بار بہیان اجل کا منظر ہے قصہ مختصر ہے بہت کہ شاہ و شہر یار میرے روبرو

بر قصد او دیر تر ماندہ ایم — چو شیر ژیان بر گذر ماندہ ایم
کرا مرز پور رحیبان بین من — بیاید بخواہد ز تو کین من

پیشتر شغاد سے کہا میری اجل اس حیلے سے تھی تیرا قصور کیا ہے لیکن دو چار گھڑی زندہ اور ہون کمان میری تیار کر دے کہ دو دام سے گزند پہونچے

شغاد اندران چرخ را بر کشید — بزہ کرد یکبار ش اندر کشید
تہمتن بسختی کمان بر گرفت — بران خستگی چو زش اندر گرفت
میانش تہی بود و برگش حیاے — نہان شد پس او ناپاک راے
بہنگام رفتن دلش بر فروخت — درخت و برادر بسہم بر بدوخت
چنین گفت رستم کہ یزدان سپاس — کہ بودم ہمہ سال یزدان شناس
مرا زو رسادکی از مرگ بیش — ازین پس مرا خواستم کین خویش
بجنبید و پیش تہمتن نہاد — برادر ز تیرش تبر سید سخت
چو رستم چنان دید بفراخت دست — شغاد از پس زخم او آہ کرد
کزان پس بیکبار بر سیدہ باب — بمرگ برادر ہمی بود شاد
بیامد بسر کردیشت درخت — چنان خستہ از تیر کیشاد
تہمتن بدو درد کوتاہ کرد — برین کین بسی نا گذشت و شب

جب شغاد کو مار اشکر پروردگار بجالایا کہ مین نے انتقام

اپنا آپ لیا شکر ہے پر ترا دشمن کو مار لیا سے فنا سے سد بار افردوسی

بزرا در گرمان شستند انجمن — ہزار و صد و سیز دہ سالگرد
جہان آفرید جہانش بخورد

بگفت این و جانش آمد ز تن — ہمہ خیر سیستان کمین و پیچی ز ال سے

اپنا برا حال کیا فرہاد بچے لاش باپ کی اوٹھا لایا سیستان مین دفن کیا پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا
بہت ذلیل و خوار کیا سیستان مین لایا تن و سجدہ اسکو دکھایا قول مورخان تاریخ مجموعہ رستم کے
حسب و نسب مین جو اونہون نے زیب قرطاس فرما صراحت قلم سے کیا ہے
مورخان عجم نسابان شیرین رقم نے حال رستم حوالہ قلم اسطرح کیا ہے کہ نسب اوسکا جمشید سے ملتا ہے
تعریف اور توصیف کی احتیاج نہین کا شمس فی النہار آشکار ہے موت سے مہلت نہ ملی کہ شغاد سے
جان دی قول رستم کل شیٔ علیہ النفقۃ من الاموال الا الحرب فان النفقۃ علیہا من النفوس یعنے جو
حادثہ کہ پیش آئے وہ مال کے صرف سے دفع ہوتا ہے الا لڑائی کہ اسمین فقط جان کا صرف ہے باقی غلط حرف ہے

دل برین گنبد گردندہ منہ کین دولاب — آسیا ئیست کہ بر خون عزیزان گردد

سرنک بھی اوسکا ہے ان المولے اذا کلف العبد ما لا طاقۃ لہ بہ فقد اقام عذرہ فی المخالفۃ یعنے

جو اقبال نے غلام سے وہ کام چاہے جو اوسکی قدرت مین نہو گویا عذر تراشا دیا اوسکے نہ ماننے کو فردوسی

یگانہ دور نہ چھکے گرز دار ۔ سزاوار ہر یک پدید ست کار
جوانمرد کان آن جیبان کارین ۔ سراسر پر آشوب گرد زمین

الاہمار شہریار عالی طبع والا اقتدار کہ مہر منیر باین جلالت و تنویر صفائے ضمیر آفتاب تاثیر کے روبرو بنسبان سایہ بسیاہے اسکو محمود ظاہر تحفات دنیا سے استغنائے خداگواہ ہے کسواسطے کہ خاطر خطیر اوسکی جام جہان نمائے دولت و اقبال ہے اور فر و شوکت و دولت و حشمت بقائے لم یزل لازوال ہے اسرار قضا اور راز پوشیدہ قدر آئینہ دل با کدر جیسے اوسمین نظر آتا ہے اور کیسا ہے امر خطیر مشکل ہو سہلا ہویدا ہو جاتا ہے نظم

وا ہمہ بہ پیش عزم تو اشکال حادثات ۔ آسان شد از عزم تو دشوار روزگار
راہی تو از دراے جہات آسمان ۔ تکرار کردہ قدر اسرار روزگار

القصہ بالبقائے دورہ لیل و نہار و گردش سپہر زنگاری اورنگ دولت تخت سلطنت پر سلطان عالی مکان مثل خورشید درخشان بیٹھے تخت حکومت ایک جہان بسے ذکر بہمن ابن اسفندیار گشتاسپ کی سلطنت دیکھے گوشہ لینا خرابی سیستان شمشیرخانی مین تحریر ہے کہ جب گشتاسپ پیر ہوا نار رقعہ شیخوخت بالکل دولت مین اسیر ہوا سمجھا کہ اسفندیار کو بے عہد و رخسار رستم کے ہاتھ سے الستہ قتل کروایا یہ سلطنت اوسکے بیٹے کو دیکے معبود کی بندگی مین بسر کیجیے ایکسو بیس برس جہانبانی حکمرانی کی بکیا یک اپنے پوتے کو سونپی بہمن تخت پر جلوہ گر ہوا ایک عالم اوسکی بخشش سے بہرہ ور ہوا ایک روز خاص و عام کو جمع کرکے کہا کیخسرو نے سیاوش کا انتقام افراسیاب سے کس دھوم دھام کے ساتھ لیا فرامرز نے رستم کے عوض مین کابل کے حاکم سے کیا کیا شہر تک خراب کردیا بن چل سکے مکانونکے نقشے بدل گئے مین بھی رستم کی اولاد برباد کرونگا اسفندیار کا بدلا لونگا یہ کہکے لاکھ سوار خونخوار لیکے سیستان مین آیا زال نے ہر چند منت و زاری بہت کی بہمن نے ایک بات نہ سنی اوسکو قید کیا فرامرز سے لڑائی ہوئی رستم کے گھر کی صفائی ہوئی تین دن رات آتش افروز رہی خدنگ دلدوز رہی جانستان دلدوز رہی قسمت تو برگشتہ تھی چوتھے دن باد مخالف چلی سیاہ کامل و زابل کی آنکھ خیرہ ہونے لگی دنیا پیش نظر تیرہ ہونے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار زرہ جرات کی کہ رستم کی لڑائی سبکو یاد آگئی فوج تو بھاگ چکی تھی ایرانیون کی قسمت جاگ چکی تھی کہان یکہ و تنہا سوار کجا یہ وہ ہزار دو ہزار گھوڑا اونکا زخمی ہو گر گیا نرغہ اعدا مین گھر گیا جسم سے کثرت جراحت کے باعث سب خون

بہگیا وہ جری سکتے کے عالم مین سوے فلک دیکھکے رہگیا لوگون نے گرفتار کیا بہمن نے زندہ بردار کیا
پھر اپنے کردار سے منفعل ہوا اس حرکت بیجا سے خجل ہوا زال کو قید سے رہا کر کے سیستان کا حاکم کیا ایران مین آ کے
حکمرانی کی دار فانی مین بہت کم زندگانی کی رات کو عندالفرصت تنہا اندھیرے مین گھر سے نکلا سانپ نے کاٹا
زخم کاری ہوا زہر ساری ہوا جان دی سلطنت ہمائی جو اوسکی بیٹی تھی وہ کرنے لگی اور وہ بہمن سے
حاملہ تھی آتش پرستونکی ملت مین یہ سنت ہے ہر چند کہ ساسان نام خلف اوسکا اوس مقام پر تھا وہ معطل کیا اور یہ
وصیت کی بعد میرے اسکے بطن سے اگر بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہی عیش و آرام کرے تخت پر بیٹھے سلطنت کا کام کرے

تحریر محرر روضۃ الصفا جو کچھ اوسنے قصہ بہمن و گشتاسپ لکھا ہے سب بلا بیش و کم رقم ہوا ہے

اور صاحب روضۃ الصفا مورخ بے مثل یکتا لکھتا ہے کہ خبر مرگ اسفندیار گشتاسپ سنکے بہت
شرمسار اپنے کردار سے ہوا اور بہمن بن اسفندیار کو کہ ماں اوسکی خاندان ملک طالوت سے تھی سیستان سے بلا کے
ولیعہد کیا یونانی زبان مین معنی لفظ بہمن نیک نیت ہمہ تن ہین جب اس امور سے فرصت پائی بازگشت کا
خیال ہوا موت یاد آئی بادل شاد خدا کی یاد مین مشغول ہوا زاد معاد حصول ہوا یہ کہا فردوسی

مرا کنج غاری و قرص جوی
زبان خشک و دیم آب سرد
کو دنیا پی چیز نبود دریاد

به از عز با سے دیگر خسروی
از آن کہ بر جو استن بر زر زنے
بے جیز نبود او ست گردن بباد

پے آز چند انکہ کردم بسیج
مکن تکیہ بر تاج و تخت و سپاه

ندیدم بجز رنج و تیمار ہیچ
فریب دے دولت و مال و جاه

اور مرغزار باغ و بہار کہ طول اوسکا دس فرسنگ ہے
شیراز کی نواح مین اوسکا بنایا ہے ہمیشہ وہ مسکن علما و فضلا جہان رہا ہے مثل ابو عبداللہ کہ شیخ ابو اسحاق نے
اوس یگانہ آفاق کو طبقات فقہائے معتبر مین لکھا ہے اور قاضی ناصر الدین بھی اوسی سرزمین برگزیدہ ہے گشتاسپ
وہ بادشاہ عالیجاہ تھا جسنے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارات خوب کلمات فصیح و مرغوب مین لکھوایا لقب اوسکا
سر میلے ہے یعنے عابد اور آتشکدے کی تصویر سکے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع تاج رواج دی
ایکسو بیس برس سلطنت کی بعضون نے زیادہ بھی لکھی ہے قول تو اوسکے بہت ہین مگر یہ لکھا کہ جو نام کا
فریفتہ ہوگا روٹی کو محتاج ہوگا اور جسنے روٹی مین خیانت کی بلا مین مبتلا لاعلاج ہوگا

ذکر یہ دلیران دلیر یعنی بہمن آردشیر خلف اسفندیار نامدار مطابق تحریر انجم شمرین رقم

اور بہمن کا حال مورخان شیرین مقال یہ لکھتے ہین کہ فارسی اوسکو بہمن دراز دست کہتے ہین کہ اوسنے ہفت اقلیم کو
زیر نگین کیا اور ارباب اخبار یہ اظہار کرتے ہین کہ یہ دانش اور علم و فضل کسی شاہ عجم کو بہم نہوا اور حافظ ابرو نے
لکھا ہے کہ جب نامہ کسیکو تحریر وہ بالتوقیر کرتا عنوان یہ تھا کہ یہ نامہ اردشیر بندہ خاص اور خادم خدا ہے جسکو
تمہارا حاکم بنایا ہے پہلے خدا کا نام نامے مین جسنے لکھا وہ بہمن تھا اور نام کا باعث سنو اسفندیار گشتاسب
کے پاس بیٹھا تھا کسیسنے مژدہ دیا کہ آپکے گھر مین بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جو اوٹھایا خدمتگار پیالہ جواہر نگار لیے
دست راست نظر آیا پوچھا اسمین کیا ہے اوسنے عرض کیا اردشیر فال نیک سمجھکے یہی نام رکھا بہمن کے
حالات مین لکھا ہے کہ جب کسی ملک مین عامل بھیجتا ہر کارے خفیہ متعین کرتا کہ صحبت اوسکی رعایا اور غربا
کیساتھ کیا ہے یہ لکھتے رہنا اگر عدل کیا مرتبہ بڑھا اور جو ظلم و جور کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال رعیت کو
طلب کرتا بار عام مین خاص و عام حاضر ہوتے تخت سے اوترکے شکر پروردگار بجالاتا پھر رعیت سے مخاطب ہوکے
فرماتا کہ ایک سال بھر حال مینے تمپر حکمرانی کی اگر مجھسے یا میرے عمال سے تمہارے خلاف کوئی فعل
سرزد ہوا ہو بیان کرو کہ مین اوسکی تدبیر کرون پھر موبد موبدان مجلس سے اوٹھکر یہ عرض کرتا کہ تیری بادشاہی
یا الٰہی ہمیشہ ہو جو کہ خاص و عام تجھسے شکر گزار ہین بدل فرمانبردار ہین پھر ایک شخص ندا دیتا کہ ایہا الناس
بلاد سواس زمین کو تیار کرو کہ روئیدگی خوب ہو خدا سے ڈرتے رہو کہ دم مرگ محجوب نہو خیانت اور طمع سے
پرہیز کرو آتش دوزخ اپنے واسطے نہ تیز کرو اور وزیرون پر تاکید تمام یہ احکام تھا کہ جب میرا میلان کبھی پرہو
اور راست سے خلاف ہو مجھکو آگاہ کردینا غصہ نکرنے دو بعد خرابی سیستان اور قتل فرامرز خلف رستم
بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے معزول کیا اور کورش نام اولاد لہراسپ سے تھا ماں اوسکی قوم
بنی اسرائیل سے تھی اوسکو منصوب کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بہ تعجیل بیت المقدس کی سرزمین
پہنچادو وہان بود و باش کرین فکر معاش کرین اور جسکو چاہین اپنا حاکم بنائین کورش نے اوس قوم کو
جمع کیا اون لوگون نے بے رنج و ملال دانیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے نسخے مین نظر سے گذرا ہے کہ لہراسپ
نے اپنے عہد حکومت مین بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل بھی رہا ہو کے ملکات شام مین
بمافتش تمام آباد ہوے اور ایام بہمن مین بیت المقدس اسطرح سے آباد ہوا کہ کسی زمانے مین نتھا ایلیا بہمن نے ایلچی وہان

بھیجا حاکم نے وہاں کے بے صدور تصور یہ فتور برپا کیا کہ تن سے اوسکا سر جدا کیا بہمن اس سانحے سے غضبناک ہوا بخت نصر کو مع فوج دریا موج روانہ کیا شام اور بیت المقدس کے خاص و عام جو خدا کی نافرمانی کرتے تھے بادشاہ کی عداوت کا دم بھرتے تھے تیغ آبدار سے شہر ویران وہ سب بے خانمان ہوگئے سو ہزار کودک نارسیدہ دستگیر ہوئے لونڈی غلام بنے اسیر ہوئے پھر عراق عرب میں آیا جب دم لیکے بارہ برس سلطنت کرچکا ہماے جو اوسکی بیٹی تھی بادشاہی اوسکو دی ساسان جو اوسکا بیٹا تھا وہ محروم رہا کچھ بکریان اپنی بزدلی سے لیکے اونکے دودھ پر اوسنے قناعت کی گوشے مین بیٹھکے خالق کی عبادت کی اور تاریخ سلیمان شاہی مین دیکھا کہ جب دارا پیدا ہوا ہماے نے خوف سلطنت سے اوسکو صندوق مین رکھا اور جواہر بیش بہا اوسکے پاس رکھکے کسی دریا مین رودبار بلخ سے ڈال دیا ایک دھوبی والی نے نکالا بڑی محبت سے پالا تا بھر بلوغ پہونچا آثار شاہی نشان فرمانروائی اوسکی پیشانی سے پیدا تھے عین شباب مین اپنی ماں کے پاس آیا تخت سلطنت میسر ہوا اور تاریخ معظم مین ہے کہ بہمن نے آخر سن مین افسر شاہی تاج جہان پناہی دارا کے سر پر کیا یہ نظم مصنف کتاب نے لکھی ہے نظم

هنوز ار چه دارا پسر بود خرد
و نه مهری خود بدارا سپرد
بفرزانگی کرد هم داوری
در انگشت او بچو انگشتری

چو بگذشت از عمر بهمن دو هفت
بدو گفت ملکے جهان پایدار
در آخر دنیا که هیچ پائی نه بست
که هست از ملوک جهان یادگار

دو حکیم بہمن کے ندیم تھے ایک تو تھے بقراط مس دوسرا بقراط ہمیشہ انسے صحبت رکھتا تھا اور انکے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت پیدا کرلی تھی کیفیات نادر ہو یدا کرلی تھی ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ سالکان عرصہ کون و فساد سالکان سر آخر آباد کے بنیاد نے درنج مصرت قضا مین کمیت فکر رسا کو بہت گرم عنان اور جولان کیا مگر ہر قدم اسکندری کھائی ہم سکے کی راہ نہ پائی آخر کار سب سمجھے کہ کسی تدبیر سے دست وہم وگمان اس تقدیر تک نہیں پہونچتا اور ایک ساعت کی زندگی کی چارہ نہیں بجز اطاعت یارا نہیں جب اس باب کی بنیاد رسید ہو یا یاد و حسرت جان نہیم سلطان الٰہی کی سند اوٹھایا کہ ذکر خیر پائندہ اور صفت باقی حیات ثانی عمر جاودانی ہے لہذا ورثہ تر آثر تو کر جمیل فرصت قلیل مین تحریر کرگئے اور مناقب حمیدہ خصال پسندیدہ سے خوش فعالون کے صاحب اقبالون کے دفتر بھر گئے شعر

اسے شرح جی کی بعد مرنے کے
یاد کرے کوئی تو گاہ گاہ کرے
یہ چند قول او سے خوش

شغل ہے کہ نہین تجربۃ المجرب تضییع العمر آزمودے کو آزمانا پانی پر نقش بنانا زندگانی رائگان کھونا پشیمان ہونا ہے اَلْاِنْصَافُ اَحْسَنُ الْاَوْصَافِ ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت ہے اور ظالم سے مظلوم کا انتقام لینا نیک خصلت ہے یہ مقدمہ عنایت پروردگار سے ہمارے شہریار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہے معدلت کی ہر سمت دھوم ہے ظالم کا نام صفحۂ دہر سے معدوم ہے ظلم وجود کی خبر مشرق سے غرب تک مشہور ہے زمانہ مشکور ہے جبتک یہ طلسم بے ثبات آباد رہیگا یہ زمانہ بھی ساکنان جہان کو یاد رہیگا ذکر تھا بہمن کی بیٹی کا اور ہمارے کا ذکر حالی بھی اوسکو کہتے ہین روضۃ الصفا مین یہ دیکھا کہ جسدم اریکہ سلطنت نے اوسکے قدم کی برکت سے زیب وزینت پائی ایک عالم کی تمنا بر آئی پانچ مہینے کے بعد چاند سا بیٹا محبوب بصورت خوب برج حمل سے تابان ہوا اور پیشانی سے نور ملک ستانی کا ظہور امور جہانبانی کا درخشان ہوا چہرہ کا عجب رنگ تھا تاجداری کا ڈہنگ تھا اوسنے وضع حمل خلق سے چھپایا سلطنت کے انتقال کا خیال آیا بعد تامل و تفکر بقول فردوسی

نہانی بپرداد و باکس نگفت	ہمیدا آن راستی در نہفت	بدانسان ہمی بود تا ہشت ماہ	پسر گشت تابندہ رفتہ شاہ
یکے خوب صندوق از چوب خشک	بکردند و برزد برو قیر و مشک	درون گرم کردہ بیارے رم	بیالود بیرون آن زمشک و موم
بزیر اندرش بستر خواب کرد	میانش بساز از خوش آب کرد	ببستند بس گوہر شاہوار	ببازوے آن کودک شیرخوار
در آندم کہ آن کودک اندر خواب بست	خروشان شدہ دایہ چیرہ دست	نہادش بصندوق لسّی نرم	بپوشید حریرش بپیچید گرم
تہ تنگ تابوت گردید خشک	بر او ز عنبر بقیر و بمشک	ببردند صندوق را نیم شب	[illegible] بگریہ نگشاد لب
زپیش ہمایش بدرون تاختند	بآب روان اندر انداختند		

تاریخ گزیدہ مین اس داستانکا اسطرح بیان ہے کہ وہ صندوق دھوبی کے ہاتھ آیا اوسنے داراب نام رکھا پرورش کرنیلگا جسدم جوان ہوا وہ سر حد قابل تاج شاہی تھا اس فراہی کام کیطرف نہ جھکا چہرا جو کیطرف جیونکیا الیسا دم رکا تیر اندازی نیزہ بازی شہزاد میلان رہا شمشیر زنی کا ہر دم دہیان رہا جب سر زمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور ہمائے نے فوج بھیجنے کی تیاری یہ بھی لشکر کی سیر کو آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اوسنے بتوقیر کمال اپنے ہمراہ لیا روم کی لڑائی مین اسنے دہوم مچائی جرأت و مردانگی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر پلٹا تخت پر چہایا

نے اس جوان کا حال ہمائے با اقبال سے کہا اوسنے سامنے بلایا پہچانا سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا مدبھیم تو فرزند باد

ہمائے کا لقب چہرزاد دیا دیتا ہے تیس ادر دو برس حکمرانی کی اور شہر جرباد قان قریب اصفہان ہمائے کا آباد
کیا ہے اور ہزار ستون اصطخر بھی اوسیکی بنا سے تھا جو سکندر رومی نے خراب کر دیا

نظم دلپذیر شاعر بے نظیر خلاق معانی موجد خوش بیانی فردوسی طوسی ادر شہنشہ خاقانی

کنون باز گردم بذکر ہمای	پس از مرگ بہمن که بگرفت جای
پدر و برادر زپیدر گذشت	ہمه گیتی اندر اوش آباد گشت
سپه را همه سر بسر بار داد	در گنج بگشاد و دینار داد

جب دم بہمن کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر
بصد کر و فر ہوئی در خزانہ کھولا باب فلاکت تھا جون پر بند کیا بہمن سے جو دو سخا دو چند کیا حمل کی
مدت جب پوری ہوئی لڑکا پیدا ہوا پوشیدہ دائی کے حوالے کیا کہا ایسے گھر میں لیجا کے پالے نہ پیند کو ر زمانے
نہ پیو رکھانسے باہر نکالے اور سب سے کہا لڑکا ہوا تھا اوسی دم مرگیا گذر گیا خلق تو راضی تھی سبکو یقین ہوا اوس نشین ہوا
جب سات مہینے کا ہوا وہ بیوہ بلایا صندوق میں مع زر و جواہر بند کیا فرات میں اوس ڈر سے بہا کو بہا دیا
قضائے کار کسی دھوبی کی نظر جو صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کھولا تو پرچہ بلور رشک قلمان جو ختن کی پیکر
اور بہت سا زر و جواہر ہاتھ آیا انتہا کا سرور ہوا غم لاولدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت سے کہا تو جو دنگار
سے فرزند کی طلبگار تھی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بھی دیا اوسنے جو دیکھا فرط محبت سے دودھ
اوتر آیا گود میں لیکے خوب پلایا بچہ نام اوس ڈرنایاب کا داراب رکھا اور دھوبی نے وہ شہر چھوڑ دیا کہ افشاء راز
و مال و زر کے باعث در آلام بازمہ جب داراب جو سات برس کا ہوا لڑکوں میں کھیلنے لگا تو ملا پیٹنے لگا
جو لڑکا اوس سے لڑا اگر سن میں زیادہ بھی تھا لیکن اوسکو پٹک دیا ایسا طاقت دار ہوا اور درشتی و شوخی
مل نہ کیا ننگ و عار سراسر انکار ہوا ایک روز تنہائی میں دھوبی سے خلف بہمن نے پوچھا کہ تو سچ بتا
تیرا ہوں تو کون ہے فکر مجکو ملول کرتی ہے طبیعت یہ پیشہ نہیں قبول کرتی ہے اوسنے ڈر کے مارے
سا تحمہ نہ بے کم و کاست سب قصہ سنایا داراب شاد ہوا کہا کچھ زر و جواہر باقی ہے اوسنے
خفا سنبھالے کیے داراب نے ایک کو ترجیح سے گھوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دوسرا باز و پر باندھا
فرصت ہاسیکھنے لگا تھوڑے دنوں میں بڑا مشاق ہوا جتنے کسب فن حرب و پیکار کے تھے سب میں
ہو کر بسر ارادت ہم نے عورت کو حاکم ایران سنکے لشکر کشی کی ہمائے نے شواد کو سپہ سالار

فوج جرار لیکر روانہ کیا داراب نے اوس سے ملاقات کی اوسنے قرکیانی درخشندہ پیشانی دیکھکر لیکر گیا
ہمراہ لیا اثناے راہ مین ایکدن ابر سیاہ گھر آیا ہوا تند چلنے لگی عالم مین اندہیرا چھایا یہان خیمہ تھا نہ قنات
تھی بہر حال پرانی پال گنبد نیلی کی ساخت تھی چادر مہتاب تانکے اوسکے تلے سونا اور بہانہ بچھونا اوس پر زیر
زیر طاق شکستہ پناہ لی عالم شباب تھا جوانی کی نیند مشہور ہے وہ آگئی ونعتہً غیب سے آواز بلند صدا آئی
کہ اے طاق خبردار فرمانروائی ایران تیرے سایہ مین سوتا ہے اوسکی نگر نا احتیاط کرنا کہ اے طاق آزاد ہشیار باش
بران شاہ ایران نگہدار باش خیمہ شوادکا قریب تھا یہ آواز اوسکے کانمین پہونچی حیران ہو کے خبر منگوائی کہ یہ صدا
کہانسے آئی پہر دوبارہ آواز آئی کہ اے طاق بہمن کا بیٹا تیرے نیچے سوتا ہے تو نگہبان رہو تب خبر آسمیں جا
پہر تیسری بار آئی تب شواد نے اپنے معتمد بھیجے کہ جلد جاو مفصل خبر لاو اونہون نے آکے دیکھا کہ ایک جوان پرانے
طاق کے تلے سوتا ہے اوسی جانب سے یہ نعرہ بلند ہوتا ہے شواد نے کہا اوسکو جگا کے ہمارے پاس لاو جسدم داراب
اوسکے نیچے سے اوٹھا فوراً وہ طاق بیٹھ گیا شواد نے اوسکو بہت تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر
مرصع کار رو برو رکھکے اپنے خیمے مین جگہ دی حال جو پوچھا داراب نے جو ماجرا دھوبن سے سنا تھا بیان کیا
شواد نے تلاش کرکے گازر کو بلایا وہ بھی وہی ماجرا زبان پر لایا القصہ شواد نے امیر لشکر کیا اور رومیون سے
مقابلہ ہوا داراب نے جدہر گھوڑا اوٹھایا صف کی صف درہم و برہم کی رات ہوگئی سب نے مقام کیا آرام کیا
دوسرے روز داراب نے شواد سے کہا کہ تم قلب لشکر سے حرکت نکرنا باہر پاؤن نہ دہرنا دیکھنا مین کیا کرتا ہون کیسی

آفت بپا کرتا ہون فردوسی

عنان را بپیچید گرد سپہبد
پراگندہ کردان سپاہ بزرگ

بہم باز خوردند دو بارہ سپاہ
بہ پیش صف اندر میان کس نماند

شد از گرد خورشید تابان سیاہ
ز گردان شمشیر زن بس نماند

چو داراب پیش آمد و حملہ کرد
بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ

آخرکار قیصر روم نے دبکے صلح کی اسباب گرانبہا نقد و جنس بہت دیا شواد
بمرتبہ اتم مسرور ہوا صلحنامہ اور پیشکش ہماے کے پاس روانہ کیا اور داراب کا قصہ لکھکے وہ یاقوت کیانی
صحت کی نشانی بھیجا ہماے نے دیکھکے آتشکدے کو روشن کیا جشن کی تیاری شواد کو لکھا داراب کو لیکے
جلد آئیو پہر محبت کا جوش جو ہوا ایک منزل استقبال کرکے دارا کو لائی جشن کے بعد بساعت نیک تخت پر بٹھایا

چو داراب بر تخت شاہی نشست
ہماے اندر تاج شاہی بدست

ببوسید و بر تارک او نہاد
جہان را بدیہیم تو فرہ باد

تیس برس سلطنت پر ہمائے کا اختیار رہا پھر داراب کامیاب ہوا قصہ تخت نشینی داراب

خلف بہمن اردشیر شعیب کا قتل روم کی دھوم صلح قیصر بعوض دختر پری پیکر

داراب نے بفر و تمکین تخت نشین ہوکے شہر کو خوب آباد کیا رنج رسیدونکو مصیبت دیدونکو مسرور و شاد کیا اور لوس گاذر کو بلاکے دولت دنیا سے غنی کیا کار قدیم سے انکار کروایا او نہین روز و تین لاکھ سوار تازی جانبازی کرنے والے تازی حکومت مین انکے ایران پر چڑھ آئے شعیب اونکا حاکم تھا داراب سے لڑائی ہوئی تیسرے دن شعیب کی قضا آئی داراب نے فتح پائی پھر روم مین گیا قیصر سے لڑا فردوسی

گریزان بشد فیلقوس و سپاه | پے راند بدترک روم و کلاه
زن و کودک شان ہمہ بند اسیر | بکشتند چندین بہ شمشیر و تیر

فیلقوس بحسرت و افسوس حصار عمورہ مین شہر بند ہوا داراب نے گھیر لیا منت سے اخراج گذاری پر قیصر ہوا پھر کسیلئے عرض کیا کہ قیصر کی دختر ناہید نام غیرت مہ تمام ہے داراب نے خواستگاری کی فیلقوس کو بڑی خوشی ہوئی شاد ہوا کہ سلطان ایران داماد ہوا عقد کے بعد داراب ایران مین آیا ناہید کو ساتھ لایا لیکن اوسکے بخت کا ستارہ نہ چمکا فرمان و انجم کا بدرج رہا یہ سبب تھا کہ بخشے خوش اوسکے منہ سے نہ آئی تھی نفرت بڑھتی جاتی تھی آخرکار طلباشے نامدار طلب ہوئے فردوسی

چنین گفت کز بیرون بوئی بگر | دل شاہ شد سیر زان عروس
کیا ہے کہ سوزند یکا ہم بود | فرستاد بازش بر فیلقوس
بروم اندر اسکندر ش نام بود | ناہید حاملہ تھی داراب سے نکھا

تھا جسدم روم مین پہونچی لڑکا پیدا ہوا فیلقوس کا بیٹا کوئی نہ تھا اسکندر نام رکھا اور اپنا فرزند ظاہر کیا فردوسی

سکندر پسر بود قیصر پدر | نیا دو رحکس نام داراب پدر
ولیعہد گشت از پئے فیلقوس | جہان از ایراست چون عروس

سکندر زور و طاقت مین رستم کا یادگار تھا بنا سے روزگار تھا دن رات حکیمونکے سوا اور کسی سے بات نکرتا تھا بیہودہ صرف اوقات نکرتا تھا آخر کو ارسطاطالیس شاگرد رشید افلاطون مشیر اور رہنمون ہوا ایمان ناہید کے بعد داراب نے ایک اور مشتری خصال زن صاحب جمال سے نکاح کیا فرزند نرینہ لال کا نگینہ پیدا ہوا فرط محبت سے داراب نے جشن کا سر انجام کیا لڑکے کو ہمنام کیا جب بیٹا بارہ برس کا ہوا داراب دنیا سے گذر گیا صغر سن مین تخت نشین فرمانروائے ایران زمین ہوا مثل پدر امور جہانبانی طریقہ حکمرانی مین سرگرم رہا وضیع و شریف پر احسان کیا سپاہ و شاہ ہونے خراج مقرری لیا لیکن سکندر نے سر تابی کی دینے کا انکار کیا

ذکر سکندر ذوالقرنین بروایات صحیحہ سوائے شاہنامہ فردوسی وپیر دہقان

فردوسی سخندان حاکیان حکایت راویان روایت لکھتے ہین کہ فیلقوس نے وقت نزع تاج شاہی سکندر کے سر پر رکھا اور ارسطو کو وزیر کیا اوسنے راہ راست لگایا سکندر بہکنے نہ پایا لیکن سکندر بھی حسب

بفرمان او کرد کار یکه کرد	زبزم و ز رزم و ز صلح و نبرد

دارا نے ایلچی سکندر کے پاس بھیجا بدستور سابق خراج طلب کیا سکندر نے جواب دیا کہ میرا باپ تیرے والد سے راہ و رسم رکھتا تھا باج و خراج دیتا تھا وہ مر گیا قصہ گذر گیا اب میرا زمانہ ہے ہفت اقلیم زیر نگین مجکو لانا ہے خبردار ہو جائین آتا ہون لڑنیکو تیار ہو جا ایلچی کو رخصت کیا پھر مع فوج دریا موج روانہ ہوا ادہر سے دارا چلا دونون لشکر اسطرح فارس مین دوبدو ہوئے کینہ جو ہوئے ایک روز سکندر بلباس نامہ بردار کے پاس آیا کہ حقیقت حال کیفیت اقبال معلوم کرے جسوقت رو برو آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سکندر نے کہا ہے مجکو ہفت اقلیم تحت حکومت لانا ہے تجسے لڑنا ہے اپنے ملک سے مجکو راہ دو آمادہ جنگ نہو جو یون ہی مرضی ہے تو بسم اللہ دیر نکرو دارا اوسکی گفتگو سے حیرت مین آیا جرأت دیکھکے گھبرایا ہے

من ایدون گمانم که اسکندری	کز اندازه کهتری برتری
بدو گفت نام و نژاد تو چیست	کیا فر و برز نشان کئی است
بدین فر و بالا و گفتار و چهر	نه بر در و جز نسل کیی را سپهر

سکندر نے کہا مجسے بہتر ہزار اوسکے چاکر ہین اوسکو یہ دماغ کہان جو یہان آئے اس عرصے مین سامان شراب موجود ہوا دارا نے سکندر کیطرف اشارہ کیا جو جام ساقی نے اوسکو دیا چپکے رکھلیا دارا نے پوچھا یہ کیا ہے سکندر نے جواب دیا کہ ہمارے ملک مین رسم ہے کہ نامہ بر ساغر پھیر نہین دیتا چار جام تواتر پیے اور پاس رکھلیے چو تھا ساغر مطلا تھا اوسپر بس کیا پھر کھانا آیا اوسکو کھایا اتفاقاً اوس جلسے مین کسی شخص نے پہچان کے دارا کے کان مین کہا فردوسی

ازان جایگه بر خاست شد لوکام	گرفته بدست اندرون چار جام
فرستاد دارا پس او سوار	دلیران پر خاش جویان هزار
سکندر بدانست کاندر نهان	به گفتند با شهریار جهان
بیامد بر خیر بر ده سرای	ولادر به اسپ اندر آورد پا
چو باد از پس او همی تاختند	شب تیره بر راه انشتا ختند

جب اپنے خیمے مین آیا ارسطو سے فرمایا فال مبارک ہوئی چار جام ہاتھ آئے یقین ہے کہ چار دانگ عالم قبضہ اختیار مین ہو جائے تین بار دارا نے شکست پائی ایران کی سلطنت سکندر کے ہاتھ آئی اسکے تیلس سے

خاص و عام مشکور ہوے دارا کے حقوق دلوں سے دور ہوے چوتھی بار مردم ایران متفق ہوے فردوسی

سپاہ دو کشور کشیدہ صف ... بپرداختہ بد بہ پیسر چارے معبر
ہمہ خنجر و گرز و نیزہ بکف ... بجنبید گفتی بر الیشان سپہر
بر آمد ز لشکر از انسان خروش ... شب آمد در آمد بدارا شکست
کہ چرخ فلک را بدرید گوش ... سکندر بیامد میان را ببست

دارا اصطخر فارس مین ایا وہانسے ہند کا عزم کیا سکندر نے چار طرف سے راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر بد تدبیر تھے ماہیار دوسرا جانوسیار بخت برگشتہ جو ہوا دونون نے مشورہ کیا کہ آخر کار یہ گرفتار ہو جائیگا رفیق بھی اسکا ذلیل و خوار ہو جائیگا مصلحت یہ ہے کہ اسکو قتل کرکے سکندر پاس اگر جائین تو عزت و آبرو پائین شکوہ راہ مین جانوسیار نے دشنہ آبدار جگر کے پار کیا اور ماہیار نے تیغ شمشیر برق کردار کیا دارا گھوڑے سے خاک پر آیا کو نہ کمان نیلے آسمان مین پر گرایا سکندر دم سحر بالین دارا پر آیا نقش جیسے سینہ زخمدار مین باقی تھی زندہ پایا فردوسی

سکندر ز اسپ اندر آمد چو باد ... سر مرد خستہ بران بر نہاد

دارا نے آنکھ کھولی سکندر کو دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی پھر کہا کہ میرا کام تمام ہے ایران کی سلطنت تجھکو مبارک ہو سکندر نے کہا بخدا مین یہ نچاہتا تھا کسواسطے کہ مین اور تو ایک باپ سے ہون لیکن کیا کرون تقدیر کی تدبیر اور قضاے آسمانی سے چارہ نہین بشر کو بغیر اطاعت یارا نہین دارا نے کہا جو ہوتا تھا وہ ہوا مگر تیرے کلام سے مین ناکام راضی چلا دو تین وصیت کرتا ہون انکو عمل مین لانا منہ نہ پھیرنا ایک تو میرے ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشنک میری بیٹی ہے اسکو حرم خاص کرنا اور رسم آتشکدہ اور جشن سدہ و نوروز کا نہ مٹانا آتشکدہ جمشیدی نہ بجھانا سکندر نے قبول کیا فردوسی

جہاندار دست سکندر گرفت ... بزاری خروشیدن اندر گرفت
سپردم ترا جا و رفتم بخاک ... روانم بسپردم بہ یزدان پاک
کف دست او بر دہان بر نہاد ... بدو گفت یزدان پناہ تو باد

سکندر نے گریبان چاک کیا سر گرد آغشتہ بخاک کیا مہد زرین مین سلا کے لاش رکھی پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا زیر زمین دفن کرکے خیمہ شاہانہ ایستاد سر قبر قاتلون کو بر سر دار کیا فردوسی

دو بدخواہ را زندہ بر دار کرد ... سر خواجہ کش را نگونسار کرد
یکے دار بر نام جانوسیار ... دگر از بر کینہ ور ماہیار
چو خون خداوند ریزد کسے ... در انگشت نباشد بر جا نیسے

پھر روشنک کی مان کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اونے سنکے حال اپنا تباہ کیا پھر مع زر و جواہر اور حور و شان پری پیکر روشنک کو سکندر کے پاس بھیجا میان اوس سے عقد ہوا

بسیقند آئین بشہر اندرون — پر از خندہ لبہا فوارہ پر ز خون
چو ماہ اندر آمد بشبگون شاہ — دل شاہ را برد از دل نگاہ
سکندر بہم جان بچرخ فشاند — وز ان عشوہ ناز نیران براند

چنین بر سکندر رسانید و صحبت رشتی عمر کے ایران نیں رہا ہیم
سفر ہند کا سامان کیا تحریر حال مکرر زبانی ہما کیان حکایت نا آوران سر زمین عجم
ناقلان آثار راویان اخبار یعنے محرران تاریخ ملوک عجم نے اسطرح رقم کیا ہے کہ جب داراب تخت نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگین ہوا مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت نکی داراب مع لشکر زبر جنگ ظفر پیکر جو ہشیار
عقل اور حساب وہم سے گننا نگیا بکجا کیا اور قیصر نے بھی اسباب حرب سامان جنگ بر آگر درست کر کے
کوچ کیا بعد از تلاقی عسکرین و توازی صفین عرصۂ تیر سینیر ہوا اور شجر زندگانی تہ تیشۂ شمشیر ہوا

ز تیغ چینی آہنین منتشار — طائر روح پاک از شست شکار
آب آئینہ فام از دریا — گوہر جان بود گردہ منتشا
سر گران شد بلکہ کہ خور زمین — بادہ از کاسۂ سر دشمن

آخر الامر نسیم فتح و فیروزی عنایت فی والمنین سے وارث
ملک گشتاسپ و بہمن کیطرف چلی قیصر کی شکست ظاہر ہوا پاگر گئی اوسکی فیلقوس نے پست ہمت مایوس بقیۃ السیف کو
لیکے کسی قلعے میں مرز بوم روم کے کہ رفعت اور برتری اوسکی چشمک زن بلندی برج چنبری کا ج اغفری
تھی روپوش ہوا اندوہ سے ہم آغوش ہوا مگر داراب نے اوسکا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ
منعکس شادی پر اور صلح ظریقۂ دامادی پر ٹہری شہریار ایران نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا فیلقوس
نے بیٹی دیکے سلطنت روم کی پھیر لی اور یہ بھی مقرر ہوا کہ ہر سال بہر حال ہزار بیضۂ طلائی خالص کہ ایک ایک کا
وزن چالیس چالیس مثقال ہو خزانۂ عامرہ میں ارسال ہوا اور حکایت سکندر کے پیدا ہونیکی فردوسی کے قول کے
مطابق ہے اسواسطے تکرار تحریر دلپذیر نہولی دس بارہ برس داراب سلطنت کر کے دنیا سے روانہ ہوا
دارا اصغر کا زمانہ ہوا دارا جو مشہور ہے لکہا ہے کہ کچھ خلق طبیعت پر بھلا تھا اسپر غفلت شعار تجربہ کار
لہو و لعب میں مشغول ہوا سلطنت کے کام میں مجہول ہوا یہ امتحان کی بات ہے کہ جس بادشاہ کی طبیعت زیادہ
عیش پسند ہوتی ہے ملک خرابی میں آتی ہے رعیت بگڑ جاتی ہے روپیے کی آمد ملک سے بند ہوتی ہے وہ
خیر خواہ سر فروش جان نثار مرد میدان کہان جو بادشاہ کو راحت و آرام میں رکھیں آپ جانفشانی سے
سر انجام کرین جیسا جسکا موقع ہو ویسا ہی انتظام کرین القصہ دارا کے اعیان و اشراف و رئیس شہر کے کبیدہ خاطر ہو

سکندر کو حال لکھا نامے لکھے درمیان نامہ دار جاری ہوئے سکندر نے یہ چھیڑ نکالی خراج بھیجنے کی راہ بند
کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو خراج لینے بروانہ کیا سکندر نے جواب دیا کہ بیضے بھیجنے والے کا مرغ روح
قفس جسم سے پرواز کر کے آشیانہ آخرت میں پہونچا میاں اور کچھ جنجال ہے دینا کیسا اور لینے کا خیال
ہے جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے بہت طیش کھایا ایک گوے مع چوگان اور تھوڑے سے تل بھیجے سکندر کو نادان
بنایا اپنا زور اور شور دکھایا جس دم یہ سامان سکندر کی نظر سے گذرا فوراً کبوتر منگا کے تل کھلوا دیے اور
دبیر خوش تحریر سے جواب لکھوایا کہ اس مرسلہ تحائف سے تفاؤل نیک حاصل ہوا تل بیک آن کبوتر کھا گئے
مضمون ہم پا گئے اور تھوڑا سا حنظل بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ رکھا ہے کہ قریب ہمارے غضب کی تلخی سے
تمہاری جان شیریں وہ ذائقہ چکھے کہ تا حشر مزہ یاد رکھے القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے
فوج کشی ہوئی اور جنگ مردان ایران و روم کی چار دانگ میں دھوم ہوئی جب مقابلہ اور مقاتلہ تک
پہونچی اور نظر زمانہ ناہنجار استرداد ودیعت دارا کیطرف پھری پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت
کا لیکے اردوی سلطان ایران میں آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جان کی خریداری کو آئی جوہر انکا
دم شمشیر بران زبان خنجر نوک سنان نے ایک بھاؤ لگایا بیعانہ میں سر و تن کی جدائی لا آلی زخموں کا
ہار ملا چوک جمانے کو دشت کارزار ملا کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا افلاک نے چادر شفق
اوڑھکر سرخ پوش ہوا قضائے کار دارا قریب شام غم انجام دشت گرد سے آلودہ گرد میں خیمہ گاہ کو
پھرا دو مرد ہمدانی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن جانی کہ وہ حاجب بارگاہ گردون اشتباہ تھے خنجر بیداد
جفا سے دارا کا سینہ چاک کر کے سکندر کے پاس بر جواس پہونچے شہریار روم حرکت شنیع سے ان دونوں کی
مطلع ہوا فوراً انکو ذلیل و خوار گرفتار کر کے سرہانے کشتۂ خنجر کین شاہ نامدار آیا کوئی دم کا مہمان پایا مہر چہرہ
فلک فرسا تھا فرش خاک پر آغشتہ بخون پڑا تھا اوٹھا کے سر زانو پر رکھا گرد چہرے پاک کی آہ دردناک کی بولا اے
آنکھ کھولدی سکندر نے قسم غلیظ اور شدید کھائی کہا بخدا مجکو اس امر کی پہلے سے اطلاع نہ تھی دارا نے یہ جواب بالطف

پدر کشتگاری بکشتن میکنی	گر از ملک خویشم برون میکنی	گر از گوہرم بر سر افسر نہی	شنا نیست آئین فرماندہی
مرا دست غدر ایام بود	چنینم زگیتی سر انجام بود	بد بر گوہر گوہر زنہا گذر	مرا گفت اے ... خشم ...

ترا از من نصیحت بس است | جہان یادگار فراوان کس است

چودہ برس دارائے اصغر نے سلطنت کی چند قول اوسکے تحریر کیے لا تطمع فی کل ما تسمع یعنے یہ امید نرکھو کہ جو سنے گا وہ پاویگا ہاتھ مین آجاویگا اور دم تیغ کہ وقت بہت برا ہوتا ہے خدا جانے تصور کیا کیا ہوتا ہے اوسنے یہ کہا تھا یا اخی انظر الی ملک الملوک وصاحب اقلیم السبعۃ جریحا ساقطا علی التراب منفردا عن الاصحاب والاحباب قد زال ملکہ وحان ہلکہ فاعتبر بما تری قبل ان تصیر عبرۃ للناظرین اے بھائی نگاہ کر طرف بادشاہ بادشاہوں کے جو ہفت اقلیم کا صاحب و سہیم تھا زخمی خاک پر تنہا پڑا ہے یار ہے نہ آشنا ہے ملک اوس سے چھٹا ہلاکت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے سانس سینے مین اڑی ہے عبرت کو جو دیکھتا ہے اوس سے پہلے کہ تو غیر نگاہ کیلئے انوکھا نمونا یعنے اگر تو زور و طاقت بہم پہونچاوے کہ آسمان پر جاوے سہیل و سہا کو ہم پایہ پاوے اور چرخ بلند سقف ایوان ہو زمین کی وسعت دالان ہو یا قرص ماہ گرد سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ ہو جوہر ہو ضرب شمشیر تو بھی نہ رکے گی ہر کیف گردن جھکے گی مضبوط ہو یا بودا ہوگا تیر اجل کا تودا ہوگا بجز حی لا یموت سبکو فنا ہے نہ کوئی رہیگا نہ رہا ہے رباعی

ہر ذرہ کہ در جہاد و ریا مون است | کیخسرو و کیقباد و افریدون است
از خیر کشی گردش گردون است | اینعالم خاک پیرہ از خون است

ہند مین سکندر کا آنا کید کا اسباب دینا خواب دیکھکے اور فور کا لڑائی سے بعد شکست پانا مر جانا

فردوسی نے لکھا ہے کہ جب سکندر نے عزم ہندوستان کیا جیسا سفر کا سامان کیا کید نام راجہ تھا عظیم الشان عالی منزلت باساز ملک بیکران فوج فراوان اوسنے دس روز تک متصل خواب عجیب غریب دیکھے کوئی اوسکی تسکین کرسکا نہ خوابکا مطلب ذہن نشین کرسکا آخرکار تلاش بے شمار ایک مرد تعبیر دان نام مہران ہاتھ آیا کید ہندی نے خوابونکو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان اور دروازہ بھی اوسکے موافق دیکھا اور ایک سمت کو دیوار مین سوراخ نظر آیا یکایک ہاتھی قوی ہیکل وسمین آیا اور سوراخ کی راہ سے باہر نکل گیا نہ سوراخ بڑہا نہ اوسکا جسم گھٹا نہ چھلا نہ پھٹا دوسرے دن یہ دیکھا کہ ٹکڑا کپڑے کا باریک ہے اوسکو چار شخص کھینچتے ہین نہ کپڑا پھٹتا ہے نہ کھینچنے والا کوئی تھکتا ہے تیسری بار ایک جوان خوش بیکر تخت پر جلوہ گر دیکھا دفعہ چہارم لب دریا ایک مرد پیاسا تھا ناگاہ دریا سے مچھلی نکلی وہ شخص گریزان ہوا اوسکے پیچھے مچھلی بھی اور دریا روان آیا پانچوین دن

ایک شہر دیسا نظر آیا باشندے وہانکے اندھے ہین لیکن خرید فروخت باہم کرتے ہین کوری ہونیکا اندیشہ نہ
کرتے ہین چھٹی بار اور دیکھا کہ وہانکی خلقت بہت تو بیمار اور چند تندرست بے آزار لیکن وہ جو صحیح و سالم ہین
وہ جان بلب زیست سے بیزار ہین تندرستونکی عیادت کو وہ بیمار آتے ہین تسکین کرتے ہین سمجھاتے ہین
ساتوین شبکو اشتر بے لگام زمین پر نہ لگام وہ منہ رکھتا ہے دونو طرف گھاس کھاتا ہے لید کرنیکی راہ نہین فقط
بچا جاتا ہے آٹھوین رات کو تین گھڑے دیکھے دریائی سے بھرے ایک خالی اور بھرے گھڑے گراتے ہین اونکا
پانی کم ہوتا ہے نہ خالی گھڑا بھرتا ہے نوین بار عجب اسرار دیکھا کہ ایک گائے اور بچہ ملتفت ہین بچھڑے کا
دودھ کھینچتی ہے سوکھی جاتی ہے مگر جیتی ہے اور بچہ جو دودھ پیتا ہے ہر دم موٹا ہوتا جاتا ہے دسوین دن
ایک چشمہ آب جب حیران نظر آیا اندر خشک کنارہ پر پانی نظر آیا مہران یہ داستان سن کے کہنے لگا کچھ
فکر نہین جائے خطر نہین کچھ دنونمین سلطان روم تیری مرز و بوم مین تشریف ارزانی فرمائیگا عزم جنگ خبردار
مگر اداے اطاعت کا دم بھرنا وہ چار چیزین نادر یکتا تیرے پاس ہین اونکو پیشکش کرنا اوسکے عوض مین تجکو تخت و تاج
دیگا تیرا راج ہوئیگا کید نے کہا یہ تو مین نے سنا الا امیدوار ہون کہ ہر شب کی حقیقت جدا جدا بتایئے کہ انتشار
دور ہو دلکو فرحت و سرور ہو مہران نے کہا اچھا سنیئے جو مکان عالیشان تھا وہ خانہ دنیا ہے سوراخ تنگ سے
ہاتھی جو گذر گیا وہ سکندر ہے اس ملک سے چلا جائیگا گر دم نہ سمجھا جائیگا اور چار کھینچنے والے اور کپڑا جو دیکھا
یہ قصہ طولانی ہے بڑی کہانی ہے پہلے زردشت کا طریقہ رواج پائیگا پھر لیکن منسوخ ہوجائیگا موسے علیہ السلام کا
نام برزبان لائیگا تیسری بار حکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہوگا چوتھے مرتبہ مذہب حق ہوگا سبکا رنگ فق ہوگا
اور تخت پر مر دیگانہ جو تھا سکندر کے بعد ایک بادشاہ سفلہ مزاج آئے تیری حکومت بگڑ جائے اور وہ مچھلی
اور پانی پئیسے کے پیچھے دوڑے زمانہ آخر مین پیمبر خدا سبکا راہ نما ہوگا حماقت شعار اوس سے فرار کرینگے
وہ شفقت و عنایت کی راہ سے سبکے پیچھے دوڑ کے سمجھائیگا راہ راست پر لائیگا وہ جو اونسے چلتے پھرتے لیتے
دیتے تھے تیرھوین صدی مین وہ لوگ ہونگے جنکو نفع و ضرر نہ سوجھے گا دنیا کی حرص زر و مال اونکو کور کریگی
اور بیمار اچھونکی عیادت جو کرتے تھے ایسا بھی زمانہ ہوگا کہ حمقا ہنسنے کو دانایان دہر کے پاس جائینگے
وہ اونٹ سینگے گھوڑا دو منہ کا جو نظر پڑا اوسی عصر مین حرص ہوا خلق خدا کی عملی ہوجائیگی یہ قصہ کا کہ جو خبر

میسر آئے حلق مین اوتر جائے محتاجونکو غذیکے پیٹ مین پھر لیجیے دو گھڑے بھرے ایک خالی یہ حالی
کرتا ہے ایک زمانے مین دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر ہو رہینگے مگر دنیا کی ہوس مین اسیر ہونگے گائے کا اور گوسالے کا
حال یہ ہے کہ توانگر محتاج ہونگا مال تاکین سے گے خاک پھانکینگے اور رود چشمہ خشک کنارہ تر اوسکا یہ ثمرہ ہے کہ اس
سرزمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہوگا دست بستہ عقلمند اوسکے گرد حاضر رہینگے جفا و جور سہینگے کید ہندی
نے بڑا لطف اوٹھایا زر و مال سے اوسکو نہال کیا با خاطر شگفتہ گھر آیا جسدم سکندر مع لشکر اوس
نواح مین پہنچا کید کو بلایا اوسنے یہ جواب دیا سعدی ؎

مرا چار چیز است کز نہ جہان | کسے را بہ ندانستکارہ نہان
فرستم چو فرمایدم پیش او | اگر ان تازہ گردد دل ریش او

فرستادہ یہ خبر دہ فرحت اثر لایا یعنے کید کی بیٹی ہے
چہارہ کہ وہم نظارہ خورشید تابان کی آنکھ جھپکاتی ہے چمک دمک اوسکی چہرۂ پر نور کی حجاب نقاب سے
بجلی کیطرح کوند جاتی ہے دوسرا مرد دانا کہ دنیا مین ہمسر نہین رکھتا تیسرا حکیم کہ فکر رسا اوسکی آسمانسے
گذر جاتی ہے چوتھا پیر نہین رکھتا اگر حکم ہو حرارت آفتاب برودت ماہ بیک نگاہ دور کرے زنجبیل کا رنگ کافور کر
جو دہنیت مین نفع عام ہو خاک کا یہی کھو دسے کیفیت روغن بادام ہو اگر شتاہ الاجابۃ اوس سے امتحانا
کہے پانی مین رطوبت نہ رہے بحر مواج شبنم ہو دوران سر مغز آسمان جاتا رہے ہر صراحی کو تپ لرزہ آئے چوتھا قدح
زرین آب نما ہے کہ وہ سب سے نایاب ہے اگر آتشکدہ جمشید مین ڈالا جائے برف سے زیادہ سرد ہوگا جب نکالا جائے
تمام لشکر اوسکے پینے کو جمع ہوگا سب کے سب سیراب ہونگے اوسمین سے ایک قطرہ نہ کم ہوگا سکندر کو سنکے
سکتا سا ہوا ارسطو کے ہوش پران ہوے پادشاہ اور وزیر حیران ہوگئے سکندر کو انتظار کی تاب نہ آئی چند نفر
روانہ کیے کہ جلد لاؤ جسدم یہ لوگ کید کی صحبت مین پہنچے اوسنے بعد جہان نوازی اوس پری خصال کو
مع اسباب جہیز و مال کے پہلے روانہ کیا پھر اوس مشیر دانا کو اور طبیب پر تمکین کو با قدح زرین بھیجا سکندر نے
اوس لعبت چین کو اور قدح زرین کو سراپردۂ خاص مین اختصاص بخشا طبیب و مرد دانا کو بھی امتحانا روبرو
طلب کیا فی الحقیقت وہم تقریر جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف جنت زندگانی نظر آیا شب کو
اوس آفت جان سے عقد کیا تاب دیکھنے کی نہ لایا غش آیا پھر اوس جام کو بھر کے حیرت سے نگاہ کر کے نظم

ہم از دست خورد و ہم حال گران | بران حسن میا نظارہ کنان
لبان شہ بہ آن گل ارغوان | ز دیدار شد دیدہ ہا ناتوان

پھر کید ہندی نہایت حشم و جاہ سے ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو مین جگہ دی وہ ملک
اور مال سب دستیاب رکھا اوسکی مزید آبرو کا خیال رکھا **قنوج مین مع فوج آنا فور سے لڑائی**
پھر وہانسے مع فوج دریا موج قنوج کیطرف آیا فور ہندی کو نامہ جاہ و جلال بدبدبہ سطوت کمال
لکھا فورا فور نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کر کے آپ دلیر ہوئے نسبت
سیر ہوے کیدی ہند کیدی تھا پلیدی النفس سے دب کے آپ سے ملگیا نظم

منم فور وا ز فور دار عم شراد | دہم رومیان ایکدم بباد
باتیغ آتشین تخم زشتی مکار | بتر سر از گزند بد روزگار

اس جواب سے سکندر آشفتہ خاطر ہو کے باوجود فوج کثیر جم غفیر اسی ہزار نامدار ہمراہ رکاب ظفر انتساب
لیکے چلا ادہر سے فور ساٹھ ہزار ہندی بانک پٹے برچھے کا استاد جرار اور ہزار ہاتھی جنگی مردم در
سونڈ مین پٹا بسونڈا گلزار ہو رہا سر پر غرور آسمان فرسا فیلبان سامنے سے نظر نہ آتا لیکر نکلا سکندر کے
لوگ ہاتھیونکو دیکھکے خوف کھانے لگے بزدلے تھرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھیونکا چارہ پوچھا
بعد تامل اوسنے کہا ایک سوار اور گھوڑا لوہے کا تیار ہووے دونونکا خالی پیٹ ہو اوسمین ال و بارود
پھر دو پہر گھوڑا اور سوار عرادے پر رکھا ایک پیادہ دہتاب لیکے ساتھ ہوا اور پیادے کے بدن پر دوا ملی
تا حرارت ضرر نکرے گرمی اثر نکرے پھر پیادے سے ارسطو نے کہا یہ پلیتہ دم کے پاس لگا دینا
بارود کو آگ جو پہونچی شعلے اوڑی توپ سے زیادہ آواز ہوئی دہشت ہوا ان سار لشکر پر غبار ہوا سکندر
نے اس ترکیب کو پسند کیا چند روز کسی حیلے سے لڑائی موقوف کی لوہار بجا سے طلب ہوے
تیاری ہونے لگی جس دم ایک ہزار گھوڑا اور سوار تیار ہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بھیدسے
آگاہ نتھے ہاتھیونکو پیلکے دفعتہ عرابون پر آگرے ہاتھیون نے گھوڑونکو سونڈ مین لپیٹا ادہر سے
لوگون نے آگ دی بہت سے جلگئے کتنے شور سے ٹلگئے اپنی فوج پر جھپٹا کے پھرے جب ادہر سے
رومی و ایرانی گرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی فور نے وفور جرات سے فوج پراگندہ کو
جمع کیا ہاتھی تو نہ آئے پیادہ و سوار پھر لڑنے لگے تا شام قیامت کا قیام رہا سالہاے دراز جنگ کا چرچا
نام رہا جس دم سرخ رو زیر تیرگی چہائی رات کی کیفیت نظر آئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے

دوسرے روز سکندر نے فور کے پاس پیام بھیجا کہ تیری شجاعت اور جرأت کی دھوم روم میں سنتے سنتے اور میرا حال بھی تجکو معلوم ہے ہمت نہیں چاہتی کہ ہم تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے رہین اور ہزارہا بندۂ خدا کا ہمارے واسطے خون ہو لازم ہے کہ دونون لشکر تماشائی ہون ہم تم طالع آزمائی کرین باہم لڑین جسکو پروردگار فتح و نصرت دے وہی ملک و مال سے سلطنت کرے فور نے جواب دیا جوارشاد ہوا میرا عین مطلب یہی تھا الغرض سہ

دو خنجر گر فتند ہر دو بکف	دلیران نظارہ کنان از دو صف

اسکے فور نے تیغ ہندی جھکا کے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فور سنبھلنے نپایا تھا کہ بجلی کیطرح تڑپ کر سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کردار سے پہلا وار کیا خود کو کاٹکے سر و گردن کو کاٹا جسم کے ساتھ زرہ و جوشن کو کاٹا گھوڑے کے تنگ تک بکشادہ پیشانی اوتر آئی دو ٹکڑے ہوگئے ہندیونکے بخت اسوقت گئے فور کے بعد نامداران فوج اوسکے لڑائی کے آمادہ ہوئے سکندر نے کہا یہ حرکت تمھاری بیجا ہے بغیر رئیس کوئی لڑا ہے آخر کار وہ دست بستہ حاضر ہوئے قلعے مین لیگئے خزانے اور دفینے سے آگاہ کیا اسکندر نے کسی غیر کے وارث کو بادشاہ کیا دو مہینے قنوج مین مقام کیا وہانکا انتظام کیا پھر وہانسے خانہ کعبہ کا سرانجام کیا سکندر نے سنا تھا کہ ابراہیم خلیل نے خانۂ رب جلیل بنایا ہے اگرچہ وہ سب سے منزہ اور بری ہے لامکان ہے مگر وہ جگہ پرستشگاہ ساکنان جہان ہے قنوج سے کوچ کر کے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت نصر افلیت نام نبیرۂ ذبیح اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تھا اور اوسنے استقبال کیا تھا اوسکو مالامال کیا پھر آل اسمٰعیل نے خزاعہ کے خدع سے فریاد کی طلب امداد کی کہ ہمین جہاز اوس دغاباز نے بزور و تعدی ہمسے چھین لیا ہمکو وہانسے نکال دیا سکندر نے کچھ جرار ادر جانباز حجاز کو بھیجے خزاعہ کی جان گئی ریاست ظلم رسیدونکو ملی پھر سکندر نے جدے سے ہوکے مصر مین ایک برس بسر کیا اندلس کے ملک مین ایک عورت بے نظیر صاحب تدبیر تھی قیدافہ نام سکندر نامہ برنبکے وہان گیا دم تقریر اوسنے پہچانا کہا اے لیسر فیلقوس خوب ہاتھ آیا اب نسندہ جانا تیرا محال ہے سکندر نے انکار کیا اوسنے مرقع منگواکے انکی شبیہ سامنے رکھدی

بیاورد و بنہاد پیشش حریر	نوشتہ برو صورت دلپذیر
بدندان سکندر بخایید لب	برو تیرہ شد روز چون تیرہ شب

جسدم سکندر کو اوسنے تردد مین پایا اطاعت کی سر جھکایا اور امان اپنی اولاد کیواسطے چاہی سکندر نے وعدہ کر کے

رخصت ہوا اوسکے بعد جس شہر مین گذر کرتا وہان کے حاکم کو یہ لکہتا نظم

مرا با شما نیست آہنگ رزم
بدل آشتی دارم و رائے بزم
نخواہم کہ جانی ابد در جہان
کہ دیدار آن باشد از من نہان

اسیطرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لڑا اوسکو پیٹا جسنے اطاعت کی وہ اچہا رہا جانا سکندر کا ظلمات مین بخواہش آب حیات رہبری خضر علیہ السلام کی نایافتہ پہر آنا حسرت اوس تشنہ کام کی ایکبار کیسنے خبر دی کہ اس پہاڑ کے ادہر طرف اندہیرا ہے اوسمین چشمہ آب نایاب ہے جسنے اوسکا پانی پیا موت سے امان پائی زندگانی بجاوید پاتا تو آئی وہاں کا عزم کیا خوبی تقدیر کہ خضر علیہ السلام سا راہبر ہوا مگر چشمے پر نہ گذر ہوا وہانسے ناکام جب پہر ایک شہر مین پہونچا خلقت وہانکی مہمان نواز مسافر دوست تہی اونسے پوچہا کوئی چیز عجیب و غریب بہی تمہاری بستی مین ہے اون لوگون نے کہا درخت کا جوڑا ہے ایک نر ایک مادہ ہے جو کوئی اونسے دنکو سوال کرتا ہے تو نر جواب دیتا ہے اگر رات ہوئی تو مادہ سرگرم حکایت ہوئی یہانتک کہ آئندہ کی خبر دیتے ہین جو کچہ ہونے والا ہے لوگ اونسے پوچہ لیتے ہین یہ سنکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعۃً آواز درخت سے نے کہا کہ اے سکندر تمام عالم مین پہر کے یہان تشریف لائے سلطان روم نے بہت استعجاب کرکے اپنی قضا کا زمانہ پوچہا جواب ملا کہ بہر حال چار سال در دشت غربت مین وطن سے دور غریب و نے مجبور یہ کلمہ سنکے بر جناح استعجال بسعادت اقبال وطن کیطرف روانہ ہوا اسکے بعد قصہ بے سند یعنے بنائے سد نظر الاکلام خدا کے خلاف تھا فقیر کے نزدیک بحث صاف تہا نہ لکہا کہ ذوالقرنین اکبر تہا یا یہ رومی سکندر تہا حاصل کلام یہ کہ جب تین برس گذرے وہ لوگ جو نسل کیان سے جانفشان اور مدت سے سرگردان تہے سبکو ملک بانٹا لیاقت اور حصلے کے مطابق اور بقسم شدید و ایمان غلیظ و موکد اقرار کیا کہ کوئی آپس مین کسی اور پر ظلم و جور نکرے جنگ و جدال کا ظہور نکرے بلکہ ممد و معاون رہے وہی فرقہ طوائف الملوک مشہور ہے کتب معتبر مین مسطور ہے کہ جب ملک تقسیم کر چکا صحت سے نے منہ پہیرا مرض الموت نے گہیرا کوچ کا زمانہ اس جہانسے قریب ہوا اور خزانہ کہولا محتاج و غنی کو یکسان کر دیا پہر وصیت کی کہ اسکندریہ مین مجکو دفن کر دینا ارسطو بہی اس عرصے مین آ پہونچا دیکہا کیے سب وہ پہلی جالیس دن ماتم رہا حشر کا عالم رہا خلق خدا نے گریبان چاک کیا روپیٹکے پوشیدہ تہ خاک کیا

نمانی همی در سرای سپنج | چه نازی بتاج و چه نازی بگنج
نهفتند صندوق و ورانجاک | ندارد جهان از کسی ترس و باک
صدی و شش و دشنه زانگشت | نگر تا چه دارد زگیتی به مشت

مذکور ساسان دارا کے بیٹے کا ہند جانا کابل مین آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اردوا نکا مانگ لینا

جن شاہزادونکی نوبت شاہی بدولت سکندر رائی اونکو اسکانیان اور طوائف الملوک کہتے ہین دو سو برس انکی حکومت رہی

بدینگونہ بگذشت سالی دویست | تو گفتی کہ اندر جہان شاہ نیست
نکردند یاد این ازان ان زمین | بر آسود یکچند روی زمین
قرا یہ کچھ نہین بجز نام اور تفصیل تمام نہین دیکھی اور فردوسی نے بھی یہی لکھا ہے | از ایشان بجز نام نشنیدہ ام
نہ در نامۂ خسروان دیدہ ام | اور زوال انکا ساسان جو نسل دارا سے تھا اوسکے باعث ہوا شرح اس حکایت کی

یہ ہے کہ جب دارا سر ہنگونکی کورنمکی سے مارا گیا ساسان نام جاریہ سے اوسکا بیٹا تھا وہ بھاگ کے ہند مین آیا وہانسے کابل گیا کسی شبان نے بکریان چرانے پر رکھ لیا وہان فلک کے سانگ دیکھیے بابک نام ایک نامدار باوقار تھا اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک جوان ذیشان ہاتھی پر سوار ہے گرد اوسکے سوار و پیادے کھڑا ہے اور سب کہتے ہین کہ اے خوشخو سلطنت تجکو مبارک ہو بابک نے اوسکا نام پوچھا وہ بولے ساسان آردشیر صاحب شمشیر دوسری رات کو پھر وہ فیل کوہ پیکر اور وہ جوان مد نظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک بلند ہے وہ کہہ رہا ہے اسکو پوجو کہ مذہب و ملت ہمارے باپ دادا کی روشن ہو خلقت اوسکا فرمان بجا لاتی ہے آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہے بابک نے اوس دن بھی نام اور مسکن اور مقام پوچھا وہ بولے کابل مین گلے چوپان کا ملازم یہ جوان ہے دم سحر بابک اوٹھا اوس گڈریے کو مع چرانے والے کے بلایا جسدم وہ آیا بابک نے جوان خواب پایا جسکو ہاتھی پر سوار دو بار دیکھا تھا اکیلا لیجا کے اوسکے نام اور وطن کا مقام اور باپ دادے کا حال پوچھا ساسان ہراسان ہوا نہ بتایا بابک نے جب قسمین کہائین کہ بخوف و خطر یہ مقدمہ اظہار کرین تجسے سلوک کرونگا ایذا نہ دونگا اوسوقت اوسنے کہا ان ساسان آردشیر اور میرا باپ بمثل خورشید آشکارا تھا نام دارا تھا بابک نے چرواہے کو رخصت کیا اوسکو اپنے پاس رکھ لیا کچھ دنونکے بعد اپنی بیٹی کا عقد ساسان سے کیا وہ بارور ہوئی اوسی سال بخت ثانی فرزند پری پیکر پیدا ہوا صورت مین مہر درخشان جیسے پر فر و شوکت کیان نام اوسکا آردشیر بابکان مشہور ہوا جب جوان ہوا علم و ہنر سب سیکھ وہ دور آقابل

ریاست شاہان حکومت دہ پر شوکت کنا فرودسی | چنان شہر بہ فرہنگ سید از دو چہر | تو گفتی از دو بر فروزد سپہر

اون روز دن رکا بادشاہ اردوان تھا اوسنے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل مین ہے اوسنے بابک کو نامہ لکھا کہ میرے پاس اوسکو بھیجدے تعلیم و تربیت پائیگا آوارگی سے کیا حاصل آخر بابک کو کچھ بن نہ آیا جواب لکھا

کہ اردشیر بابکانکو بھیجدیا | تو آن کن کہ از رسم شاہان سزد | مبادا کہ بادی برو بر وزد | اردوان اوس نوجوانکو

دیکھکے بہت شاد ہوا فرزندونکی روش پر پرورش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھے اونکے ساتھ یہ بھی سیر شکار کو جاتا باہم چوگان بازی شکار افگنی تیر اندازی ہوتی ایک روز آپس مین تکرار ہوئی بہت ملول ہوا اردوان وہ حکایت سنکے ملول ہوا بلکہ اتنا برہم ہوا کہ اسکا رتبہ کم ہوا اردشیر بابکان غمگین ہر آن رہتا تھا غیر جنس سے حال کہتا تھا قضائے کار اردوان کی کنیز باتمیز گلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تھی بڑا اعتبار تھا جزو کل پر اختیار رکھتا وہ اسیر عاشق زار تھی ایکدن رات کو ملاقات ہوئی بے تکلفی کی حرکات ہوئی اوسنے کہا اب یہ مقدمہ چھپا نرہیگا کھل گیا تو ہمارا تمہارا لہو بہیگا مصلحت یہ ہے فرار ہو کسی اور شہر مین چلو غرضکہ بروز معین وہ زن مردانہ کچھ جواہر کچھ خزانہ اور دو گھوڑے جو ہوا سے جلد رواں ہون لائی آدھی رات کتی جو وہ قلعے کی پوری سے نکلی پہر دن چڑھے ایک چشمے پر پہونچے کسل راہ سے دونونکے حال تباہ تھے اوترنے کا قصد کیا کہ دو مرد خدا غیب سے پیدا ہوے انسے کہا فوج تمہاری تلاش مین آتی ہے یہان نہ ٹھہرو سید ہے پارس کو چلے جاؤ نصیب کو آزماؤ یہ دونون سنبھلکے باقدم تیز گرم خیز ہوئے اردوانکو یہ حال جو معلوم ہوا فورا تھوڑے پہلوان بہت زبردست جوان گرفتاریکو روانہ کیے یہ تو وہانسے چل نکلے کچھ دیر نہ لگی کہ وہ سب اوس چشمے پر پہونچے خستہ و خراب دوا دوش سے گھوڑے ہلاک سوار بیتاب تھے انکا حال پوچھا لوگون نے کہا دم سحر دو گھوڑے رشک صرصر اور دو سوار آندہی سے تیز گرم خیز تھے بجلی کیطرح چمک کے نکل گئے اونکا ہاتھ آنا بہت محال ہے اگر یہ عزم ہو تو فاسد خیال ہے وہ تو تھک چکے تھے یہ سنکے اوسی جا مقام کیا دنکو تمام کیا صبحکو جیسے آئے تھے ویسے ناکام اردوان کے پاس گئے اوسنے کاہنون سے انکا حال پوچھا اونہون نے کہا سلطان عظیم الشان ہوگا تیرا نشان اور نام مٹائیگا پھر اس شہر مین آئے گا

بہ کثرت اندوہ سے بیمار ہو اپہلوانوں کو پارس بھیجا کہ پکڑ لائیں اور بابکان، گلنار کو بھی لیکے اصطخر سے
پارس میں وارد ہوا اوبابک حاکم نے اوسی شب کو خواب میں دیکھا تھا کہ اردشیر بابک کا نسل کیان سے
یہان آیا ہے حاکم ایران ہوگا سلطان ہوگا یہ جو چیز تھا بڑی تلاش سے اوسکو جستجو کرکے آردشیر کو
اپنے گھر میں لایا رُوسائے شہر اور رعیت کو بلایا خواب سنایا اونکو دکھایا وہ سب دست بستہ مطیع ہوئے
مع گھر بار جانفشانی اور سر دینے کو تیار ہے تھے قصہ آردشیر بابکان کا اردوان سے لڑائی
اوسکی گرفتاری و قتل پھر حاکم ہونا سرزمین ایران کا جب ہم آردشیر بابکان بشوکت و
شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا عزم مد نظر ہوا حاکم نے صلاح دی کہ پہلے اردوان کو شکست دیجیے
پھر اور ملکوں کا بندوبست کیجیے القصہ وہان کا قصد کیا اوسکے تباک نام پہلوان تھا اوسکو سپہ سالار کیا اور
بہمن جو اوسکا بیٹا تھا اوسکو ہمراہ کرکے روانہ کیا آردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بھیجے تباک سے لکھا
کہ اوسی جگہ وہان سپہ سالاری ہے یہان آنے سے حکومت ساری ہوگی ورنہ سر میدان دیکھ لینا جو ذلت و
خواری ہوگی وہ تو اسکی سلطنت کی خبر پیشتر سن چکا تھا جس دم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و اقربا یار آشنا ساتھ لیکے
آردشیر کی فوج میں چلا آیا بہمن بدحواس ہوا باپ سے مدد چاہی خود لڑنے لگا فردوسی

چو شیران جنگی در آویختند	چو تیر بلا زان کمان ریختند

آخرکار بہمن زخمی ہوکے فرار ہوا تمام لشکر آردشیر کا
مطیع ہوا اوسنے بقدر لیاقت ہر ایک کو زر و مال مرحمت کیا لشکر کثیر جمع کیا لیکے رَے میں آیا

اردوان بہی با سپاہ فراوان علا	حیلی و زہر سو دلیران جنگ
بدان نبرد ستان چنان تنگ بود	اردوان کی شکست ہوئی بھاگا
گرفتار شد در میان اردوان	ببردند در پیش شاہنش دوان

ناداران فتح نصیب دوڑے زندہ گرفتار کیا آردشیر کے روبرو لائے

بہ خنجر میانش بدو نیم کرد	دل بدسگالان پر از بیم کرد

اس فتح کے بعد آردشیر بابکان شہنشاہ ایران ہوا
تمام ملک قبضے میں آیا کسی نے سر نہ اوٹھایا بتیس ۳۲ برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا اوسی
جماعت کو ساسانیان لکھا ہے تفصیل نام کی جو ملوک طوائف ساسانیون ہوئے ہیں سب کے
اور بتیس سلطنت کے زمانے کا اور دنیا سے جانے کا آردشیر بابکان کے بعد
شاپور اوسکا پسر بدستور تخت نشین ہوا تیس برس حکمرانی کی پھر خالی سرائے فانی کی پھر اوسکے بیٹے

ایک سال آذرمرداوسکا خلف سریر آرا رہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام قائم مقام پدر ہوا تین برس تین مہینے کے بعد دنیا سے سفر ہوا اوسکے بعد بہرام ابن بہرام تخت پر بیٹھا اونیس برس آسائش تمام حکمران رہا پھر بہرامیان بن بہرام چار مہینے کار فرما ہوا اوسکے بعد شاپور ذوالاکتاف نے سترہ برس حکومت بیمثال تصحاف کیا پھر آردشیر نکوکار ستودہ اطوار کا چار مہینے دس برس سلطنت پر دسترس ہوا اسکے بعد شاپور آردشیر پانچ برس بادشاہی کیے پھر چین رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس مامور ہوا اوسکے بعد بہرام کا بیٹا یزدجرد بائیس برس مرد میدان نبرد ہوا پھر بہرام گور ساٹھ برس کے بعد لقمہ دہن گور ہوا بعد پندرہ برس تک فیروز شاہ جہان پناہ رہا اسکے پیچھے قباد بادل شاد چالیس برس باعدل وداد تخت نشین ہوکے برباد ہوا پھر نوشیروان عادل سینتالیس برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم میں عدالت کی بدولت نام ہوا آجتک ضرب المثال ہے ہین اور لوگ پہلے اوسی کا نام لیتے ہین انصاف و عدل کا اوسپر ختتام ہوا اوسکے بعد چھ مہینے ایک سال ہرحال آردشیر کار فرما ہوا پھر چار مہینے توران دخت نے سلطنت کا کام کیا اور دیر کو تمام کیا الغرض زبردست یا کم زور ہوا سو برس رہا ایکدن سلطنت کی آخرکار در گور ہوا فردوسی نے یہین تک لکھا ہے

بیان سکندر کا تقریر مختلف سے تحریر راویان سلف سے ابتدائے نشو و نما سے اختتام تک صبح زیست سے موت کی شام تک

سکندر ذوالقرنین کے مقدمے مین قول مختلف ائمہ اخبار اور راویان سلف نے لکھے ہین

سکندر کہ آفاق چون دیدنیست | بے دانش و نیکنامی شتافت
بنزد ارسطو شکوہ فیروزم | بدانش ہمی فخر کردی مدام
ہنرمند با ہچو جان داشتے | زرہ دانش برتر افراشتے

بروزش ہمہ دولت کار بود | شبش تا سحر پیشہ کرار بود
بفرزانگان سیم و لوی و زر | فرو مایگان کابر اندی زور

اور سکندر کا نام یونانی لغت مین اخشیدروس ہے

یعنے فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلا سوف ہے یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہین یعنے محب حکمت اور وہ لوگ جو صراف زر نقد ہنر کے ہین اور جوہری سلک بے بہاے سیر کے ہین کھرا کھوٹا اونکی زبان سے کھلاتا ہے بٹا اونھین کے بیان سے لگ جاتا ہے اونکی ذات سے اخبار سخن کا رواج آجتک ہے زمانے مین چلن ہے تقریر اونکی بیت الضرب سخن کا گن ہے کا صحیح کلام کا ہے

کہ سکا اونمین سے نام کا ہے وہ سکندر ذو القرنین اصغر لکھتے ہین اور ذو القرنین اکبر صاحب سد یاجوج ماجوج کو لکھا ہے جیسا قرآن مجید فرقان حمید مین آیا ہے پروردگار نے فرمایا ہے القصہ از قرائن آثار سلف و داستان اخبار خلف سے معلوم ہوا کہ اسکندر ثانی کو ذو القرنین اور رومی یونانی لکھا ہے بادشاہ تھا عالی قدر گردون جناب شہریار کامران خورشید رکاب اوسکی شجاعت کی داستان صفحۂ روزگار پر مسطور ہے خاص و عام کی زبان پر مذکور ہے اور جود و سخاوت کا اوسکی جہان شکر گزار ہے عالم مین اشتہار ہے نیستان جنگ و جدال مین پنجۂ شیر ہیبت پھیر کرتا تھا زبردستی زیر کرتا تھا اور معرکۂ قتال مین کار شمشیر کرتا تھا ایک کو دو کرنے مین درنگ نہ دیر کرتا تھا قہر کی نگاہ عدو کے لیے ناوک کا تیر ہوتی تھی نظر کے پھیرتے ہی اجل دامنگیر ہوتی تھی ؎

در صد ہزار قرن سپہر پیادہ رو	نارد چو او سوار بمیدان کارزار

لشکر منصور اوسکا مرز و بوم روم سے ختا و ختن تک اور ہند سے تا سند کلہ شکن دشمن کلہ ہا دہی کیا جو زبانسے کہا مالک بساط البسیط ہوا کرۂ عالم پر محیط ہوا حسب و نسب مین بھی اوسکے قول مختلف ہین ایک گروہ نے خلف دارا ے اکبر لکھا ہے جیسا تحریر ہو چکا ہے بعضونکا قول ہے کہ بادشاہ اسکندر بازار تھا فیلقوس نے بیٹی اپنی اوسکو دی مدت کے بعد بسبب کسی قصور مخدرۂ قیصر کو باوجود حمل روم کیطرف روانہ کیا راہ مین سکندر پیدا ہوا ملال کے باعث اوس غم رسیدہ نے جنگل مین زیر درخت رکھدیا وہان بکریان چرتی تھین بحکم خالق بیچون و بالہام فرمانرواے کن فیکون ایک بکری اوس غول سے جدا ہو کے [illegible] سکندر کو دودھ پلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بڑہیا نحیف تھی اوسنے دیکھا میری بکری بار بار جنگل مین جاتی ہے آتی ہے وہ بھی اوسکے پیچھے گئی سکندر تک پہونچی ایک نونہال صاحب حسن و جمال سرو نوخیز بوستان دولت و اقبال تنہا نظر پڑا الفت جو آئی اوٹھا لائی باآئین شائستہ پرورش کرنے لگی جب وہ قابل تربیت ہوا ادیب کو سونپا چند روز مین فہم رسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس ادیب کو وہانسے نکالدیا وہ مع سکندر جہان اوسکی ماں رہتی تھی اوس شہر مین آیا ایکروز بر سر رہگذر سکندر کی ماکی نظر اسپر پڑی بچشم دل نگاہ فراست شاہانہ کی راہ سے اور بچشم جوہر شناس پہچانا کہ یہی لڑکا ہے جسکو صحرا مین چھوڑا تھا بیری کا سے منہ موڑا تھا

فرط الفت سے طلب کیا حال جو دریافت کیا خیال پہنچا اُنکا فیلقوس کے روبرو لائی حکایت گذشتہ
بیٹے کی باپکو سنائی قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شمائل بہت و فرزانگی سکندر کے رخ انور سے
مہر کے مانند درخشان اور اختر رفعت طلعت زیبا طالع سلطنت نما سے تابان دیکھا اور تباشیر سحر فیروزی و
بہروزی جبہہ مہر سیما جبین مشتری ضیا سے جلوہ پیرا پائی اور نیر اقبال و دولت کی چمک دمک شمع طور سے
زیادہ وفور سے نظر آئی بہت خوش ہوا خون دیجوز محبت کا جوش ہوا لاولدی کا غم فراموش ہوا وہ موم سے جلسہ
طرب و سرور کیا فرط الفت سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنونکے بعد قائم مقام اور ولیعہد بصد احترام
کیا رطب و یابس پر اختیار کلی دیا جسدم تاج شاہی نے فرق مبارک سکندر سے زیب و زینت پائی
فیلقوس نے بتاکید اکید فرمان کیا کہ ارباب فوج و حشم جمیع خدم عامہ رعایا کافہ برایا اطاعت و فرمانبرداری
سکندر کی لازم و واجب جانین جو کچھ ارشاد کرے بلا تردد و توقف مانین جب سب کچھ کہچکا اور اوسجان بخشنہ
سعادت نشان نکو لسان موجم الٰہی نقش نصیحت بابایہ کلمہ زبان پر لایا کہ اے فرزند ارجمند مراسم حکومت سلطانی مین
اور رسوم ایالت و جہانبانی مین پیروی خصال برگزیدہ آبا و اجداد کرنا اور قواعد معدلت گستری اور رعیت
پروری مین بسان شاہان گذشتہ قدم دہرنا کہ خبر نیک اور انوار فضل مانند شعاع شمس ارض سے تا سما پہنچے
اور بنیاد سلطنت تا گاؤ و ثرا پہونچے اور معاملات شرع مبین مین اور رفعت اعلام ملت و دین مین کد و جہد
رکھنا اور یہ مشہور ہے کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے مردان جرار تیغے پیادہ و سوار نا ممکن ہے پس
لازم ہے کہ نظر عنایت و التفات ارباب سلاح کے حال پر مبذول ہونا مقدور و احسان فے کرنا کہ زبان انکی تیغ
و خنجر کی بیان کرنیوالی آیت فتح و ظفر ہے اور نوک انکی سنان جانستان کی اور پیکان انکے تیر آبدار کی
ہنگام کارزار دم گیرودار سینہ عدو مین شرر افشان لسان آتش سقر ہے اور حرمت صاحب قلم کی
واجب سمجھنا کہ نوک خامہ عنبر شمامہ ہر فرد کی دفتر روزنامچہ ضبط و انتظام ہے اور فہرست جمعیت خاص و عام
ہے اور عزت و توقیر علماے صاحب فضل و کمال کی دلیل خوبی ہے ترقی دولت و اقبال کی اور امداد و
اعانت صلحا و فقرا جو گوشہ نشینی خلوت گزینی مین شرائط عبادت کسب ریاضت سے غافل نہین رہتے
بر فرض ہے اسواسطے کہ اثر انفاس کیمیا خواص اس گروہ حق پژوہ کا وہ ہے جو مس کو زر کرتا ہے

سو کبھی ٹھنی کو جو برگ تمر کرتا ہے بارگاہ کبریا مین انکو سرخ ہے صفائے قلب سے ماضی و مستقبل کا حال
نظر آتا ہے تیر دعا انکا ہر بار لب معشوق ہو جاتا ہے اور صیقل عدل و انصاف سے آئینہ جمال رعیت
سے حال غبار جور و بدعت سے شفاف رکھنا تکلیف شاق معاف رکھنا اور رفع حاجت و اجرائے امور
سیاست اور حرج کار ریاست مین فقیر و غنی شریف و دنی مقیم و راہگذری ہو ز مرۂ رعیت سے ہو
یا فرقہ لشکری ہو ترک یا تاجیک ہو دور یا نزدیک ہو ہندو ہو یا مسلمان نصارا یا گبر ہو مساوات کو کار
فرما ہونا کہ انہیر چہرہ داور نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کیواسطے آدمی کاردیدہ تجربہ رسیدہ
عالیخاندان و الا دودمان مقرر کرنا اگر ٹکسال باہر ہوگا کارپردازی سے ماہر ہوگا پست ہمتی کا التی اصلی
سے روپے کے لالچ مین اپنا روسیاہ کریگا ملک کو تباہ کریگا رعایا پر رعب نہوگا دلمین ذلیل جانینگے
سرتابی کرنے لگینگے حکم نمانینگے اور چھوٹی امت سے ربط نہ بڑھانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا
نگہبانی کو اپنی ذات کی خبردار رکھیو قلعے اور مکانات کی سنگجویان جرار یلان خنجر گزار معین کرنا کہ دم کار
یار ہمدم و پیکار حق نمک ادا کرین سر اپنا زیر قدم فدا کرین کڑی مین نرم ٹھہرتا نہین برے وقت مین اصل
رفاقت کا دم بھرتا نہین اور مقدمہ اخبار کہ سلف سے سلطنت کا مدار اسی پر چلا آیا ہے بہت معتمد
امانتدار و دیانت شعار کو دینا جو کوئی خبر کسیکا حال پوشیدہ اور اخفا نہ رکھے بھاٹ کیطرح ٹھاٹ باندھکے
پرچہ نہ بھیجے اور مملکت کی راہونکو چور ٹھگ قزاق راہزن سے پاک کرنا اس کام پر مقرر مرد بیباک
سفاک کرنا کہ مسافر اور سوداگر ایذا نپائین سونا اچھالتے چاندنی راتونمین اپنے گھر جائین مستحق محروم نہونے پائے
دادخواہونکا ہجوم ہونے پائے زبردست سے گزند نہ پہونچے عرش تک نالۂ دردمند نہ پہونچے
غریب باجبر او بیداد از حد کرتے ہین اسیر بیچارا جو کوئی نہین سنتا تو تھککے دعائے بد کرتے ہین اور فرصت کا
وقت غنیمت جانکے بیکار نکھونا رعیت کی خبرداری سے غافل نہونا کہ وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ

سیر نہین آتا ہے افسوس رہجاتا ہے بیت		سارا دو دو آن گیا نہین		گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

خود غرض اگر دربار مین بار پائیگا فتنۂ خوابیدہ کو جگائیگا ظلم و جور سے کسی کا مال نہ لینا مظلوم کا دبال لینا اور
محتاج غریب جو روزی کی تلاش مین جو بنات النعش کیطرح پریشان غریب دیار ہوگئے ہون انکو

حضور فریا کیصورت جمع کرنا که خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہے رعیت کا اوجاڑنا مقلس رعیت علامت بربادی ہے کتب تواریخ میں بہت کچھ لکھا ہے فقیر نے انہیں چند فقروں پر ختم کیا کہ تقریر کا طول دیکھنے اور سننے والیکو ملول کرتا ہے عقلمند کو نکتہ کافی ہے جسپر خدا کی عنایت ہوتی ہے یا ہادی کامل کی ہدایت ہوتی ہے وہ مختصر میں طول کا مطلب حصول کرتا ہے اور شمس الدین محمد بن محمود شہرزوری نے لکھا ہے کہ سکندر فیلقوس کا صلبی بیٹا ہے چنانچہ نزہۃ الارواح جو تالیف کی اوسمین جہان بیان حکما تواریخ فضلا ہے وہان لکھا ہے کہ فلوس نے فیلقوس کو مارا اوسکا سبب یہ ہوا کہ فیلقوس کا ایک امیر فلوس نام ارکین سلطنت سے تھا وہ حرم محترم خاص یعنے سکندر کی مان پر فریفتہ ہوا یہانتک نوبت پہونچی کہ خواب و خور سے گذرا شب و روز خیال محال وصال میں اوبجہار رباعی

عشقت که نه تیر زبون آید زود | صد گنج معانی نفحت ول آید زود | گہ دوستی کند که جان آساید | گہ دشمنی که بوے خون آید زود

ہر چند فلوس نے بہت سا پیہ یا زر و جواہر پیشکش کیا اوس صاحب عصمت نے دولت اور مال کا مطلق خیال نکیا جب وہ سعاد افسون اوس نظر دوگرگون کا نچلا فیلقوس کا مارڈالنا دل میں مصمم کیا وقت کا منتظر ہوا ناگاہ نیلاطوس ایک بادشاہ تھا بیٹا اوسکا سخت گمراہ تھا اوسکی گوشمالی کو فیلقوس نے فوج جرار ایک سرہنگ باتدبیر کے ہمراہ روانہ کی اور اوسی زمانے میں سکندر کو بھی افوس پر تسخیر مدینہ کیواسطے با فوج کثیر بہیجا جتنی شیر بیشہ شجاعت تھے شہزادہ باسعادت کے ساتھ چلے گئے فلوس نے میدان خالی پایا فرصت کا ہنگام کروہ اشرار بجز اوس کے یار تہا یہی اوسنے قول و قرار تھا اونکو لیکے قیصر کے سر پر آیا اور زخم خنجر و شمشیر سے اوس بے تقصیر کو مجروح کرکے سطح خاک پر با جسم چاک گرایا اہل شہر جمع ہوکے سلطان تھی انکو اوٹھا لائے قضارا سکندر اوسی روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکھ سنکے محل میں گھر محل پہونچا دیکھا تو وہ نابکار اوس عصمت شعار سے دست و گریبان ہے سکندر تدبیر سوچنے لگا کہ اوس ملعونکو اس انداز سے زیر و زبر کیجیے کہ اسکا خون نہو وہ دلفگار پکاری اگر تجکو میرے زخمی ہونیکا خیال ہے تو تجکو سینہ مبارک سے میرا قتل منظور کر اس حرامزادے کو میرے نزدیک سے دور کر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک ضرب شمشیر آبدار سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپکے گہر ہاتہ آیا اوسکو آفتاب لب بام چراغ

سحر ہی دنیا سے سفر ہی کا کام تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر ترقی خواہان دولت کو بلایا
بیعت سکندر مین سبکا سر جھکایا پھر ارسطو سے سکندر کی تعلیم و تربیت مین تا دیر گفتگو کی سرائے خالی کو چھوڑ کے
مقام جاودانی راہ لی سکندر نے بعد فراغ تجہیز و تدفین پدر و انقضائے ایام تعزیت بار دگر خاص و عام کو
طلب کیا تخت سے اوتر کے مجمع مین کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند وہ با اقبال سعادتمند سب سے مخاطب ہو کے
وہان گہر فشان زبان معجز بیان سے فرمانے لگا کہ ایہا الناس بخوف و ہراس آگاہ ہو کہ بادشاہ تمہارا
مثل شاہان گذشتہ اور بحکم کل نفس ذائقۃ الموت فوت ہوا سلطنت سے منہ موڑ کے دار فانی کو چھوڑ کے راہی
عالم بقا ہوا مجکو تمیز حکومت اور جبر روا نہین کبھی مینے ایسا کام کیا نہین مجھے اپنا مددگار و معاون نافہم لین جانو
جو مین کہتا ہون اوس بات کو مانو میرے کلام کو در ثمین مجکو صادق بایقین سمجھو اوس شخص کو اپنا حاکم بناؤ
جو پرہیزگار ہو امر و نہی مین پروردگار کا فرمانبردار رہے ضعفا اور مسکینون پر رحم کرے ظلم و جور حکومت سے
بہت نہین کم کرے رعایا برایا شکر یکے خلاف سے خبردار ہو تم لوگ شر سے امین ہو کے خیر کے امیدوار ہو
یہ خطبہ طول و طویل ہے راقم نے بخیال اختصار فقرات قلیل پر تمام کیا کتب حکمت مین آغاز سے تا انجام یہ
بیان بخوف طوالت کلام ہے حاضران جلسہ نے یہ کلام بلاغت نظام جو کبھی کسی بادشاہ عالیمقام سے نہ سنا تھا
سنکے تعجب کیا پھر اسطرح یکزبان جواب دیا کہ یہ تقریر دلپذیر ہمنے سنی اور یہ نصیحت جان و دل سے قبول کی
سعادت دارین حصول کی لیکن تیرے سوا ہم کسی اور کو قابل سلطنت لائق حکومت نہین جانتے یہ کہکے وفور
رغبت سے سب کے سب اٹھے اور اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت مکرر بایمان مؤکد کی اور تاج شہریاری کا قبائے
کامگاری کو اوسکے جسد و سر سے تزئین کامل بخشی سکندر نے بحسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت و رعایت کی
پھر ملکو تمین ناحیے لکھے رسول اور نامہ بردار روانہ کیے خلق کو بوحدت و یگانگی خالق دعوت کی بت پرستی کی
مخالفت کی تمام فوجکو جمع کیا سبکا بقدر استعداد وجوہ اضافہ مقرر کر کے بدعت اور ظلم کا مچلکا لیا
انصاف و عدالت کا حکم دیا وضیع و شریف راضی ہوئے غریب نوازی غربا پروری کی چار دانگ عالم مین
دھوم ہوئی فرمانروائی سکندر کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سبکو معلوم ہوئی شہریار عجم کو ہر سال ہزار بیضہ
طلا فیلقوس ارسال کرتا تھا انکے زمانے مین نہ پہونچے تھے نامہ بر بھیجکے اوسنے طلب کیے سکندر نے جواب دیا

کہ بھیجنے والا سفینہائے طلائی کا صیاد اجل کے دام میں پھنسا اوسکی قضا آئی اور اکثر شاہان زمین یونان
کو سن لمن الملک بجاتے تھے سر پر چتر و پیش سلطان جہان فرمانروائے انس و جان جھکاتے تھے سبکو وعدہ و وعید
فقط گفت و شنید سے رام کیا زیر دام کیا پھر لوائے ظفر پیکر آیت فتح و نصرت ہند کو روانہ کیا تمام زمین ہند
حیطۂ تسخیر میں لا تاخیر آئی سب پر فتح پائی وہانسے منصور و مظفر مصر میں آیا منارۂ عظیم الشان ہمسر آسمان بحر عظیم
کے کنارے پر بنایا ساتوان برس تخت نشینی کا تھا جو اوس بنا سے فراغ پایا وہانسے خیام فری احتشام ملک
شام کو گئے پھر ارمنیہ میں مقام کچھ دن قیام کیا یہ خبر سنکے دارا نے اہل طہرن کو نامہ لکھا کہ خبر خروج اوس
دزد باغی کی مع گروہ طاغی سمع اقدس میں پہونچی لازم ہے کہ بمجرد ورود فرمان سب اسباب اور حرب کا
سامان اونکا چھینکے دریا میں بہا دو اور سردار قوم کو مطوق اور مسلسل باغل و زنجیر اسیر کرکے یہان بھیجو کہ
تم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و تہور شعار ہو اور وہ چور لڑکا ہے بردہ حقیر اسمین تاخیر نکرنا ورنہ تقصیر بے عذر
پذیر ہوگی اس عرصے میں سکندر نے وہانسے کوچ کرکے شہر اسطخر کو اوس شرف قدم سے زینت بخشی
دارا یہ خبر سنکے جوش میں آیا منشی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکھا تا ہم آگاہ ہو کہ خالق زمین و
آسمان حاکم انس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور تاج و دیہیم بے منت غیر و شراکت غیر مجکو عطا کی ہے اور
بڑی رفعت و شوکت میرے رفقا کو دی ہے میں نے سنا ہے کہ تو کچھ چور کچھ حرام خور بڑی پریشانی سے جمع کرکے
اونکی جمعیت پر مغرور ہوا ہے سر پر باد میں فتور ہوا ہے اوس بھروسے پر دعوی سلطانی تمنائے حکمرانی ہے
شور و فساد مملکت میں برپا کیا ہے بسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے سے محروم ہیں عجب نہیں جو دماغ
پر خلل میں آج کل یہ ہوا بھری ہو کلاہ پر نخوت عجب کج دھری ہو لازم ہے کہ جب مکتوب کرامت مشحون کے
مضمون سے مطلع ہو فوراً اپنے کردار سے منفعل اور پشیمان جلد سے آیا ہے اوسیطرف روان ہو اور
اس حرکت کا ڈر ہمارے سطوت و سیاست کا خوف و خطر نکرنا اسواسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب اور عتاب کے
قابل ہیں تو اوس زمرے میں نہیں ہے کہ مستحق قتل ہو کے شامل سمجھے ہیں ہمارے لشکر کی کثرت اس سے
نظر آئیگی اور گوئی چوگان ہے اس سے کھیلنا طبیعت بہل جائیگی سکندر جو نامے کے مضمون سے مطلع ہوا
جلادونکو بلایا نامہ دارا دکھایا تیغ سجھایا مصلحت یہ امر ٹھہرا قتل کرنا منظور تھا دارا کے ایلچی کا قتل بچانے لگے

بیقرار ہوکے چلانے لگے پکارے کر اے شہریار خجستہ اطوار یہ نئی رسم جاری نکر نامہ برکا خون حلال نہین
مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہین سکندر نے کہا تمہارے آقا نے مجکو جو لکھا ہے اوسی گروہ کا عمل مین تمسے
کیا ہے وہ عرض کرنے لگے کہ دارا نے آپکو دیکھا نہین فقط حال سنا ہے جسنے تیری زیارت کی سلطنت کی
کیفیت ریاست کا ڈھنگ لطف و عنایت کا رنگ دیکھا البتہ ہماری جانبخشی کرتا ہم وہان جاکے تیرے حال سے
آگاہ کرین کو دفر حلم و کرم جاہ و حشم کی گواہی دین سکندر نے کہا تمہاری منت و زاری ذلت و خواری کی مانع ہوئی
قید سے رہا کیا نوازش شاہانہ سے انعام بے انتہا دیا پھر جو بیر مسلسل تحریر طلب ہوا نامے کا جواب لکھوایا
یہ نامہ ذوالقرنین نے اسکو لکھا ہے جو مدعی اوسکا ہے کہ مین بادشاہون کا بادشاہ ہون خیمے بے ستون گردون
پناہ ہون ہر دم انا ربکم الاعلیٰ کا دم بھرتا ہے بخیلے مین یہ ہے کہ مجھسے آسمان کا لشکر ڈرتا ہے باوجودے کہ
کھاتا پیتا ہے جاگتا سوتا ہے ایسا بھی خدا ہوتا ہے جب عبد کو معبودیت کا خیال آیا پروردگار اوسکو ضعیف
بندے سے مغلوب کرتا ہے یقین جانے کہ جاہ و حشمت ملک و مال دولت پر زوال آیا اب تجھے عزم جنگ مصمم ہوا
تیرے ملک مین آتا ہون دیکھنا جو خرابی لاتا ہون اور اشیائے مرسلہ مین فال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے
امیدوار ہون کہ تیرا دعوے خلق کے روبرو دروغ ہو مجکو تجھ پر فروغ ہوا اسواسطے کہ میری نظر فقط اعانت خدا پر
ہے تجکو شیطان نے ورغلانا ہے سراسر تو خطا پر ہے والسلام نامہ تمام ہوا مہر کرکے نامہ برونکو دیا
آپ دریا بیجان کیطرف کوچ کیا دارا کا عامل لڑا الا شون سے صحرا بھر گیا جیسے خالی ہوے کشتے بے وارث
دوالی ہوے وہانسے گیلان مین آیا اوسکو تسخیر کیا حاکم کو اسیر کیا دفعتًا سکندر بیمار ہوئی خبر سنی ماقدونیا نہین پہنچا
بعد صحت اوس صاحب حشمت کے فارس کو چلا دارا بھی فوج ظفر موج اور وہ لشکر جو کثرت مین اختران
چرخ اخضر سے زیادہ تھا لیکے آپہونچا سکندر نے قلب فوج دلاوران زرہ پوشن بادہ شجاعت سے مدہوش تھا
جو جتنے اونسے آراستہ کیا دونون دل سوار و پیدل گنٹا اور بادل کیصورت گھر کے طرفین سے حملہ آور
ہوے گھوڑونکے سم کی گرد سے میدان نبرد تیرہ و تار ہوا اندھا دھند معرکہ کارزار ہوا صدا لے بوق
شدائے کوس اور دم زنا کے غنیم سے کو سونتک اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ کا سامنا ہوا ہر طرف سے فوج
لڑنیکو چلی زیست سے سیر ہوئی تکاد السموات یتفطرن کی حقیقت دلو نبر کھلی دلاوران دم کے کائین

نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب کی صدا آئی نصرت و ظفر کی سند پائی آتش حرب جو بھڑکی تیغ و گلو مین لاگ لگی خرمن ہستی مین آگ لگی کہین سر کے انبار تھے کہین بے سر پڑے تھے دھڑ کی شمشیر برق کردار یلان خونخوار اور پیکان تیر بسان ابر مطیر لہو برسانے لگے اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدۂ جوہر سے یاقوت کی بوندین ٹپکانے لگی ؎

نوک ناوک جیسے عشق رگ رگ مین ہوے		ازدرون سینہ مردم جو ہوے	

اوس وقت سے کہ شاہ یک اسپۂ ثابت و سیار محمل لاجوردی مین تخت فلک پر سوار نظارہ کر تا بحد استوا پہونچا تھا اوس ساعت تک کہ ماہ انجم سپاہ چادر سیاہ زر کے تار ونکی اوڑھکے سیر دیکھنے کو نکل آیا طرفین سے کیسنے منہ پھیر ایا شعلہ شمشیر کا ہر بار بھڑکتا تھا مرغ روح دام اجل مین مچھلی کیطرح پھڑکتا تھا نعرۂ نار ہاویہ کا آتا تھا اور گیر و دار سے پیادہ و سوار کی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کا شور زمین سے آسمان پر جاتا تھا مِن چلونکی تلوار کی زبان تفسیر فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ سناتی تھی لاشونکی کثرت سے جنگل پٹ گیا تھا جنکے وضو ٹوٹے تھے اونکو تیمم کو مٹی ہاتھ نہ آتی تھی خون کے بخار بر سر فلک پہونچے اور زخم کے آثار گاو زمین کے قدم تک پہونچے ؎

چو دریای خون شد ہمہ دشت و راغ	جہان شد مثل شب تیرہ چون چراغ	زآواز اسپان و گرد سیاہ
فرو رفت و بر رفت و زرین نبرد	بماہی رسیدہ خون و برماہ گرد	ہوا گشت چون روی زنگی سیاہ

آخر کار جب تھا سے نامدار دلاوران شجاعت شعار معرکۂ کارزار مین لقمۂ دہان اجل برچھی اور تلوار کے پھل کھا کے ہو گئے اور نصیب گلگشت آرائے گلزار جحیم کے جا گئے جا گئے سو گئے خسروایران یادگار کیان با معدودے چند دشت سخیز سے باقدم تیزگرم خیز ہوا جتنا کہ اسباب جاہ و دولت کا سامان و ساز تھا جسپر بھروسا اور ناز تھا اوسیکے باعث غرور ہوا تھا اوسیکے بدولت ہزارونکی جان گئی برپا فتور ہوا تھا اوس بہشت پر خطر خانۂ بے سقف و در مین چھوڑا سکندر کے لشکر نے خوب لوٹا اعزہ و نشینان حجاب عفت و عصمت مبتلائے بلائے بے وارثی ہو کے اسیر سر پنجۂ تقدیر ہوئین فرمانروائے ایران نے بیت السلطنت مین داخل ہو کے ناظم ہندوستان سے مدد چاہی اوسکی بھی قضا آئی فور ہندی نے فی الفور کئی ہزار سوار و پیادے بسلیقۂ شیر افگن روانہ کیے اور سکندر بھی اوس سرحد مین جا پہونچا خلاصہ یہ کہ ہندی ایسا لڑے کہ جھجھ پڑے پہلی جنگ کا میدان اس معرکے سے کے روبرو وہی داستان ہو گیا ہنوز اسکا فیصلہ ہونے نہ پایا تھا کہ دارا کی قضا کا زمانہ قریب آیا مقربان درگاہ

لیتے دوسرے سرہنگ نیک ننگ طبیعت کے سوم خصلت مین اودم بیوفا پردغا حقوق ولینعمت کے
قتل پر آمادہ ہوئے باین تصور کہ تقرب بارگاہ سکندر اس فریب سے میسر ہوگا اوسکے دلمین
کفر ہوگا یہ نسمجھے کو تو اندیشہ کہ بیاہ کس راجاہ ہو پیش حضر عبد شہ ہے تصور باطل ہے خیال محال ہے
اور دارا قبل ہنگامہ عزم پر اون دونون سے ایا نوسکے شامت زدہ نادانونکے مطلع ہوا تھا تنبیہا
کچھ عتاب کیا تھا نصیحت کی راہ سے اپنے حقوق یاد دلا کے یہ خطاب کیا تھا کہ میرا قتل پیشہ سکندر
وسیلہ رسوخ کا نہوئیگا تمہاری بھی جان کہوئیگا وہ بادشاہ ذی فہم عالیجاہ ریاست کے قدر خود کو
خوب آگاہ ہے شاہان نامدار کو باہم تشنہ خون یکدیگر ہوتے سلطنتین زیر و زبر ہوتی لیکن یا ممکن
ہے کہ بادشاہ کے قاتل کو جیتا چھوڑین حمیت سے منہ موڑین تمام عمر اوسکا اعتبار نہو تقرب
حاصل نہو وقار نہو

یار مارا هیچ بر نگرفت	هر چه گفتیم هیچ در نگرفت

آخر کار وہ غدار اپنے
قصد سے باز نہ آئے فرصت پا کے ضرب شمشیر آبدار سے اوس شاہ آسمان وقار کو پشت زین سے
برسر زمین گرایا زمین کانپی آسمان تھرایا نفسے چند سینہ پر ہوس مین بس باقی تھے کہ سکندر آیا
گھوڑے سے کود کے دوسرے محل صاحب افسر کس کرو فر سے تھا جسکا جہان مین ہمسر تھا
آج خوار زیر غبار خاک پر تھا اوسکو اوٹھا کے برسر زانو رکھا اپنا سر در آغوش تپاک کیا اوسکو گرد و
غبار سے پاک کیا اور کہا اے شاہنشاہ گیتی پناہ رنج و ملال کو اس دم دل سے دور کر خوشی خیال رب
غفور کر کہ فرمانروایان ستودہ آثار شاہان نامدار ہنگام نزول حوادث عالم بالا ہر تے ہین خاص و عام
سے زیادہ صابر رہتے ہین اور یہ ارشاد کرکے کہ سچ ہے باوفا سے کس نابکار نے یہ حرکت کی تا اوس سے
اسطرح انتقام لون کہ باعث عبرت خاص و عام ہو دارا نے چشم نیم وا سے سکندر کیطرف دیکھا ہاتھ اوسکا
اپنے سینہ پر رکھا اشک کے قطرے چند مثل مشہ سکندر کے زانو پر وصل ہوئے پھر کہا اے ذو القرنین
اسباب شاہی سے وسادات کشورستانی و جہان پناہی سکے تہیا ہوچکا سے یہ مژدہ شنوا یا وہ عجیب
نحوست سے مجھ در پیش ہوا چشم عبرت سے غور کر کہ فلک سفلہ شعار گردون ناہنجار نے مجھے کس پایہ سے کیا کیا
ایک گردش مین تخت سے تختہ تابوت نصیب ہوا گو مین رحیل کس تعجیل سے کیجیو اوسکا زمانہ قدر ہے جیسا

عذر روزگار سے دو رنگی لیل و نہار سے غافل ہوتا مگر عزیز کو زندگانی سی چیز کو لہو و لعب مین گنوانا حوادث
جہان تلون آسمان کسی صاحب جاہ و جلال کو یا دولت اور مال کو ایک حال پر نہین رکھتا اگر نیرنگ دنیائے دون
اور رنگت چرخ چنبری گونا گون کے دیکھنے کی ہوس ہے تو عبرت کیواسطے میرا حال اور یہ مآل بس ہے
تیری مروت اور فرط محبت سے امید یہ ہے کہ میری ماں آفت رسیدہ داغ پسر دیدہ ہزارون رنج و الم
مین جریدہ ہے اوسکو مادر مہربان اپنا حافظ اور نگہبان سمجھنا میرے ناموس کا پاس اور خیال ہر حال رکھنا
اور روشنک جو میری لخت جگر نور بصر ہے بدیہ ہے اوسکو پردہ نشینان سراپردۂ خاص مین اختصاص دینا
نظر عنایت پھیر لینا کیونکہ نازک مزاج اور بچی اوسکا تھوڑا ہوتا ہے دل اوسکے سینے مین [illegible] ہوتا
پھوڑا ہوتا ہے اگر سخت کلمہ کسی نے کہا گویا ٹھیس لگی پھوٹ بہا سکندر نے کہا جو کچھ ارشاد ہوا نیازمند
سب بجا لائے گا سر مو فرمان سے سر نہ پھرائے گا اسکے بعد دارا شعر

ادم چند تیم و دوناچیست بند
بخندید بہمان گفت کو نیز شد

ذو القرنین بے چین ہوگے دارا کا جسم مشک و عنبر سے دھو کے جامہائے
گرانبہا کا کفن دیا اور تابوت مرصع کار عمدہ جواہر لگا کے تیار ہوا لاش کو اوسمین رکھا پھر حکم کیا دس
دس ہزار مرد نبرد جرار تلوارین کھینچکے پیش و پس راس و چپ چلین اور آپ سرداران فارس [illegible]
نامدار عالم فضلائے روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پا حزین و غمگین جنازے کے ہمراہ ہوا جسطرح سے
شاہان نامدار دفن ہوتے ہین جیسے عزیز کو روتے ہین اوس انداز سے بصد گریہ و بکا تخت مین لیجا کے
خاک کو سونپا اور اوسکے دروازے پر دو دارین کھڑے کرکے دونو بدکردار کو ذلیل و خوار سزاوار
پھرا کے سرنگون بر سر دار کیا انصاف کا کار کیا پھر روشنک کو سلک ازدواج مین منسلک کرکے
بہت ممتاز کیا اور دارا کے بھائی کو مملکت فارس حوالے کی لیکن ملوک طوائف فرمانبردار ہوئے وہ
سلطنت ایران کے مختار رہے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ زبان فارسی سے لغت یونانی مین
لکھوا کے ملت منحوس مجوس کی کتابین جلا دین آتشکدے سرد کیے اوس مذہب کے عالم تمام عالم
سے طلب فرد فرد کیے بلا تاخیر سبکو تہ تیغ کیا اسی اثنا مین سکندر کی ماں نے نامہ لکھا کہ رقعا
کیطرف سے سکندر کو جسنے بقدرت باری دشمنون پر فتح و نصرت پائی مملکت اور دولت اوسکی

مردانگی سے ہاتھ آئی معلوم ہوا کہ اسے فرزند ارجمند عجب و تکبر سے پرہیز کرنا ورنہ یہ صفت تجکو
آسمان سے زمین پر گرا دیگی یہ جو تیری ہوا مندی ہے برباد جائیگی اور بخل و طمع سے ڈرنا
حد سے حذر کرنا نہیں تو یہ حرکت ہلاک جانگزا میں پھنسائیگی نام و نشان مٹائیگی اور جتنا مال اور
اسباب تو نے پایا ہے جو کچھ تیرے ہاتھ آیا ہے ایک سوار تیز رفتار کے ہاتھ میرے پاس جلد بھیجدے
سکندر نامہ پڑھکے حیران ہوا سبکو جمع کرکے مشورہ پوچھا سوال آخر کا جواب کسیکی سمجھ میں نہ آیا
سبنے غور طلب کیا لیکن وہ مطلب غوامض فکر رسا جودت فہم و ذکا سے سکندر نے بہم پہنچایا کاتب
جلد دست کو طلب کرکے جمع و خرچ کا بند قلم بند کیا پھر فرمایا کہ کوئی جفاکش کارآزمودہ سانڈنی
ہاتھوں لو دوڑا یہ سوار ہوکے بطور یلغار یونان میں مادر غمخوار کے پاس پہنچا سب جتنے فضلا اور حکما
تھے سکندر کے ذہن رسا اور سرعت فہم پر تحسین و آفرین کرنے لگے قریب جیحون شہر وسیع
بوقلموں بنا کیا چاروں طرف سے سب کام کے لوگ بلا کے اونکو شاد کیا ملک خوب آباد کیا اوس
شہر کا نام مرجالوس تھا اب مرو مشہور ہے ہند سے دور ہے اور ہرات و سمرقند بھی سکندر کی بنا سے ہیں
وہانسے فرصت پاکے شہر بسا کے ہند میں آیا فور ہندی کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان سے تحریر ہو چکا
ہے بعد فتح جنگ فور براہمہ پاس گیا اونکے علم و فضل کا شہرہ سنا تھا کہ متوکل بخدا ہیں دنیا کے
جنجال سے رہا ہیں جب قدم سکندر کی آمد اوس قوم کو معلوم ہوئی عرضداشت لکھی کہ اگر مال شاہ
بیابانکے اسنے سے اخذ زر و مال ہے یہ محال ہے ہم فقیر محتاج دنیا کے بکھیڑے سے فارغ بیرنج
ہیں دنیا سبا کی تلاش نہ چور کا ڈر ہے نہ قفل کی حاجت نہ کنجی کی خواہش گھر وہ ہے جسمیں سقف ہے
نہ دالان ہے کوٹھری کیسی دیوار ہے نہ در ہے نہ ملک نہ خزانے سکے مالک سانپ کیطرح سر گنج
ہیں بال بیچتے ہیں گھاس کھاتے ہیں جسکو اوڑھتے ہیں اوسکو بچھاتے ہیں تڑا ہیں پاتے ہیں
اگر مباحثہ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہے تو ہمارا انبوہ اور شان و شکوہ بیکار ہے سکندر نے نامہ
جو پڑھا فوج و لشکر سامان سب وہیں چھوڑا فقط چار حکیم ندیم ساتھ لیکے آگے بڑھا جب اونکے پاس پہونچا
عجب حال دیکھا قوم مسکین مسکن پہاڑ کے غار رکھتے واقعی صاحب شہ پاسبان بکار رکھتے ملاقات کے بعد

صحبت سے مباحث خیر اور مفاخرت سے ہمکو گریز ہے علم کے خواہش مند ہیں سکھانے کی ہے آئین دریافت
کیے ذو القرنین نے اونکی صحبت سے بڑا لطف اوٹھایا علم و حکمت مین کسب فیض کیا رخصت مین انکو پایا
اونکے فضل و کمال کا اقرار کیا فرمایا ہو اونکی خواہش ہو وہ دو اونھون نے التماس کیا ہے موت
زندگانی ہمیشہ جاودانی چاہیے سکندر نے کہا یہ امر مقدور بشر سے باہر ہے جو شخص اپنے نفس
تغیر پایا پیدا کی کمی و بیشی کیا بڑھا نہ سکے وہ عمر ابدی کیا پاسکے پیری کی اور دوسرے کو کسطرح سے نوجوانی
برہمن بولے جب بادشاہ کو یقین کامل ہے کہ زیست سے مرگ شامل ہے اور ہر کمال کو زوال
ملک اور دولت کو تغیر انتقال ہے پھر کسواسطے قتل بندگان خدا اور شہرونکا ویران خراب کرنا جمع کرنا
کنجیان گنج اور مال کی جمع رکھنا مال کی اون چیزونکی تلاش کرکے مشقت سے جوڑنا بحسرت جیسے
سررشتہ توڑنا ہو ایک دن ناکام چھوڑنا ہو ذو القرنین نے جواب دیا کہ مین پروردگار کی طرف سے
انہین کامون پر مامور ہون اس بات سے معذور ہون نہین تو مین تہلکے مین ہاتھ نہ ڈالتا در دلیے
قدم باہر نہ نکالتا یہ خوب جانتا ہون جسطرح آیا ہون اوسیطرح جاتا ہون یہ مقامات جہان بے ثبات
سیر خرابات نظارہ طلسم خانہ ہے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لشکر مین آیا بعضی تواریخ مین لکھا ہے
کہ جب فور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پائی کان مین صدا آئی کہ بلاد ہند مین کید نام حاکم
ذی احتشام ہے مملکت اوسکی آباد ہے فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شاد ہے خداوند انصاف
صاحب عدل و حکمت ہے عجب اوسکی سلطنت ہے تین سو برس سے منزل زندگانی کے قطع ہوئے ابتک
لطف جوانی ہے ہوش حواس بجا کسی بات کی بیتابی ہے ہند مین بمثل لاثانی ہے ہمت مردانہ طبیعت
جوانانہ مشہور ہے تمام سپاہی عاقل و دانا ہے سکندر نے نامہ لکھا کہ اسکو دیکھتے ہی جس حال مین ہو فوراً
برخیا سہ استعجال بے قیل و قال سوار ہوکے بارگاہ آسمان جاہ مین حاضر ہو نہین تو شعلہ قہر سلطانی سے
دیکھیگا [illegible] کو نذر آیا قاصد صبا دم تیز قدم شہریار کشور ہند کے پاس پہونچا نامے کی
تعظیم و تکریم کی نامہ دار کی عزت و توقیر کی شہر [illegible] مہمان نوازی بجالایا جواب بعنوان شائستہ لکھوایا
کہ محمود [illegible] واجب الاذعان پہونچا کہ مسرور قدم بنا کے اور دولت لیدہ پاکے شرف ملازمت

حاصل گرد شہ البیسکین لے شہنشاہ ضعیف پیری کا سد راہ ہے خود اشارہ ہے سخن کا طول
اگرچہ شیفتہ ہنوز محبت کا سلسلہ پایاں نہیں ہے تقریر و تحریر سے زیادہ ہیں جز وایسے سبب سے تقصیر اسیر ہے
لیکن اس اہل ہمت میں یہ چیزیں اربع عناصر کی صورت ہم ہوئی ہیں چار دانگ عالم میں دیکھے پاس
سونگھی جواس ہمسر ایسے ارنگ نے دیکھنے سے سنا نہیں ہے ہیں سالکان عشق محبت نایاب سمجھتے ہیں
ہفت اقلیم کے بادشاہزادہ خیال ایسی دولت لازوال سے مال شرکت ہونگے اگر تو عورت ایسی صاحب جمال ہے
کہ حور جنان میں اور پری پرستان میں اوسکے چہرہ زیبا کی ضیا سے روپوش ہے نادم ہے خجل ہے اور رفتار گفتار زہرا
رفتار سے کبک پہاڑوں میں ٹھوکر کھاتے ہیں عندلیب گلزار دستان ہند ہو جاتے ہیں سرو لب جو پا در گل ہے شیریں بیانکی
زبان آپ چبتے ہیں قند کے دانت کھٹے ہوتے ہیں عجیب غریب صورت ہے سیرت ہے خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی قدرت ہے دو فیلسوف
تلمیذ البیب ہے چوتھا پیالہ ہے ایک ہے ایک چیز بہت اعلے ہے اگر وہ ظرف پر آب ہو تو ایک قطرہ اوسکا کم ہو اور
عالم سیراب ہو امیدوار ہوں کہ پیشکش طلا زمان والا کو قبول ہو اور میری غیر حاضری سے سلطان کی طبیعت
نہ ملول ہو سکندر کو بیان سنکے نہایت اشتیاق ہوا فوراً طلب کیا اور بر سر امتحان آیا پہلے فیلسوف کے پاس ایک پیالہ
تیل سے بھرکے بھیجا اوسنے ہزار سوزن اوس تیل پر روغن میں ڈالکے واپس کیا سکندر نے سوزنکو گلا کے
گولہ بنا کے بھیجا مرد با علم بھرنے اوسکا آئینہ درست کرکے دکھایا ذوالقرنین نے سکتہ کھالی سے پھر آئینہ
پر اوسمین چھوڑا وہ بیٹھ گیا پھر اوسکو دکھایا مرد صناع نے اوسکے پیالے بنائے وہ پانی پر ترکے پھر سکندر نے اوسمین
خاک بھرکے اوسکے پاس بھیجدی حکیم نے دیکھکے اپنا گریبان چاک کیا سبب یہ پایا تو مستمر کی تو دوسرے روز سکندر نے
حکما اور فضلا ارکان دولت اعیان مملکت کو جمع کیا پھر اوس حکیم سندی کو یاد فرمایا جسد ہم تن دید آیا طویل القامت
تنومند پایا سکندر نے قیافہ شناسی سے سمجھا کہ اس ترکیب میں حکمت کا اور عقل کا جمع ہونا محال ہے فیلسوف سمجھ گیا
انگلی ناک پر رکھ لی پھر دیکھ کے گر پڑا سکندر نے پہلے اس حرکت کا سوال کیا اوسنے عرض کی وہ خیال جو بادشاہ کے
دل میں آیا تھا اوسکا یہ جواب ہے جس طرح ناک بشرے کے چہرے کی زینت ہے اور یکتا ہے اوسیطرح مجھ سا سر زمین ہند کی وقت ہے
دوسرا ناپید ہے پھر سکندر نے فرمایا پر روغن پیالے میں سوزنکا چھوڑنا کیا تھا اوسنے عرض کیا مطلب شاہ اوسکے یہ تھا
کہ میں علم و حکمت سے بھرا ہوں اب گنجایش نہیں خادم نے جواب دیا ہزار نکتے کی جگہ باقی ہے اگرچہ شاق ہو پھر گولہ بنایا

میرے ذہن میں آیا کہ قالب اوس نعل شاہ پر نگین نگینے قابل رو وسایل حکمی نہین ہین نے آئینہ بنایا کہ ہر کیکی صورت
دخل ہے جب اوسکو صفا اور جلا حاصل ہو نہ کہ دل ہوا اور آئینے کے پانی مین بیٹھنے سے یہ معلوم ہوا کہ زیست کا زمانہ کم ہے
مدت قلیل مین علم کثیر تحصیل نہین ہو سکتا میرا حاصل یہ تھا کہ جسطرح تہ کی بیٹھی چیز تیرتی اوپر پانی پر آئی آدمی اپنے
کم فرصتی مین بجہد اکتساب فضل و کمال بہرحال ہو سکتا ہے پھر جبکہ وہ مملو از خاک ہوا اوسکا جواب مجکو یہ ہے کہ دنیا اور ہمین
ہے کہ اوسمین خلاصہ سلطان زمان یہ تھا کہ فنا ممکنات کی اجبات سے ہے اور بقا مخلوقات کی ممتنعات سے ہے سبب تفصیل کہ بہ ہوگا
ہر شخص نیرنگ خاک ہوگا سکندر نے فرمایا یہ سب سچ ہے جو تونے کہا مین اپنا مطلب پایا تیری صحبت فائدہ سے خالی نہین
بڑا الطاف و مہربانی سے نکلتا ہے گرانمایہ حکیم کو اور ندیم کو سرفراز کیا ممتاز کیا امتحانین کامل پایا کیدہندی راست گو
نظر آیا اور مسعودی نے لکھا ہے کہ مملکت ہند تک وہ ندیم ساتھ رہا پھر رخصت ہوا حکیم ہمراہ رہا وہ معالجے اوسنے
کیے کہ زبان و دست تقریر و تحریر سے عاجز ہے اور تاریخ حکما مین یہ لکھا ہے کہ بعد فتح ہندوستان ذوالقرنین چین مین آیا
سلطان چین نے جبین آستانہ اطاعت پر رکھی سر جھکایا برسم تحفہ ہزار من طلائے احمر ہزار قطعہ سفید حریر کے پانچ ہزار جامہ
دیبا بے نظیر کے اور سو قبضہ شمشیر مرصع جواہر بے مثل سے کہ دیکھنے والونکی آنکھ مین چکاچوند آتی تھی بجلی سی
کوندجاتی تھی اور سو گھوڑے بے عیب سبکرو نسیم ہر سے تیز رو چینی کہ زین زین مطلا مرصع بجواہر گران بہا سو تودہ
عنبر و ہزار نافہ مشک اذفر و سو رطل عجیب دو دو سو ہزار مثقال مشک اور چینی کے ظروف با نقشہائے عجیب و صد رنگ سے
غریب چیر سے نظر بند اوڑھنے پالے خیال نظارہ مین سبیل بٹے اور مصور تھا قلم بہت بھایا سکندر کے حضور مین گذرانا ملک اوسکو
بحال رکھا ہدیہ سکو زر و مال ہا تختہ زمین مشرق تا حدود چین زیر نگین ہوا اخراج حسب لیاقت سب سے مقرر کیا اور
تاریخ معجم مین یہ رقم ہے کہ جب مملکت فارس پر سکندر قابض ہوا گروہ سلاطین اور شاہزادہ عجم اور بیگناہ سکو
قید کرکے ارسطو کو نامہ لکھا کہ فتح الباب جہان اور ضبط زمین فارس و ایران محمود ہا اور خصوصاً اندیشہ
اور تمدن سیر سے اپنی بلا شرکت غیر مع الخیر ہوا فقط تائید پروردگار رفاقت ملک دوار یار تھے اہل صلاح و تقوی
کو صراط مستقیم جادہ قدیم پر ترغیب دی اور ارباب جہل پیشہ کی مصاحب تحریص کرکے تخریب کی
اور قانون رعیت نوازی مین بیکسون کی چارہ سازی مین عقل کا اقتدا کیا غیر سے مشورہ نلیا
ہمت و غیرت نے اجازت ندی کہ وہ کام جسمین بدنام ہون کرنے لگون لیکن شاہزادے جو قید مین

انکے معاملے مین عقل حیران ہے اور اس جمعیت کے مقدمے مین طبیعت پریشان ہے کہ اگر انکو رہا کرون
قید بند سے آزاد ہون سب بخلاف بنیاد سلطنت مین رخنے پڑین سو طرح کے شر برپا ہون فساد ہون تلافی و
تدارک مین طول عمل ہے سر دست بڑا خلل ہو جو قتل کرون تو دنیا مین خونخوار عقبی مین سود برد ہو حاکم روز شمار
شرمسار گنہگار بنون شمار ہون معلم اول نے آخر یہ جواب لکھا کہ بے ثبوت جرم و گناہ اتنے بندہ اللہ کا خون اصعب
تر ہون ہے اگر یہ عمل تجھسے سرزد ہوگا پروردگار ناراض زیادہ ہوگا تیرے خاندان کا بھی استیصال ہوگا خدا جانے
کیا حال ہوگا مصلحت یہ ہے کہ ہر شخص کو بعد ولایت کے انکے شہرونکی حکومت دے کہ وہ اپنے شغل مین مشغول رہین
ایک کو دوسرے کی خبر نہو جنگ و فساد مٹے شور و شر نہو سکندر نے حسب نصیحت حکیم ایک ایک کو جدا جدا ایران کے
شہرونکا وزیر بنا مورخان سازانکو ملوک طوائف لکھتے ہین اور تاریخ حکما کے ترجمے مین ہے کہ
سکندر کا گذر اطراف بلاد مین ایک قریے پر ہوا کہ رفعت و بلندی ہر ایک مکان کی صورت سقف و دالان کی
یکسان تھی در و دیوار نقش و نگار ایک طرزے کا نظر آیا اور سبکے دروازے پر قبر کا نشان پایا وہان
کوئی حاکم نہ شہر مین کوتوال نہ قاضی تھا ہر شخص خوش بشاش راضی تھا سکندر نے ان دونسے ملکر انکا ایک طور پر
بننا فرمانروا کا نہونا قبرونکا دروازہ پر نشان مفصل پوچھا وہ بولے مکانونکا پست بلند ہونا ترفع اور تفوق
کی دلیل ہے اس صفت سے ہم بری ہین ہمارے خیال مین یہ بات خوار و ذلیل ہے اور قبر دروازہ پر اسواسطے ہے
کہ اپنی روزانہ جیسے تم پڑا گور مین گیا ہر ساعت مرگ مد نظر رہے باز پرس کا خوف و خطر رہے دو دن کی زندگی
صرف لے تو آلی مین ہے تکبر و عجب و نخوت سے دور رہین یہ جگہ ایک دن بھرت چھٹ جائیگی یہانکے اسباب سے
غرور نہو کہ یہ حرکت موجب آفات عظیم ہے یہ نفس امارہ لئیم ہے پروردگار کی رحمت ہمسے دور نہو سب اوقات ہماری
سر اسر عدل و انصاف ہے حاکم کی حاجت نہین قاضی کی تکلیف ہمکو معاف ہے سکندر نے کہا اگر تمہارے
رہنیکو جگہ بہتر راحت افزا کہین ملے تو یہانسے وہان چلوگے یا نہین وہ بولے اگر ایسی جا ہو جہان غیر ممکن گذر قضا
اور قرب منبع الوبئی کی سیر ہو موتسے مفر ہو سکندر کہنے لگا اگر یہ مقدور بشر ہوتا تو حاجت و اجیسے کون
زیادہ تر ہوتا وہ بولے اگر بادشاہ بھی اس کام مین ہماری طرح عاجز ہے تو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑدے
کہ حسب خیال و ظن ازلی نظارہ صد گلشن ہے لکھا ہے کہ اثنائے جہان گردی مین ذوالقرنین ایک شہر مین وارد ہوا کہ

سات بادشاہ بطنا بعد بطن و نسلاً بعد نسل وہان سلطنت کر چکے تھے اوسنے رؤسائے شہر سے پوچھا کہ کوئی شخص انکی نسل سے باقی ہے اونھون نے عرض کی کہ ایک جوان فلانے گورستان مین مقیم ہے نام کا بادشاہ ہے امور سلطنت سے اوسکو انکار ہے سکندر با مخصوصان چند اوس جوان ارجمند کے پاس گیا ملاقات ہوئی دم تقریر ابواب فرمانروائی کی نفرت اور وجہ رغبت کی اوس جائے پر وحشت سے پوچھی اور دوستانہ پند مشفقانہ کیا بادشاہی کی ترغیب دی اوسنے جواب دیا کہ اے شاہنشاہ دنیا و دین ایک کام مین مشغول ہون جبتک اوس سے فراغت نہو گی کفالت کار انام حکومت خاص عام پر متوجہ طبیعت نہو گی ذوالقرنین نے کہا وہ کونسا مشکل امر ہے اظہار اوسکا فرو رہے ہلاک زادے نے کہا یہ تباہی دنیائے دون نیرنگ چرخ سفلہ پرور شعبدہ بازی سپہر بوقلمون جو نظر ہوئی چتر شاہی سریر فرمانروائی سے طبیعت متنفر ہوئی خلق سے جدا گورستان مین مکان بناکے بیٹھ رہا ہرا فرا ملتا ہے کہ یہ جائے بازگشت شاہ و گدا ہے اور قصد یہ کیا ہے کہ عظام ملوک عظام اور ہڈیان بندہائے محتاج ناکام کی جو ملگئی ہین اونکو جدا کرون ہر چند جو جانچ فرق ہین اور تفاوت نظر نہین آتا ہے فقیر و حور کا کھا گے اسی اولٹ پھیر مین دن گنواتا ہے وَلَقَدْ نَظَرْتُ اِلَی الْقُبُوْرِ فِیْ مَا تُمَیِّزُتُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی اس شغل مین عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہے لیکن معلوم نہین ہوتا ہے کون آقا کون غلام ہے اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج مفلوک ہے کہ یہ بادشاہ تھا اوسکا زیب کم سن تھا جوان تھا امیر تھے سکندر نے کہا یہ وہ مہم ہے جسکا علم منحصر بذات بارئی ہے سارے جہاں کی عقل عاری ہے اگر ہمت مردانہ سے میرے کہنے پر عمل کر تیرا مرتبہ تیرے باپ دادا سے زیادہ ہو جائیگا ملک وسیع روپیہ بہت ہاتھ آئیگا ملک زادے نے جواب دیا کہ حوصلہ میرا نہایت بلند ہے اور ہمت میری اسکی خواہشمند ہے کہ مدے ونغمہ ہرگز نہ زندگانی دے خوف پیری تو جوانی ہاتھ آئے اور مرض سے رنج و غم اور طبیعت کبھی جس سے نہ سیر ہو وہ نعم اور صحت سے آزار ہو ایک طرح پر بسر لیل و نہار ہو ذوالقرنین نے کہا یہ مطلب مجھسے نہیگا شاہزادہ بولا تو پھر اوسی سے کیون نہ مانگون جس سے پاؤن دوسرے کے روبرو کیون ہاتھ پھیلاؤن سکندر ہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت روائے فرمانروایان کہ اے خالق لیل و نہار بصدقہ سید ابرار احمد مختار و بطفیل آئمہ اطہار میرے سلطان نوجوان کو یہ

عطا کر ہفت اقلیم زیر نگین ہو ذوالقرنین کیطرح آرام و چین سے فرمانروائی کرے زمین ہو نقل ایک روز سکندر سے مشیر امیر وزیر عرض پیرا ہوئے کہ عنایت کردگار داور دادار سے ربع مسکون ہفت اقلیم زیر نگین ہے الا وارث تخت و تاج یعنے فرزند نہیں ہے جو نژاد پری پیکرون کیطرف کثرت سے اگر میلان ہو تو ملک اور مال بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فوراً جوابدیا کہ سخت نا مناسب کی چاہیے اوس سے احمق زیادہ دنیا مین کون ہے جو شخص ہر معرکہ مردان نبرد آزما شیران دشت غا پر غالب ہو وہ لونڈی سے انکے عورتونکا مغلوب ہو زن مریدون مین محسوب ہو نقل ایک شخص بحال خستہ با لباس کہنہ و دریدہ بر سر کلاہ بحضور سکندر آیا مگر اپنا مطلب خوش بیانی اور تقریر رنگین مین فصیحون کے طرز پر سب بیان کیا بادشاہ نے جواب باصواب ارشاد کر کے فرمایا جیسا تونے مافی الضمیر کلمات دلپذیر سے ادا کیا اگر ظاہر بھی لباس زرنگار سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہے اوس نے بے تامل عرض کیا کہ حسن تقریر مین مجکو دسترس ہے اور تقدیر نے لیکن آراستگی پوشاک کیواسطے بادشاہ بس ہے یہ کلمہ ذوالقرنین کو پسند آیا اوسیدم خلعت بیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا نقل زیتون نام شاعر تھا اوس نے سکندر سے دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تھوڑا زیادہ ہے شاعر نے کہا اگرچہ یہ میری منزلت سے تھوڑا زیادہ ہے کیا غم ہے کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہے فوراً مرحمت کیے نقل کسی حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مداومت چاہیے جواب دیا کہ مہم رعیت کی فکر مین رات کو سو چین جانا دنکو اوسکا بجا لانا نقل سکندر سے پوچھا کہ تجکو سب کچھ قدرت ہے لیکن وہ کونسی بات ہے جسمین طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہے جواب دیا مرتبہ بڑھانا اوس انسان کا جسنے مجپر احسان کیا نقل ذوالقرنین سے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہے کہ اوستاد کا مرتبہ تیرے نزدیک باپ سے زیادہ ہے جواب دیا کہ اوستاد سبب ہے حیات جاودانی کا اور باپ باعث زندگانی فانی کا باپ مجکو آسمان سے برتے زمین لایا ارسطو نے فلک چارمین پر مثل خورشید چمکایا پدر وسیلہ نطفہ منجمد ذریعہ علاقہ منعقد ہوتا ہے کہ اوسکے حساب سے رحم مادر مین آیا کچھ دن بے نقش طرازی خامہ قدرت کارربے مدد نقاش صورت نگار بقدرت پروردگار صور مختلفہ اشکال جداگانہ کا زمانہ رہا وہاں سے دشت وجود مین

موجود ہوا جسدم مقرری دم نکلنے کے سمجھو مرچکے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی ثمرۂ زندگانی ہے حکما عین الحیوٰۃ نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو جانتے ہین اور اندہیر ظلمات جہل کو گردانتے ہین پس جو نفس کہ تیرگی سے جہل کی عین الحیوٰۃ حکمت کی روشنی مین گذرا اور قلق جہل اور حمق سے تسکین ملی وہی ثانی زیست جاودانی ہے وگرنہ کلبہ خراب آباد فانی ہے سکندر کا قول صاحب جود و کرم ہمیشہ محترم اور مکرم رہتا ہے اگرچہ باسباب ظاہر فقیر ہو اور بخل کا بانی قارون کا ثانی خداوند خست قابل لعنت ہمیشہ ذلیل و خوار بے اعتبار رہتا ہے گو امیر کبیر ہو قول سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہے کہنا اور نکرنا اور کیا حسن اور عزت ہے کرنا اور نکہنا چاہیے نقل نجومیون نے سکندر کا طالع اور حال دیکھکے حکم لکھا تھا کہ جب زمانہ قضا قریب ہوگا موت کا وقت آئیگا تو لوہیکی زمین اور آسمان زرین ہو جائیگا جسدم ذوالقرنین نے ملک ستانی اور سیر آفاقی سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا قومس کی نواح مین جب آیا دفعۃً دماغ سے خون جاری ہوا یہانتک کہ عاری ہوا فرش او سوقت نہ آیا تھا بضرورت کسی امیر نے اپنا جوشن بچھا دیا اور دھوپ کے بچانے کو سپر زرین چھتری کے عوض سر پر لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنین اور آسمان زرین نجومیونکی مراد اس سے تھی افسوس دشت غربت عالم تنہائی مین قضا آئی اور فراق دیدہ ہماری صورت دیکھنے نہ پائے

افسوس کہ نامہ جوانی طے شد
وین تازہ بہار زندگانی دے شد
آن مرغ طرب کہ آشیانش دل بود
خود ہیچ ندانم کہ کے آمد کے شد

اور سیدم دبیر خوش تحریر کو بلایا یا تا تو نامہ لکھوایا کہ یہ نامہ سکندر اسکندر پسر بندہ داور کا ہے جسنے مدت قلیل اور تھوڑے عرصے مین مدتہائے دراز اہل زمین سے بجبر رفاقت کی اور قرنہائے دیر بار زمانہائے دراز تک اہل آخرت کی صحبت ہوگی اوس مان کیطرف جسکی ملازمت اور صحبت میسر نہوئی لیکن جو خدا چاہیگا تو عالم نور دار سرور مین زیارت ہوگی اور یہ نامہ بہت طول کا ہے مختصر لکھا القصہ جب بادشاہ عالیجاہ نے داعی حق کو لبیک اجابت کی صدا دی دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حسب وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون کو تابوت زرین مین رکھا امیر وزیر علما اور حکما ادشاہ کے محفل عظیم مین لائے رئیس قوم سرور مجلس کھڑا ہوا سب سے مخاطب ہوکے یون کہنے لگا کہ اے گروہ انام مین خاص و عام سے کہتا ہون کہ جسکا ورود اس بادشاہ پر تمنا ہو اسے برین دگر تعجب کی ہو تین معاملات

دنیا سے پیدا ہوا ہے از زمین یعنے اگر بادشاہ کو رویا چاہیے تو اسپر روسے دگر نیرنگی جہان بے ثبات
سے عبرت کیا چاہیے تو اس سے ہوش کہوسے پہر حکیموں سے کہا چند کلمے جسمین تنبیہ
خواص اور نصیحت عام ہو اختصار کرکے بیان کرو پہلے ارسطو کا شاگرد اوٹھا سبہات دونون ہاتہ
سکندر کے حسب وصیت جو تابوت سے باہر رکہے تہے کہ تمام عالم سمجھے اور جانے کہ باوجود سلطنت
ہفت اقلیم اور خزانہ بیحساب کے یہ صاحب زر و سیم دنیا سے خالی ہاتہ جاتا ہے دو گز کفن جسمے چلا ہے یا ور دونکا
دنیا ہے اون ہاتہونکو اوٹھا ئے ذوالقرنین کے سر پر رکھا پہر کہا اے سخن سنج شیرین زبان باریک بین نکتہ دان
خوش بیان وہ کونسی چیز تہی جسنے تجکو گونگا کر دیا کہ بول نہین سکتا لب کہول نہین سکتا باوجود وسعت
میدان علم و نصیحت صحرائے حکمت صید غافل کسطرح تجسا عاقل دام تنگ تابوت مین گرفتار ہے نہ ہمدم ہے
نہ دم ہے نہ شمشیر ہے نہ ارکان سلطنت نہ وزیر ہے کہ پہرا نا چاہے دوسرا بولا کل سکندر سیم و زر نظر سے
چھپاتا تہا آج چرخ اخضر لبساں سیم و زر خلق کی آنکہ سے اوسکو زمین میں چھپاتا ہے تیسرے نے کہا
کل یہ بات کرنے پر قادر تہا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدور نہ تہا آج اونکو کلام کا اختیار ہے
یہ سن نہین سکتا کان بہرا ہے چوتہا بولا یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہے جو شرق سے تا غرب لپیٹے زمین پر
بیٹہا تہا آج دو گز زمین اسپر احاطہ کرے گی فشار دیگی پانچوان یہ بیان کرنے لگا کہ یہ وہ اسکندر ہے
جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کار کافہ انام بذات خاص بے شرکت غیر کرتا تہا آج اپنی ہمم کے
سرانجام میں اہتمام مین عاجز ہے فسبحان الذی کل شیٔ ہالک الا وجہہ تقریر سے جب فرصت پائی لاش
اسکندریہ کو روانہ کی اہل شہر نے باحشم و جلال استقبال کیا جنازہ دیکہکے خلق کو حسرت ہوئی برودکے
برا حال کیا جسدم سکندر کی مان نے تابوت دیکہا الصد نالہ و آہ یہ کہا کہ اے قرۃ العین فرزند ذوالقرنین میرے
جی سکے چین سخت تعجب ہے کہ علم جسکا تا سما اور حکمت تا سمک پہونچے ربع مسکون کو وہ دیا ہون تحت حکومت
آئے جانکے ملوک مملوک ہون خفتگان خاک کی نیند خوف سے اوچٹ جاسئے وہ ایسا سوتے کہ
اوٹہ نسکے اور اسطرح چپ ہو گویا گویا نتہا القصہ امیر وزیر حکیم ندیم روبرو آئے پند و نصیحت کے بعد رسم
تعزیت بجالائے سب نے با دل خاک زیر خاک سونپا اسکے بعد بحکم حسب دستور دستر خوان بچہا خاصہ چنا

وصیت کے مطابق مملکت کی عورتین اور لڑکے نامدار رئیسان ذی اقتدار کی حاضر ہوئین دسترخوان کے گرد
بیٹھین حکم ہوا پہلے وہ ہاتھ بڑھائے جسنے حزن ملال ماتم کی مصیبت اور تعزیت کی کیفیت نہ دیکھی ہو
سبنے ہاتھ کھینچ لیا ایک دوسرے کی منتظر ہوئی اوس مجمع مین ایسا کوئی نہ نکلا کہ وہ درد مرگ و حزن دودمانے جسکے
نہ اوٹھا ہو سکندر کی ماں سمجھی کہ بیٹے نے ختام میری تسکین کو یہ آئین نکالا تھا مطلب اس حرکت سے یہ تھا
کہ اوس مصیبت مین جزع فزع نکرے کہ جسمین شریک ہزار در ہزار اور حریف بے شمار ہون کہ البلیۃ اذا عمت
طابت اضطراب اور بیقراری سرد ہم کی کم کی یہ کہا کہ دوام بے انتہا و بقائے بے انقراض ملک بیزوال
حیات لم یزل ولایزال خالق ذوالمجد والجلال کو پیدا کرنے والا جزو کل کا ہے اوسکو زیبا ہے دوسرے کو یہ امر ہوگا
منوا ہے وہو الحی الذی لایفنی ولایموت انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ سکندر کی موت
ماں باپ سے نرالی تھی پیدا تھی ایک آنکھ سیاہ دوسری ازرق تھی ایک سے آسمانکو دیکھتا دوسری زمین کیطرف
متوجہ رہتی تھی اور کلہ اوس تاجر بنیان سلطنت کا شیر سے مشابہ تھا اوس برس کے سن مین سلطنت ہاتھ آئی
سترہ سال حکمرانی جہانبانی کی نو برس مقابلے اور مقاتلے مین اوقات کٹی آٹھ برس اطمینان بادشاہت کی داد دی
بائیس مملکت عظیم الشان شرق و غرب جنوب اور شمال سے تحت حکومت مین اور تیرہ بادشاہ شوکت ذی جاہ دست بستہ
سفر اور حضر مین حاضر رہے اور اکثر ربع مسکون کی سیر دو برس مین مع الخیر ہوئی تھی ایک ہم خیال کے ہوش کھوتی تھی
اگر سمند خوشخرام خامہ میدان صفت مین جولان ہوگا مدام اول تمہا اگر لکھا جائے تنگا لکھے بار کے تین لاکھ تیس ہزار مرد
جرار سے تمام عالم اور ربع زمین زیر نگین کر کے آخر الامر ناکام ملک و مال خزانہ فوج اور لوگون کیواسطے چھوڑ کے
اس دنیا سے دو گز کفن وہ زیب انجمن ہمراہ لے گیا ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور ذوالقرنین
جو لقب ہوا اسکی کئی وجہین لکھین ہین بعضے لکھتے ہین ساٹھ برس سلطنت کی دو قرن ہوے اور بعضونکا قول ہے
کان بڑے تھے اور بہت کچھ لکھا ہے طول بیجا ہے اسی واسطے خامہ مختصر رقم اسی جگہ تھم گیا و
الحمد للہ شکر کی جا ہے کہ حسب ارشاد ہدایت بنیاد سلطان باوقار شاہنشاہ ہفت کشور زبدہ اردو جنکے عرصے مین تیار ہوا

گر پسند افتد زہے عز و شرف

ارے گرہ آرائے بزم سخندانی صدر نشین بزم معانی کو اگر قبول ہو تو محرر کی آبرو بڑھے تمنائے دلی حصول ہو تمام شد

الحمد للہ کا شکر ہے کہ یہ کتاب مطبع ناصری لکھنؤ ماہ دسمبر ۱۸۸۶ء مین
بار اول طبع ہوئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد حمد و نعت این فرهنگیست برای دانستن نامهای پادشاهان و مبارزان وغیره که در سر سلطانی آمده از کتب لغت تا مقدور بصحت نوشته

بحروف مفرد اشاره باخذش رفت ق قاموس ب برهان س سراج اللغات م موید الفضلا ف فرهنگ شاهنامه غ غیاث اللغات

الالف ابتین بر وزن عابدین نام پدر فریدون و بسکون ثالث هم گفته اند و بتقدیم فوقانی بر موحده نیز آمده ب

آذربایجان نام آتشکده و شهر تبریز

آذر مهرابه نام آتشکده سوم از جمله هفت آتشکده فارسیان ب

اردشیر بابکان نام پسر ساسان بن بهمن که اول ساسانیان بود ب

آرش بفتح ثالث و سکون شین نقطه دار نام پهلوانی ایرانی از لشکر منوچهر بی نظیر در صنعت تیراندازی چنانچه تیری از آمل بمرو انداخته که چهل فرسنگ راه است و نام پسر دوم کیقباد هم ست که او را کی آرش میگفتند ب

آزادسرو نام شخصیکه فردوسی قصه کشته شدن رستم بگفته او نوشته

آزر نام پدر ابراهیم علیه السلام و گویند که نام عم آنجناب ست ب

ابو علی نام حکیم مشهور

ارش بفتحتین و سکون معجمه نام شهری از ولایت شیروان ب

ارمین بر وزن پروین نام پسر چهارم کیقباد است که برادر کوچک کاوس باشد ب

اردبیله بکسر اول نام شهر معروف که آتش نه در خشش آبی ست ب

ارنواز بر وزن سرفراز نام خواهر جمشید ب

...... نام قلعه ایست از ولایت استر آباد که

اخشیدروس نام سکندر یونانی

اورسین بالکسر نام پیغمبر مشهور که در بهشت ست ب

ارجاسپ بر وزن طهماسپ نام نبیره افراسیاب ب

اردوان بر وزن پهلوان نام پادشاهی از نسل گشتاسپ و نام لاتی هم ب

ارژنگ نام دیوی که در مازندران با رستم جنگید و رستم

اوراکشت و نام پسر زره و او یکی از پهلوانان توران بود و طوس او را القبض آورد ب

ارس بفتحتین و مهملتین نام رودخانه مشهور که از کنار تفلیس و مابین آذربایجان و آران میگذرد ب

ارسطاطالیس بفتحتین و مهملات و الف کشیده و کسر لام و تحتانی نام معلم اول ب

ارسطو بضم رابع و سکون واو ارسطاطالیس ب

اصفهان نام شهر مشهور

اغریرث بکسر اول و ثالث و تحتانی رسیده و در آخر ثای مثلثه مفتوح و شین مثلثه زده نام برادر افراسیاب که بجهت موافقت ایرانیان بر دست برادر کشته شد ب

افراسیاب نام پادشاه ترکستان ب

افلاطون نام حکیم مشهور و استاد ارسطو ب

بکمانت نام اشتہاردار و بالکسر نام قریہ از سمرقند ب

اسفندیار نام پسر گشتاسپ ب

اسکندریہ نام شہریست بنا کردۂ سکندر در کنار دریا بسر حد فرنگ ب

اشکبوس بفتح اول و ثالث موحدہ بواو رسیدہ و سین بے نقطہ
زدہ نام مبارزے کشانی کہ بمدد افراسیاب آمدہ بود و افراسیاب
او را باسپہ پیران بمدد فرستادہ و رستم پیادہ بمیدان آمدہ
بیک تیر ششش بقتل آورد ب

اشموئیل نام پیغمبرے از اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام

اصطخر بروزن و معنی استخر کہ قلعۂ فارس باشد ب

ایران بروزن پیران نام ہوشنگ پسر سیامک باشد و ولایت عراق و فارس و
خراسان و آذربائجان و اہواز و طبرستان اکثر حدود شام ب

الوا بروزن حلوا نام نیزہ دار رستم ب

الیاس بروزن اجلاس نام پیغمبر مشہور و نام بادشاہ
بحر خزر کہ دریائے گیلان باشد ب

اندلس بضم اول و ثالث و لام و سکون ثانی و سین
بے نقطہ نام شہریست در حدود مغرب ب

اولاد بروزن فولاد نام دیوے از مازندران ب

اہرن بروزن بہمن نام داماد قیصر روم ب

اہواز بروزن شہباز نام شہرے از ولایت خوزستان
و نام ولایتے باشد ب

ایرج بکسر اول و یائے مجہول و فتح مہملہ و جیم زدہ نام پسر فریدون ب

اکوان بالفتح نام دیوے کہ رستم را بدریا انداخت آخر بدست رستم کشتہ شد ب

الباء التازی بابکان بفتح موحدہ دوم و کاف عربی
منسوب بہ بابک کہ نام جد مادری آردشیر بن ساسان ست چون
آردشیر از وے پرورش یافتہ بود بدو منسوب شد و گویند
بابک نام شخصے کہ ساسان را بشارت تولد آردشیر دادہ ب

بخت نصر بالضم و فتح نون تشدید صاد مہملہ نام بادشاہے کافر
بربر نام ولایتے در مغرب کہ مردم آنجا سبز چہرہ باشند

بشوتن بکسر اول بروزن فرزون نام برادر اسفندیار ب

بقراط نام حکیم معروف

بلغار بروزن گلنار نام شہرے نزدیک ظلمات کہ نیز نام ولایتے ب

بہمن نام آردشیر پسر اسفندیار ب

بابل بروزن قابل نام شہرے مشہور در وسط عراق ب

باربد نام مطرب خسرو پرویز ب

بارمان بروزن آرمان نام یکے از پہلوانان توران ب

بازور بروزن کافور نام جادوگرے از توران کہ لشکر ایران را
شکست داد و آخر بدست رہام بن گودرز کشتہ شد

برزو بروزن بیژن بالضم اول و سکون ثانی و زائے نقطہ دار
بواو رسیدہ و فتح تحتانی نام مبارزے تورانی کہ بظاہر بحقیقت آن

بلخ بالفتح نام شہرے مشہور از خراسان ب

بہزاد نام اسپ سیاوش و نام شاہی نام نقاشے و نام اسفندیار بن گشتاسپ ب

بیژن بکسر نام پسر گیو بن گودرز ....

سپید رفش نام پہلوانے از لشکر ارجاسپ پ

الباء الفارسی پشنگ بر وزن پلنگ

نام پدر افراسیاب پسر او کہ شیدہ میگفتند پشن و

نام میدانے از ایران و نام پدر منوچہر شاہ پ

پولاد نام پہلوانے ایرانے و نام دیوے مازندرانے کہ

او را پولاد غندی میگفتہ اند پ

پیران بر وزن ایران نام پہلوانے مشہور از توران لشکر

افراسیاب و پدر او ویسہ نام داشت پ

پیشداد اول پیشدادیان را گویند کہ ہوشنگ باشد پ

پیلسم بفتح نام برادر پیران ویسہ بدست رستم کشتہ شد پ

التاء الفوقانیة

تباک بالفتح نام مرے م

ترشید نام شہرے ق

تور بالضم پسر بزرگ فریدون کہ تورج باشد و ولایت توران را نیز گویند پ

توران نام ولایتے آنطرف آموئے ماوراء النہر پ

توران دخت نام دختر خسرو پرویز کہ یکسال جایگاہ بادشاہی کرد پ

تہمتن بر وزن تلمن از القاب رستم یعنی بمعنے

آن ہے ہمتان تن پ

تہمینہ نام دختر شاہ سمنگان مادر سہراب پ

الجیم التازی جاماسپ نام حکیمے پ

جانوسپار بر وزن تا نہ نام شخصے ہمدانی

ملازم دارا کہ آقائے خود را در جنگ سکندر بقتل رسانیدہ پ

جشن سدہ بفتح سین و دال مہملتین جشنے ست

کہ فارسیان در روز دہم بہمن ماہ کنند پ

جمشید بالفتح نام بادشاہے معروف پ

الجیم الفارسی چنگش بکسر اول و کاف فارسی

و جیم در آخر نام میدانے توران کہ بیاری افراسیاب

آمدہ بود و رستم او را بقتل رسانید پ

چہر زاد نام دختر بہمن مادر دارا و نام دختر اسفندیار پ

چین نام شہرے مشہور

الحاء المہملة حجاز نام ولایتے مشہور در عرب پ

حزقیل بالکسر نام پیغمبرے

الخاء المعجمة خرداد بر وزن شداد نام

بادشاہے دیگر از پہلوانان ایران پ

خزر بفتحتین و زای نقطہ دار زدہ نام شہرے پ

خزروان بر وزن عمران بکسر ثانی نام پہلوانے از توران پ

خسرو بالضم و فتح ثالث نام بادشاہ کیان پ

الدال المہملة دارا نام بادشاہے کہ داراب اکبر

باشد و او را داراب نیز گویند و دارا اصغر پسر است

داراب دارائے اکبر را گویند و نام دختر زادہ بہمن ہم پ

دانیال نام پیغمبرے پ

درفش کاویانی بکسر اول و فتح ثانی و سکون

قاد شین فرشت نام علم فسد یزدان ب
دستان بالفتح نام زال پدر رستم ب
الذال المعجمہ ذمیقراطیس نام حکیمے یونانی
الراء المہملہ رخش اسپ رستم و مطلق اسپ ب
رستم پہلوان مشہور پسر زال
رشنواد بفتح اول و سوم نسبدل ابجد زدہ در آخر نام
یکے از نوکران ہمائے دختر بہمن ب
رودابہ بروزن نوشابہ نام دختر مہراب کابلی کہ زال
او را خواست و رستم ازو تولد شد ب
روشنک بضم اول و فتح شین و نون نام دختر دارا کہ سکندر
او را بموجب وصیت دارا بنکاح خود آورد ب
روم ملکے مشہور محدود شام ب
روئین دژ نام قلعہ از ولایت توران کہ ارجاسپ آنجا بود ب
رہام بروزن غلام نام پسر گودرز ب
رے نام شہریست از عراق و نام بادشاہزادہ ہم ب
ریونیز بروزن بیش خیز نام پسر کیکاؤس داماد طوس ب
الزاء المعجمہ زابلستان زابل بروزن
کابل نام ولایت سیستان ب
زال نام پدر رستم ب
زردشت بالفتح و ضم دال ابجد نام شخصیکہ
دین آتش پرستی بہم رسانید ب
زریر بروزن حریر نام برادر گشتاسپ ب
زو بالفتح نام پسر طہماسپ کہ در ایران پنجسال بادشاہی کرد ب
زوارہ بروزن ہزارہ نام برادر رستم و نام قصبہ مشرق نواح کاشان ہم ب
زیتون نام شہرے در چین و قریہ در صعید ق

السین المہملہ

ساری بروزن جاری نام شہرے از مازندران نزدیک آمل ب
ساسان نام پسر بہمن بن اسفندیار از ہمائے ب
سام نام پسر نوح و نیز نام پدر زال کہ جد رستم باشد ب
سپند بکسر اول نام کوہے ب
سرخہ بضم اول و فتح خاء نقطہ دار نام پسر افراسیاب کہ فرامرز او را زندہ گرفت
و رستم بکین سیاوش بکشت و نام مواضعی از مضافات سمنان ب
سکندر نام بادشاہ معروف از روم ب
سلم بالفتح نام پسر بزرگ فریدون ب
سمنگان بفتح اول و کاف فارسی نام شہرے در راہ خوارزم
در ین زمان آنرا امیر مرگویند ب
سنجاب بالکسر نام ولایتے کہ کاموس کشانی ضابط آن بود ب
سندل نام شہرے از سند ق
سودابہ سوداوہ بروزن خونابہ بالفتح و ضم گفتہ اند
نام دختر شاہ ہاماوران کہ زن کیکاؤس بود ب
سہراب بالضم نام پسر رستم از دختر شاہ سمنگان کہ رستم او را نادانستہ کشت ب
سیامک بکسر اول و فتح میم نام پسر کیومرث و نام یکے از پہلوانان توران

کردر جنگ دوازده رخ بدست گرازه ایرانی کشته شد ب
سیاوخش بالکسر اول و فتح واو و سکون خای معجمه و بعده آخر شد
سیاوش بر وزن باگوش نام پسر کیکاوس ب
سیستان ولایت نیمروز ب
سیمرغ پرنده که پرورش زال کرده گویند نام حکیمی که زال ازو کسب کمال کرده

الشین المعجمه شاپور با سوم فارسی نام پادشاهان چند و نام
پهلوانے از آل فریدون که پیش نستور نام است که در جنگ افراسیاب
کشته شد و نام خدمتگار کیخسرو ب هم
شاپور ذوالاکتاف نام پادشاهی از آل اشک بن یافث
که ذکریا در عهد او شهید شد و ذوالاکتاف ازان میگفتند که هر کرا
از اعراب میگرفت شانهاے او را بر آورده رها میکرد ب
شعیب نام پیغمبرے علیه السلام
شغاد بر وزن سواد نام برادر رستم که رستم را مع رخش
در چاه انداخت و خود هم بدست او کشته شد ب
شماساس بفتح اول و ثانی نام مبارز تورانی که بر دست
قارن کشته شد و نام پهلوانے ایرانی در لشکر سیاوش ب
شمیکل بالفتح و ضم سوم نام پادشاه هند که بمدد افراسیاب آمده بود ب
شهرزور نام شهرے بنا کرده خسرو پرویز ب
شهرناز بنون معجمه و بعد آخر نام خواهر جمشید که با خواهر دیگرش در نکاح ضحاک بود ب
شیداسپ نام پسر طهمورث و شیدسپ نام پسر گشتاسپ ت
شیده بالکسر و یای مجهول و فتح دال نام پسر افراسیاب و نام

یکے از شاگردان سنمار گویند نام حکیمے ب

الضاد المعجمه ضحاک معرب اژدهاک نام پادشاه
ظالم که بر دو کتفش او مار پیدا شده بود که مغز مردم غذاے
آن می شد بر دست فریدون کشته شد ب

الطاء المهمله

طوس بالضم نام پسر نوذر ت
طهمس بفتحتین و ضم میم نام قریه در مصر ق
طهماسپ نام یکے از پادشاهان ایران ب
طهمورث نام پادشاهے از نبیرهاے هوشنگ ب

الغین المعجمه

غور بالضم و ثانی معروف نام ولایتے معروف نزدیک قندهار ب

الفاء فرات بالضم نام رودی نزدیک کوفه ع
فرامرز بفتح اول و میم نام پسر رستم ب
فرانک با نون بر وزن تبارک نام مادر فریدون ب
فرعون لقب پادشاه مصر
فرنگیس بفتحتین و سکون نون و کاف فارسی و تحتانی کشیده و آخر مهمله نام
دختر افراسیاب و در عقد سیاوش بود و کیخسرو پسر او است ب
فرود بفتح اول و ثالث مجهول نام پسر سیاوش ب
فرهاد نام کیکاوس شاه ایران و نام پسر گودرز و نام پسر برزین هم
فریبرز بفتح اول و ضم سوم و سکون ها و آخر معجمه نام پسر کیکاوس که
در جنگ دوازده رخ کلباد پسر ویسه را بقتل آورد و نام نبیرے هم ب

فریدون بفتح و کسر اول نام پادشاهی مشهور که ضحاک را در بند کرد ب

فلاطون همان افلاطون که گذشت

فیلقوس بفتح اول و ثالث نام پادشاه روم گویند پدر اسکندر بود ب

القاف

قابوس بر وزن ناموس نام حکیمی و پادشاه استرآباد ب

قابیل نام یکے از اولاد آدم عم که هابیل برادر خود را کشت

قادسیه قریه ایست قریب کوفه ق

قارن بروزن آهن نام پهلوانی در زمان رستم ب

قباد بروزن مراد نام پدر نوشیروان ب

قراخان نام پادشاه هند معاصر سکندر رومی و نام یکے از مبارزان افراسیاب ب

قومس بالضم و بفتح میم نام جائیست میان خراسان و بلاد جبل [illegible] ق

قیدافه بفتح دال مهمله و فتح فا نام زنی که حاکم بردع و اندلس ب

قیصر بروزن حیدر بزبان رومی فرزندی که مادرش پیش از زادن بمیرد پس شکم او شگافته او را بیرون آرند و چون اول پادشاهان قیاصره را همچنین بوجود آمده بدین اسم موسوم گشت ب

الکاف التازی

کابلستان نام شهریست مشهور

کاکو نام پهلوانی از نبیره دختر سلم بن فریدون

کاموس بثالث مجهول نام مبارزیست کشانی و خویش خاقان چین بود ب

کاوس بر وزن ناموس نام یکے از پادشاهان کیان باشد و بعضے

نمرود را گویند و جمعی فرعون را والله اعلم ب

کاوه بفتح واو نام آهنگری که مشهور که فریدون پیدا کرد ب

کتایون بروزن فلاطون نام مردی و نام زنی بوده و در فرهنگ جهانگیری و غیره نام دختر قیصر روم نوشته است ب

کرکسار بکاف فارسی بر وزن شرمسار نام [illegible] و نام پهلوانی هم ب

کشواد بروزن فرهاد نام پهلوان ب

کلات بروزن حیات نام شهریست از ترکستان ب

کندرو بروزن گفتگو نام وزیر ضحاک بوده ب

کهرم بروزن رستم نام مبارزی ب

کید بروزن عید نام پادشاه قنوج معاصر اسکندر

کیخسرو نام پادشاهی مشهور ب

کیقباد نام پادشاهی مشهور ایران در اکثر پادشاهی بزرگتر بود ب

کیکاوس بروزن فیلقوس نام یکے از پادشاهان پسر کیقباد است ب

کیومرث بفتح اول و میم و سکون یای تحتانی و ثای مثلثه اول کسیست که از فرزندان آدم علیه السلام پادشاه بوده است ب

الکاف الفارسی

گردآفرید نام دختر گژدهم که با سهراب جنگ کرده گریخت ق

گژدهم بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و میم برادر اعیانی اسفندیار ب

گرسیوز بروزن [illegible] برادر افراسیاب ب

گرشاسب بالفتح بروزن [illegible] نام پدر [illegible] پادشاه

گُرگین بضم اول بوزن خرچین نام پہلوانے ایرانی ب
گستہم بضم اول و فتح ہا بروزن محترم نام پسر نوذر بن منوچہر
و نام پسر گژدہم نیز ہست ب
گشتاسپ بضم اول بروزن لہراسپ نام پادشاہیست
معروف و او پدر اسفندیار روئین تن بود ب
گل شہر بضم اول بوزن پر زہر نام زن پیران ویسہ است ت
گنگ دژ بکسر دال ابجد و سکون زاے فارسی نام قلعہ ایست کہ
ضحاک در شہر بابل ساختہ بود و نام موضعیست در حدود
مشرق کہ بقیۃ الارض مشہور ست ب
گودرز بضم اول و فتح سوم پسر کشواد کہ پدر گیو بود ب
گیلان نام شہریست مشہور ف
گیو بر وزن دیو پسر گودرز ب
لاہور لاد بر وزن شاد نام شہر کہ در زمان قدیم
بجاے دال ابجد راے قرشت بودہ است ب
لہراسپ بدر گشتاسپ نام یکے از پادشاہان ایرانست ب
مازندران ملک طبرستان باشد و مخفف آن مازندر
بر وزن غارتگر ہم مستعمل ست ب
مامون رشید نام پادشاہے ست
مانوچہر صاحب برہان می فرماید کہ چون یکے از مستورات
حرم ایرج بمنوچہر حاملہ شد گریختہ پناہ بکوہ مانوش برد و
چون منوچہر ازان کوہ متولد شدہ بود او را مانوش چہر
نام کرد اشتہے ظاہرا مانوچہر مخفف آن باشد
مانوشان بروزن خاموشان نام کوہیست کہ منوچہر
دران متولد شد و آنرا مانوش ہم میگویند ب
ماہ آفرید نام کنیزک ایرج بود بعد از کشتہ شدن ایرج حاملہ شدہ بود
بعد ازان دخترے آوردہ تور نام کردند و منوچہر ازان دختر پسید ب
ماہیار نام کشندۂ دارا ت
محمود نام پادشاہ غزنین
مدینہ شہر مشہور ب
مرداس نام پدر ضحاک کہ بحیلہ ضحاک کشتہ شد ف
مصر بکسر اول و سکون ثانی و راے قرشت بلغت عربی بمعنے
شہرست عموما و شہرے کہ معروف و مشہورست خصوصا ب
منوچہر مخفف مانوش چہر ست ب
منیژہ بتحتانی مجہول و زاے فارسی بوزن معنی و بمیم نام دختر افراسیاب ب
مہراب بر وزن محراب نام پادشاہ کابل ب
مہراج بروزن معراج نام یکے از پادشاہان ہندوستانست
و ہندوان آنرا مہاراج خوانند ب
مہران بکسر اول بروزن طہران نام رودخانہ ایست عظیم
و نام مردیست صاحب فضائل و نام پادشاہے ہم بودہ ب
میرین بکسر اول و فتح راے قرشت نام داماد قیصر روم ہست ب
میلاد نام سردارے از لشکر کیکاؤس ب

الّنون

ناهید بها بوزن جاوید نام مادر اسکندر رومی س

نریمان نام پدر سام جد رستم ف

نگیسا بکسر کاف فارسی یا معروف و سین مهمله بالف کشیده نام چنگی خسرو پرویز که نظیر باربد و او مرد بود س

نوذر بروزن کوثر نام پسر منوچهر ب

نوشادر بفتح اول و ضم خامس که دال باشد و سکون رای قرشت نام کوهیست نزدیک مندلان از توابع کرمان ب

نوشیروان نام بادشاهی معروف و اغلب که بمعنی مخفف نوشین روان بمعنی شیرین جان باشد س

نیمروز ولایت سیستان و در تواریخ مسطور است که چون سلیمان در آنجا رسید زمین را آب دید دیوان را فرمود که خاک ریز کنند در نیمروز خاک ریز گردند و بعضی گویند که خسرو چین نیمروز در آنجا لشکرگاه کرده بود س

الهاء

هاماوران بوزن نام آوران ملکیست در یمن بعضی شام گفته اند بعضی گویند نام ولایتی که پدر سوداوه زن کیکاوس پادشاه آن بود

هجیر بروزن نظیر نام پسر گودرز س

هری نام شهریست از خراسان که هرات مشهور است ف

هفتخوان دو عقبه است یکی آنکه کیکاوس بمازندران بدان ره بود و رستم از برای خلاصی او رفت و در اثنای راه هفت دیو را کشت و بهفت روز بمازندران رفت کیکاوس را خلاص کرد آنرا هفتخوان عجم میگویند بسبب آنکه هر روز یکی میگشت دیگر آنکه آن عقباتی که مملو از جنود و مقرر امروزین بود که ارجاسپ پادشاه توران خواهران اسفندیار را در قلعه مذکوره بند کرده و اسفندیار از راه هفتخوان بآنجا و راه پیش آمد و رفع آن نموده خود را بدان قلعه رسانیده خواهران خود را خلاص کرد س

هوشنگ با تائی مجهول و ضم ثالث و سکون نون و کاف فارسی نام فرزند چهارم آدم علیه السلام ب

هوم بروزن موم نام مردیست از آل فریدون ب

همای بضم اول نام یکی از خواهران اسفندیار و دختر بهمن نام ماه و شاهزاده که همایون عاشق بود و نام دختر فغفور ب

هومان بروزن خوبان نام برادر پیران ویسه ب

الیا ریامین شهریست علا ابن خالد الحضرمی ق

یزدجرد پسر بهرام گور است یزدگرد نیز گویند مستعمل است و نیز نام آخرین ملوک عجم س

یسع بفتح یا و سین مهمله نام پیغمبری

یمن بفتح یک انجه جانب یمین قبله است از شهر مکه ق

تمام شد فرهنگ سروری سلطانی